اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یَّعقِلُونَ

کتاب لاجواب تحقیق نایاب نتیجہ ذکاوت و ذہن رسائی موسوم بہ

تحقیقاتِ خیالی

مصنفہ منشی کامتا پرشاد صاحب خلف دیواری لال صاحب حسب تحریک مصنف ممدوح

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوئی

۶ جز

فہرست کتب

اطلاع اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ اور ملاحظہ سے شائقان کو اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے میل ترجیح کے دو صفحون مین بعض کتب طب اردو درج کی گئی ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب طب مختص بہ علاج انسان

تشریح الاسباب - معروف بہ مظہر العلوم معہ نقشہ بروج فلکی مصنفہ حکیم قاضی الٰہی بخش

رسالہ زبدۃ المفردات - و رسالہ نظم بارق مولفہ حکیم سید علی حسین متخلص بہ ملیح -

رسالہ زبدۃ الحکمت - فصول اربعہ مین روزمرہ چیزون کا بیان ہے مولفہ سید حکیم قمر علی رئیس متھرا -

مفید الاجسام - مع فوائد عجیبہ قسم امراض کے نسخے مولفہ سید فضل علی و اکرم

طب احسانی مصنفہ حکیم احسان علی

علاج الغربا - اسکی گولیون کی دوا تیتی کام کرتی ہی - ترجمہ حکیم اصغر علی -

گویاموی -

ترجمہ طب اکبر مسمی بہ مظہر العلاج اسم تاریخی ہے ترجمہ تمام خوبی سے ہوا ہر ایک مطلب دقیق کو صاف محاورہ زبان اردو مین لکھا ہے - مترجمہ حکیم محمد حسین سہارنپوری

قانون عشرت - عموماً ہر قسم تپ کا علاج وخصوصاً تپ دق و تپ مزمن کا مذکور مصنفہ حکیم شیخ عشرت حسین -

اکسیر القلوب - ترجمہ مفرح القلوب فارسی سے مصنفہ حکیم محمد اکبر ارزانی مترجمہ مولوی حکیم محمد نور کریم

تحفۃ الاطباء اسم بامسمی ہے - مولفہ حکیم سید مرتضیٰ حسین خیرآبادی -

قرابادین شفائی اردو - ترجمہ فارسی - مترجمہ حکیم ہادی حسین خان مرادآبادی -

بعونِ صنّاعِ مکین و مکان فضلِ خلّاقِ زمین و آسمان

کتاب لاجواب تحقیق نایاب نتیجۂ ذکاوت و ہمہ دانی موسوم بہ

تحقیقاتِ انسانی

مصنفہ منشی کامتا پرشاد صاحب خلف دیواری لال صاحب حسب تجربۂ مصنف ممدوح

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں مطبوع ہوئی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دریاے مضامین رہبانی یہ دہان ہی
موج گہر بحر معانی یہ زبان ہی

انسان کو شرف جوہر تقریر سے بخشا
یہ طرفہ ترین قدرت خالق کا نشان ہی

قدرت خداوندی نے انسانی ہستی کو ایک بڑی پیچیدار حکمت سے بنایا ہی کہ جہانتک
اُسکی باریکیون پر غور کرو ایک نئی کیفیت دریافت ہوتی ہی ہمارا خیال جیسی جیسی بلند پروازی
کرتا ہی انسانی ہستی کے قدرتی میدان مین ایک نیا تماشا پاتا ہی - جیسا کچھ کہ انسان توانا
اور لائق ثابت ہوا ہی ویسا ہی ناتوان اور ناقابل اسی لیے کہا جاتا ہی کہ ہماری ہستی کو قدرت
نے بھول بھلیون اور اُلجھاون مین ڈالدیا ہی - فلاسفرون نے گذشتہ زمانہ مین بہت
کچھ کوشش کی ہی کہ منشار قدرت انسانی ہستی سے دریافت کرین لیکن آخر
اُنکو یہی کہنا لازم آیا کہ معلوم نہین ہوتا معاملہ کیا ہی مگر یہ بخوبی ثابت ہوا ہی کہ انسانی
ہستی ایک بڑی قدرت والے کا کام ہی اُسنے انسانی وجود کو قدرتی عجایب خانہ
اور حکمت بالغہ کی نمایشگاہ قرار دیا ہی -

اس بندۂ ناچیز کاستا پرشاد خلف دیواری لال صاحب ساکن قصبہ داؤد گنج نے جو کچھ
انسانی ہستی کے متعلق چند خیالات ظاہر کیے تھے وہ عزیزون کو ایسے پسند آئے کہ مسودہ
کی نقلین اُتارنا شروع کین مگر بے احتیاطی سے ستائیس ورق اصل مسودہ کے گم کر دیے
جنکے افسوس مین مین نے ان خیالات کو ردی مین ڈالدیا مگر جناب مستطاب قدردان
اہل کمال فیاض بمثال منشی نولکشور صاحب سی آئی ای مالک مطبع و
اخبار لکھنو نے کہ وہ قدرت کی طرف سے دنیا بالخصوص ہندوستان مین اسی لیے
بھیجے گئے ہین کہ شرقی زبانون اور کتابون کو نہ صرف قائم رکھین بلکہ انکو ترقی دین
اور مصنفون اور انشا پردازون کو انکی تصنیفات کی اشاعت کے رو سے حیات جاودانی
بخشین براہ قدیم عادات فیاضانہ واحسانات کریمانہ میرے خیالات کی اشاعت کو بقدر دانی
تمام منظور فرمایا لامحالہ بقیہ مضامین کی ترتیب و تکمیل مین مصروف ہوا اور انکو یکجا
کرکے **تحقیقات انسانی** نام دیا اور بخدمت جناب ممدوح بغرض اشاعت پیش
کیا اللہ تعالے انکو اور اُنکے کارخانہ کو دنیا مین ہمیشہ قائم رکھے اور ان اوراق کو مقبول
عوام فرمائے

تحقیقات انسانی
مقدمۂ اول

انسان ضعیف البنیان بچشم صورت صرف خاکی پتلہ ہی نہین ہی بلکہ فطرت مین یہ وہ قیمتی شی ہی جسکا نظیر عالم امکان مین نہین ملتا - یون تو قادر بیمثال کی تمام پیدا کی ہوئی چیزین ایک دوسرے پر فائق تر ہین لیکن اس عجیب ہستی کے مرتبہ کو کائنات کی تمام چیزین نہین پہونچ سکتین -

حکما ء زمانہ گذشتہ نے حتی الوسع انسانی فطرت کے مرتبہ کو خوب ہی جانچا اور اسرار کی تیرگی کو عقل کی روشنی سے بہت کچھ دور کیا تاہم انسان فی نفسہ قدرت کی حکمتون کا ایک وہ عمیق بحر اعظم پایا گیا جسکی تھا ملنا دشوار ہوئی بڑے محققون اور فلاسفرون نے عقل موشگاف پر زور مارے کہ انسانی ہستی کی انتہائی تحقیق پر پہونچین تاہم کچھ نہوا اور ایک جدید کیفیت پیدا ہوتی گئی -

کسی فلاسفر نے امراف نہین کیا کہ وہ تمام و کمال تحقیق کی منزل پر پہونچگیا بلکہ یہ مزید لطف ہوا کہ جیسے جیسے عاقل اور فرزانہ پیدا ہوتے گئے انکو انسانی تحقیقات مین ایک جدید دلچسپی اور عجیب کیفیت حاصل ہوئی -

یہ سوال کہ انسان کس طرح مخلوقات پر مرتبہ و بزرگی مین افضل ہی اس بدیہی جواب سے جو اُسکی بناوٹ - بول چال اور عقل و نطق سے ٹپکتا ہی ساقط ہوتا ہی کہ جو کام انسان کرتا ہی کوئی مخلوق نہین کر سکتی جہان انسان کی رسائی ہی کوئی نہین پہونچ سکتا یہ جس اسرار کو انسان دریافت کرتا ہی دوسرا کب دریافت کر سکتا ہی انسان جس خاک سے بنایا گیا وہ خاک ہی اور ہی جس پانی سے وہ خاک گوندھی گئی وہ پانی ہی اور ہی جس غرض سے اُسکی ایجاد لازم ہوئی وہ مخفی ہی قادر توانا نے جو حکمتین اُسکی رگ و پے مین خون کی طرح ملا مین

اُنسے خود ہم واقف نہیں۔ النسان اپنی تحقیقات سے خود عاجز ہی وہ معلوم نہین کر سکتا کہ اُسکی فطرت مین کیا کیا حیرت انگیز پاکیمیان بھری ہین اُسکے خیال مین ایسی نئی نئی روشنیان آناً فاناً پیدا ہو جاتی ہین جیسے وہ کبھی آگاہ بھی نہ تھا وہ کام کو بے ارادہ کر لیتا ہی سابق مین اُسکا نام بھی نہ جانتا تھا۔

ہمارا خیال اور ہمارا ذہن جب النسانی فضیلت کی لہرون کو ایک وسیع بحر اعظم پاتا ہی تو حیرت سے یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کس ہر تاؤ کے لیے اُسکے رتبہ کا کوس تا بفلک شور افگن ہوا اگر جواب حاصل ہونا کچھ بھی مشکل نہین کیونکہ تمام آلات فضیلت جنکو ہاتھ پاؤن کان ناک عقل و فہم نطق و زبان وغیرہ کہتے ہین زبان حال سے النسانی بزرگی کے معنی ہمکو خوب سمجھا گئے ہین درحالیکہ وہ ٹھیک اپنے نظری کام اور قدرتی منشا کے انجام دینے پر مانند انجن کے سرگرم ہون۔ اب وہ کام جو فطرت کا تقاضا رہے یا وہ فعل جو قدرت کا منشا ہی ایک سوال کی طرح دریافت کرنا لازم آتا ہی کہ وہ کیا ہی وایک راستہ ہی جو اعتراض قدرت کی منزل پر پہونچا دیتا ہی۔ یعنی اُن تمام رگ پٹھون کو اُس کام مین مصروف رکھتا جسکے لیے وہ بنا دئے گئے صحیح طور پر بمنزلہ النسانی فطرت کے مزبون اور قدرت خالق کی باریکیون کے حاصل کرنے کے ہی۔ النسانی فطرت کی بارکیان الآت تشریح ابدانی یا قواعد ریاضی سے معلوم نہین ہو سکتین اسکے دریافت کو صرف النسانی غور و فکر کافی ہی اور درحقیقت یہی ایک آلہ ہی جس سے کچھ تھوڑا ابت اسرار مخفی واضح ہوا ہی تاہم اُسکی قوت استعدادی اور ملکہ راسخہ کی کیفیت اور اصل حقیقت پر کماحقہ آگاہی نہین۔

ہم مین اور حیوانات مین صرف اعتباری فرق ہی۔ کیا ہم وہ صلاحیت نہین رکھتے کہ اپنے تئین سچی النسانیت کے پیرایہ مین نمایا کرین اگر ہم صرف اپنے وجود اور صورت کے اعتبار پر النسان خیال کیے جا سکتے ہین تو خلقت میمون بھی النسان کہلا سکتی ہی۔ اور اگر ہم باعتبار محبت و انس اپنے بچون کے النسان کہلا سکتے ہین تو بلیان چڑیان کوے کتے۔ گھوڑے اور تمام حیوانات النسان کے نام سے پکارے جا سکتے ہین اگر زرق پیدا کرنے کے لحاظ سے النسان مشہور ہین تو چیونٹیان بھی النسان ہین پس کو النسا

تفرقہ ہی جو ہمکو حیوانی گروہ سے جدا کرتا ہی - اس سوال کا جواب بہتر اس سے نہین ہی کہ ہم
یوماً فیوماً اپنی قوت ادراکیہ کو کام مین لائین اور اُسکو ترقی دین کیونکہ تمام صفات سے
بڑھکر جو صفت اور تمام قوتون سے اعلیٰ جو قوت اس قادر لازول نے ہمکو عطا کی ہی وہ
ادراک اگر ہم مین اپنے ادراک اور قوت استعدادی کو ترقی دیتے اور کام مین لانے کی
صلاحیت نہین ہی تو بس ہم مین اور حیوان مین کچھ فرق نہین ہی اور یہ تو بالکل ہی سچ ہی کہ
انسان مین اگر اعلیٰ صفات موجود ہون تو شرف مین فرشتون سے بھی سوا ہی اور اگر یہ
نہین تو پلید سے بھی بُرا ہی جسوقت ہماری آنکھون سے وہ پردہ جو غفلت کا پردہ کہا
جاتا ہی علوم و فنون کی روشنیون سے اُٹھ جائے تو ہم صحیح طور پر اپنے نیچر کی جانچ کر سکتے
ہین اور یکایک ایک نئی دنیا مین اگر قدرت کے حیرت انگیز صنائع کا تماشا کر سکتے ہین لیکن
افسوس اُسی پردۂ غفلت کی وسعت اور بقا پر ہی -

وہ انسان ہی جو اپنے تئین نیک کامون مین فنا کرتا ہی - وہ انسان ہی جو اپنی ہستی
کی باریکیون کو گہری نظر سے جانچتا ہی - وہ انسان ہی جو قوم کی بہتری کو اپنے نقصان پر
ترجیح دیتا ہی سچ یہ ہی کہ جب انسانی خیال ادراک کی روشنی سے مستفید ہوتا ہی تو تمام
غفلت کی تاریکیان ہٹجاتی ہین وہ خود اندازہ کرتا ہی کہ قدرت کی اغراض کا پیمانہ کس حد تک
وسیع اور عمیق ہی وہ اپنے رگ و ریشہ کو ایک بڑی قیمتی چیز سمجھتا ہی اور اُنسے وہی کام
لیتا ہی جو انکا کام ہی وہ انکو حیوانون کی طرح معطل نہین رکھتا وہ اِن آلات فضیلت
کو بیکاری سے غذای زنگ نہین بناتا وہ خوب جانچتا ہی کہ ایک روز مجھے بڑی
جوابدہی کرنا پڑیگی اور درصورت غافل اور خاموش رہنے کے سخت ندامت حاصل
ہوگی جب ایک شخص انسانیت کے زینہ پر پاؤن رکھتا ہی تو وہ پہلے اپنے تئین تمام
بُرائیون سے آزاد اور نقصون سے پاک بنا لیتا ہی اور درحقیقت مناہی و معائب سے
مبرا ہوتا ہی تکمیل مراتب انسانی ہی اور یہ امر مشکل تر از مشکل ہی - سقراط کہتا ہی کہ ای میرے
دوستو موت سے بچنے مین کوئی مشکل نہین ہی بلکہ بدکاری و بددیانتی سے بچنا اور اس
سے پرہیز کرنا بیشک ایک مشکل امر ہی کیونکہ بددیانتی موت کی نسبت بہت جلد

دوڑتی ہی ہرچند کہ جسقدر زمانہ دراز ہوتا جاتا ہی اُسی قدر لوگون مین مادۂ تحقیق تہذیب وشائستگی بڑھتا جاتا ہی لیکن ہمارے ملک مین یہ بات نہین ہی یہ بات تو غیر ملکون مین ہی ہم جس حالت مین پیدا ہوئے اُسی حالت کو قایم رکھنا فرض سمجھتے ہین ہم مین بالطبع بلکہ ترقی نہین حال آنکہ روزمرہ کے برتاؤ اور عالم محسوسات کے تماشے ہمکو بخوبی سبق دے رہین کہ اپنی اپنی حالتون کو درست کرکے اپنے مادون کو ترقی دین۔
دیکھو یہ چڑیا جو سامنے اڑ رہی ہی کسوقت انڈے کی شکل مین تھی اور یہ درخت جو اپنی بلندی اور چوڑائی مین نظر نہین رکھتا اور جسکے سایہ مین چودہ ہزار آدمی آرام کرسکتے ہین گجرات مین دریاے سرجو کے کنارے ایک درخت ہی جو کبیر بر کے نام سے مشہور ہی اور ہندوستان مین اتنا بڑا کوئی درخت نہین پہلے ایک ذرہ برابر تخم کی حالت مین تھا اب کیسا تنومند ہی اِس بات کے یقین کرنے کا کوئی موقع اور کوئی امکان نہین کہ انسانی نسل کی ترقی مین قادر مطلق کا کچھ منشا نہین ہی ہمارا پروردگار ہمارے لیے لاکھون اسباب ترقی موجود کرکے چاہتا ہی کہ اپنی حالت مین ترقی کرین کیونکہ اُسنے سب مخلوق پر عزت وبزرگی بخشی ہی جیساکہ ایک بڑے فلاسفر کا قول ہی کہ بیشک اس دنیا مین انسان کو فطرتاً مین سب پر ترجیح ہی جبکہ درندون اور حیوانون کو قابو مین لانے کی انسان کو طاقت ہی سمندرون کو اپنا مطیع اور مسخر بنا لینے کی انسان کو طاقت ہی۔
بڑے بڑے پہاڑون اور تودون کو ڈھا دینے کی انسان کو طاقت ہی۔ تو کیونکر ان الفاظ کی قدر کیجائے کہ انسان ضعیف البنیان ہی یہ ضرور ہی کہ وہ اپنی عبودیت کا اظہار بطرز سرافگندگی وفروتنی ایسے الفاظ کرے جو شائستہ ہون مگر خاص دنیا کے کاروبار مین جو قوت انسان کو حاصل ہی لاثانی ہی۔ انسان خدا تک پہونچا انسان پیغمبر ہوا انسان پر تجلیات ربانی کا نور چمکا۔ انسان نے سب کچھ کیا اور سب کچھ کرسکتا ہے جہانتک کہ اُسکی حد ہی۔ مگر دوستو ہمکو اپنے استعدادی مادون کا اُبھارنا بھی لازم ہی ہمکو اپنی اصلی قوت کا پہچاننا بھی شایان ہی جب ہم ایک خراب اور ابتر حالت مین ہین اور ٹھیک مصداق بود ونابود ہماری ہستی پر صادق آتی ہی تو پھر کیون ہم انسان

نہین ہین بلکہ ایک کاٹھ کاڈبا ہین جسمین قیمتی لعل و زمرد محفوظ ہین۔

ایک یہ غفلت جو ہماری زنجیر پا ہی ہمکو ترقی کے میدان ہین ایک قدم بڑھنے نہین دیتی اور گوناگون مصائب و آزار کو بوجہ غلبان کاہلی راحت و عیش پر ترجیح دیتی ہی ان معنون ہین کہ وطن کی فاقہ کشی بہتر ہی سفر کے تمتعات سے تکلیف شدید کے بعد بھیک مانگنا اور غیرون کا دست نگر ہونا اُن لوگون کے خیال ہین اسباب جمعیت و راحت ہین جو ایک قصبہ کی بود و باش کو وطن کی محبت قرار دیکر آرام فردوس سمجھتے ہین وہ کہتے ہین ہمین فاقہ کرنا منظور ہی دیس ولیس خوار پھرنا منظور نہین غافل گروہ نہایت تاریک حالت ہین بسر کرتا ہی اُسنے مطلق نہین پہچانا کہ انسانی ہستی کتنا قیمت رکھتی ہی وہ صرف کھانا اور سونا مقصود کلی قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ دینا واسطے عیش و آرام کے ہی۔ لیکن جن لوگون پر اپنی ہستی کی شمہ کیفیت بھی ظاہر ہوگئی ہی دینا ہین اُنھون نے اپنے افعالی کرشمون سے اعجاز اور کشف و کرامات کی دھوم مچادی بس انتہای قوت النسانی کا یہ شمہ بیان ہی کہ سچے انسانون کو عوام الناس دیوتا اور جادوگر کہنے لگے بلکہ اب بھی ہمارے ملک ہین ایسے لوگ پائے جاتے ہین جو ریل ہین اور تار کی ایجاد کو جادو یا کشف و کرامات سے تعبیر کرتے ہین۔ ہمارے ہندوانہ خیالات بارہا شہرت پاچکے ہین کہ انگریز لوگ اُنیسوین صدی کے اوتار ہین حالانکہ یہ سارے کشف و کرامات جو عوام کے ذہن ہین جاگزین ہین علم ریاضی و طبیعیات وغیرہ کی ایک ادنی روشنی ہی۔ یہان سے قیاس کرنا چاہیے کہ جب ہم خود دنیا کے علوم و فنون سے خبیر نہین تو کس طرح اپنی بگڑی حالت کو بنائین اور کیونکر روے ترقی دیکھین بس بے علم و فن النسان نابینا اور بالکل حیوان ہی حیوانی خصلتون کو وہ اپنی طبیعت سے باہر نہین کرسکتا جو خود واقف ہو کہ اللہ تعالے نے النسان کو اپنی حکمت بالغہ سے اُن تین قوتون پر انسانیت کو غالب کرنے کی زبردست قوت بخشی ہی جنکا نام جمادیت حیوانیت اور نباتیت ہی اور یہ تینون بالخواص مبدا اشرار و فساد ات ہین۔

مقدمۂ دوم

رعیت کے لیے بادشاہ گوسپندون کے لیے گلہ بان - درختون کے لیے باغبان
مسافرون کے لیے رہنما - فوج کے لیے سپہ سالار - ارکان عناصر کے لیے روح - اور تمام
گروہون کے لیے ایک ایک سردار و حکمران کا ہونا ضروری ہی پس انسانی گروہ کے لیے بھی سردار
مذہبی کا ہونا لابد ہی کیونکہ یہی ایک معلم ہی جو نیچرل جاہلون کو تعلیم - تربیت - ترتیب - اور تکمیل
دیتا ہی قدرت نے اگر نقصانات پیدا کیے تو اصلاحات و تمتعات بھی پیدا کیے - بیماری پیدا
کی تو دوا اور شفا بھی پیدا کی - سچا معلم اور مصلح انسانی گروہ کا ایک مذہب ہی خواہ وہ کوئی مذہب
ہو کیونکہ اصول ہر مذہب کا دفع ذمائم و قبائح پر مبنی ہی اگر کوئی انسان مذہب کی قید سے
بالکل آزاد ہی تو یہ امر خلاف فطرت کا اقتضا ہر گز نہیں ہی کہ انسان بالکل اسی ہیئت پر قائم
رہے جس ہیئت کے ساتھ اپنے مادہ سے نکلا -

نظر اُٹھا کر عالم کائنات کو دیکھو کونسی شی ہی جسکو اصلاح و ترتیب کی ضرورت نہین مہندی
کو جب باغبان تراشتا ہی تو کیسی سڈول اور سگھڑ معلوم ہوتی ہی بنائی دروازے اور محرابین اور
طاق اُس سے بناتے ہین اور آگے چلو خطوط کو دیکھو ایک شخص قواعد دان ہی اور دوسرا ناواقف
قواعد - اب دونون کے خطوط کو ملاحظہ کرو باہم کتنا فرق ہی وہ اگر کینڈے اور گرہی سے حرف
الف لکھیگا اور مبدء سے منتہی کو کسیقدر خمی رکھیگا تو یہ اکھڑ پن اور بے پروائی سے کھینچیگا
خواہ وہ تین کی جگہ کئی نقطون کا کیون نہو یہ ایک سیدھا حرف ہی ذرا جیم کو دیکھو قواعد دان
کاتب سر دو نقطہ اور گردن تین نقطہ کی بنائیگا دو نقطہ ترولی دو صعودی سے جیم کا جسم
نکالیگا اور سطح تین نقطہ سے - گردن نوک اور سر مین باہم ایک خط کا فرق رکھیگا مگر اس حرف
کو وہ دوسرا شخص جب لکھیگا تو مطلق ان باتون کا خیال اُسکے ذہن مین نہ گذریگا بے تصنع
قلم کاغذ پر پھیریگا کیونکہ وہ ناواقف ہی -

جس طرح قانون قدرت بے اُصول نہین اسیطرح اُسکی مخلوقات قواعد اور ضوابط سے
خالی نہین - قدرت ہی نے ہمکو ایک ایسی کاریگر عقل بخشی ہی جو ہمارے ہاتھ سے طرح طرح کے
دلپسند کام کراتی ہی مٹی کو پانی مین گوندھنا اور اُسکو قالب مین لاکر ایک موزون اور مربع

شی جسکا نام خشت ہی بنانا اور پھر اُسکو پژاوہ مین پکانا پکنے کے بعد نکالنا تراش خراش کر کے ایک
سڈول صورت مین لانا چونہ کی تہ پر زمین جمانا اور ایک اُونچی عمارت بنانا اُسمین محرابین کانس طاق
نکالنا کھڑکیان ۔ جھنجریان ۔ جھروکے بنانا ۔ کمرے کو تحیے والان مقرر کرنا اور پھر سب تیاری
کے بعد چونہ کی سفیدی پھیرنا اُسپر مختلف الوان سے رنگ آمیزی کرنا ابتدا سے انتہا تک ترتیب
وار صنعت کاری قدرت ہی نے ہمکو سکھائی ہی کیونکہ وہ خود صانع ہی اور یہ قاعدہ کی بات ہی کہ
معلول مین اثر علت کا بالفعل موجود ہوتا ہی یعنی جس مادہ سے اشیار نکلتی ہین مادہ کا خاصہ
ضرور انمین پایا جاتا ہی کیونکہ تسلیم کیا جائے کہ انسانی نیچر بالخواص آزادی پسند ہی نظام عالم آفرنیش
زبان حال سے کہ رہا ہی کہ کوئی نیچر آزاد نہین کل اشیار تراش و خراش زوال و کمال کی محتاج ہین
غلہ اگر کچا ہی کھایا جاتا اُسمین پسینے پکانے کی علت نہوتی تو کہا جاتا کہ نیچر آزاد ہی آزادی بالفطرت
قدیم سے بے فیض ہی کوئی نئی بات نہین سرو اگر آزاد ہی تو بے ثمری کی شاخ بھی لگی ہوئی ہی ۔ انسانی
گروہ اگر زنجیر مذہب مین پابند نہ کیا جاتا تو یہ بھی درندون چرندون وحشیون ہی مین شمار
ہوتا اور بندر اور لنگور سے زیادہ اُسکی قدر نہوتی کیونکہ جس شی کا نام انسانیت ہی وہ ایک
سچے مذہب سے پیدا ہوتی ہی ۔ مذہب و دین ہمیشہ اصلاح پر قادر ہی وہ نیک تعلیم دیتا ہی اور
اچھی راہ لگاتا ہی جب اللہ تعالے جل شانہ نے بیشمار اشیار اور مخلوقات پیدا کین تو لازم
آیا کہ اُنکے گروہوں کو ایک سلیقہ اور سوز و نیت سے ترتیب ہوتا کہ خلط ملط ہوکر نظام عالم
آفرنیش کو ضرر نہ پہونچائین لہذا ضروری اوقات پر چند مشرف بندے پیدا کیے جنکو صفات
انتظام آفرنیش بخشی اور اُنکو طریقے تسخیر قلوب کے بتلا دیے اس حکمت نظامیہ کی رو سے
گویا امصار مذاہب کی آئین بندی خاص خدا نے کی ہی جب خدا ہی کا وجود تسلیم نہ کیا
گیا استغفر اللہ) تو وحشت اور شیطنت کے مسلم الثبوت ہونے مین کیا شک رہا کیونکہ
جس طرح نور کے عدم کو تاریکی کہتے ہین اسی طرح فقدان انسانیت کو وحشت ۔
انسان ایک کترا اور بنایا ہوا بوٹا ہی اور وحشی تو دہ گل ۔
پیشوایان دین کی نظرین دور بین اور خیالات وسیع تھے وہ جس زمانہ مین تھے
اُس سے آگے آنے والے ہزارون برس کے زمانے کی تصویرین انکی پتلیون

مین پھرتی تھین - ہنگامۂ محشر کی سوزش اور بعث و نشر کی کیفیت انکی نزدیک ایسی تھی جیسا کہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہماری آنکھون کے سامنے ہی - اگر وہی لوگ موجودہ و آیندہ حالتون کی خبرین نہ دیجاتے تو خاک بھی ہمسے اپنا انتظام ہوتا اور اندھون کی طرح لاٹھی لیے نشیب و فراز کو ٹٹولتے پھرتے ہمارے لیے انھون نے ایسی ضروری و آسان رسمین جاری کی ہین جنکے بجالانے مین کچھ بھی دشواری نہین یہ رسمین کچھ زندگی ہی کے زمانہ مین حاجت روا نہین ہین بلکہ بعد ممات بھی ہمارے کام آتی ہین - ہندؤن مین کیسا ہی دولت مند اور بڑی سلطنت والا راجہ مرے ایک بینوا کے ساتھ کریا کرم مین برابر اور میت مین مساوی ہی ایک آنے کے بانس راجہ کے جنارے مین لگینگے جو بینوا کے لاشہ مین درکار ہوئے تھے وہی لکڑیون کا ڈھیر اُسکی چتا مین صرف ہوگا جو اُسکی چتا مین ہو اخواہ وہ خشبودار ہو جسکا نام صندل ہی یا کچھ ہو نام کو لکڑی ہی یہی حال مذہب اسلام کا ہی کہ جو ضرورت ایک بادشاہ کو ہوتی ہی وہی ایک مفلس اور محتاج گدا کو ہوتی ہی - یہ موجدان مذہب ہی کی پیش بینی ہی کہ ہزارہا برس کی آنے والی ضرورتون کے قاعدے اپنی ہی تجویز سے منضبط کیے انھین رسمون کی پابندی اور تتبع سچی النسانیت کہلا سکتی ہی -

معتقدان نیچر اپنی موجودہ اور آیندہ غلطیون سے ناواقف نہین ہین وہ خوب جانتے ہین کہ انکی طریقت ایک ایسی منزل پر پہونچائی گئی جسکا نام الحاد یا بیعقلی یا ندامت ہی لیکن اپنی غلطیون کی اصلاح پر دیدہ و دانستہ قادر نہین اور یہ کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہین جو جان بوجھکر غلطی کرتے ہین (غلطی ہی بلفظ غلط) اور غلطی ہی کو اپنی طریقت سمجھتے ہین اس سبب غلطی کو غلطی کی نگاہ سے نہین دیکھتے اور اُسکی اصلاح کی طرف متوجہ نہین ہوتے -

انقلاب دوران جسین شئی کا نام ہی جسکی حالت پر ہمارے پیشوایان مذہب نے صدہا برس پیشتر پیشین گوئی کی تھی یہی ایک نیچر کا زمانہ ہی جسمین کم و بیش نیک و بد - ایمان و کفر اور تمام ضدین کی امتیاز کی بصیرت زایل ہوئی ہی کل چیزین غلط سلط کل ہمسئلے غتربود - کل مذاہب کھچڑی ہندؤن کے دین کی ترقی کا زمانہ

گذر گیا مسلمانون کے دین کی ترقی کا وقت نرہا آخر ایک ایسا زمانہ بھی ہونا ضرور ہی جب قصّون کی طرح نئے نئے مذہب تصنیف ہون اور نئی نئی اُمتین اوتار لین چونکہ مدت العمر مین ہر شخص یا ہر شی کو ایکبار کمال اور ایک بار زوال ضرور نصیب ہوتا ہی اسلئے پرانے مذاہب پر اد بار آیا ہی اور جزا و سزا دوزخ و بہشت و عذاب و ثواب کے مسائل منسوخ ہو گئے لیکن سچا انسان لایعنی طریقون نیچرا ور آریہ کو ہرگز پسند نہ کریگا اور وہ اُسی انسانیت کے کسب کا آرزومند ہوگا جسکی صداقت پر قدیم مذہبی صحائف مقدس نے گواہی دی ہی۔

مقدمۂ سوم

اگر میان نظیر اکبر آبادی زندہ ہوتے تو اس زمانے مین ہرگز نہ کہتے کہ غریب بھی آدمی ہی امیر بھی آدمی گدا بھی آدمی ہی شاہ بھی آدمی صحیح بھی آدمی ہی بیمار بھی آدمی مداری بھی آدمی ہی تماشائی بھی آدمی ہین بھی آدمی۔ یہ بیچارے سیدھے سادے عارف اللہ تھے فیلسوف نہ تھے اُنھون نے ہمہ اوست کی دُھن مین ایک طرف سے سبکو آدمی کہنا شروع کیا ؎ کہ بچشمان دل مبین جز دوست ٭ ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست ٭ تحقیق و تدقیق کی نظر جب دیوار آہن اور سنگ لاخ مین رخنہ کرتی ہی تو صاف کھل جاتا ہی کہ ناظر کون ہی اور منظر کون — یہ روزمرہ گروہا گروہ جو ہماری نظر سے گذرتے ہین سبھی آدمی نہین ہین بلکہ اُنمین بہت سے ہین جو صرف آدمی ہین بعض خلاف آدمی ہین ؎ بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد ٭ چون باز کنی مادر مادر باشد ٭ یون تو باعتبار شخصیت ہر کس آدمی کہلا سکتا ہی لیکن سچے انسان کی تعریف کو لکھنؤ پیرپل کا روزانہ کاغذ درکار ہی۔

جب ہم اپنی ایک کیفیت خاص مین مستغرق ہوتے ہین تو ایک بوٹا سا قد آنکھون مین پھر جاتا ہی جسکو مین فطرت کہ سکتا ہون یہ خوشنما قد ہمکو اپنے حُسن و جمال

اور ترکیب واجماع سے طرح طرح کے معنی سمجھاتا ہی اور کہتا ہی کہ جسکو لوگ انسان کہتے ہین حقیقت مین وہ مین بھی نہین ہون ہمارے انسانی خیالات کی گھوڑا پچھاڑ ندی مین بار ہا یہی سیلاب آتے ہین اور اُتر جاتے ہین کہ ہم انسان ہین اور ہم انسان نہین ہین بعض اوقات حقیقت کی لہرین برابر فریاد کرتی ہین کہ دیکھو سنبھلو اپنے سفینۂ ہستی کو ساحل انسانیت پر لاؤ اور بعض ہنگام فطرت کا طوفان شور کرتا ہی کہ تم جس حالت مین ہو لاجواب ہو تم انسان نہین بلکہ فرشتے بھی نہین بلکہ اشرف المخلوقات ہو جب تم ایسے ہو اور تمھارے باپ دادا بھی ایسے تھے تو بس کیا غم کیا فکر کیا افسوس آزادی سے مسند خواہش پر استراحت فرماؤ مزے کرو خودمختار ہو سہ جو گنہ کیجئے ثواب ہی آج ؛ عیش و آرام تمھارے لیے پیدا ہوا اور تم عیش کے لیے یہ ساری کائنات تمھارے لیے ہی اگر تم دنیا کی عام چیزون کو استعمال مین نہ لاؤگے تو مدعا علیہ بنوگے اور ہاروگے تجربہ اگر سابق ہی تحقیق معلم۔ ان دونون ہمکو یقین دلایا ہی کہ خیال ہی انسان کا رہبر ہی اور خیال ہی سقوی۔ خیال ہی دوست ہی خیال ہی دشمن۔ جدھر سیلان خیال ہوگا اُدھر ایک نیا نتیجہ نکلیگا۔

لفظ انسان کے معنی ہر صورت سے نکل سکتے ہین لیکن دیکھنا صرف یہ ہی کہ اصل حقیقت کیا ہی انسان کی بیرونی و درونی علامت کیا ہی کیا ہر وجود اسم با مسمے ہی یا کوئی اسم بے مسمیٰ کیا امرا و اغنیا کو انسان کہتے ہین یا محتاج و تنگدست کو ؟ کیا قوت درون اور موٹے تارون کو انسان کہتے ہین یا لاغر و ضعیف کو ؟ کیا یوسف جمالون اور پریرخون کو انسان کہتے ہین۔ یا سیہ چردہ اور زشت منظرون کو ؟ کیا مطربان خوش گلو اور لولیان خوبرو کو انسان کہتے ہین یا نامبارک رُویون اور زشت الحانون کو ؟ ان مین سے ایک بھی انسان نہین ہی ہرچند کہ سب انسان ہین۔

یہ وجود جو مجکو ایام زندگی مین بہت مدد دیتا ہی مجھے زندہ کہلاتا ہی لیکن جب اسمین جان نہین تو خود بھی مردہ ہی اور مجھے بھی مردہ لقب دیتا ہی بس یہی کیفیت انسان اور انسانیت کی ہی جس وجود مین انسانیت ہی وہ انسان کے نام سے زندہ ہی

اوحسین یہ نہین وہ مردہ ہی خواہ کیسا ہی نامور ہو - ایک انسان کا خیال ان رشتون کو
ڈھونڈھتا ہی جو اُسکی ذات کو منور کرین اور شہرت دین کہ یہ انسان ہی جسکا خیال مذکورہ
بالا صفت نہین رکھتا وہ اپنے تئین انسان بنانا نہین چاہتا اور عمدہ طور پر انسان کے
معنی نہین سمجھتا اور انسان کے نام کی شرم نہین کرتا جو یتیم بچون کو محتاج پاکر اپنی نیکی
کی جانچ کرتا ہی اُنکو رحم و محبت سے گود مین اُٹھا لیتا ہی اُنکے دیدۂ تر کو دامان لطف
وحیا سے پاک کرتا ہی نازونعم سے اپنے پیارے بچون کی طرح پالتا ہی تعلیم کے لیے معلم
تلاش کرتا ہو نازونعم سے اپنے پیارے بچون کی طرح پالتا ہو تعلیم
انسان ہی جہلا کو راہ راست پر لانے والی حرکات سے باطن مین ایک سچی خوشی پاتا ہی بد
زبانون کی ژاژخائی پر بدظن نہین ہوتا اسے اپنے پسندیدہ افعال کے نتیجون سے غرض ہی وہ
مناظرہ پسند و بحث باز نہین اُسے خیال ہی کہ خود کو نقصون کی اصلاح مین فنا کر دے
ایک یہی سچا انسان ہی زندون بدمستون کی گالیان سُنتا ہی شرابیون بیخودون کے
سنگ ملامت و تظلم کا پڑا دہ بنتا ہی پتھر کھاتا ہی سختی سہتا ہی لیکن تلخ پند و شیرین وعظ
سے ساکت نہین رہتا ایک یہی سچا انسان ہی مشہور ہی کہ ابو عبد الرحمن حاتم اصم نہ تھا
بیابان مین ایک دن اتفاقاً وقت ہمکامی باد اسفل ایک عورت سے برائی از پس خجیل
ہوئی اور انفعال سے مطلب نہ ادا کر سکی حاتم نے فرمایا اور اونچی آواز سے کہ ہین
کہ مین ثقل سماعت مین مبتلا ہون اس تقریب سے ندامت زن دفع ہوئی اُس
تا بہ زیست حاتم نے اپنے کو اپنے اصم مشہور کیا اور اصم ہی رہا ایک یہی سچا انسان
حضرت سید امام حسنؑ کھانا کھاتے تھے غلام کاسہ آش لایا مگر لغزش دست
سے تمام شوربا سر مبارک پر گرا دسترخوان پر رکھنے نہ پایا آپ نے بچشم عنایت دیکھا
غلام بولا اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپ خوش ہوئے از قصور
معاف کیا پھر عرض کیا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور بھی خرسند ہوئے اور کچھ نقد و جنس
عطا فرمایا ایک یہی سچے انسان تھے - حاتم نے ایک روز عام دعوت کی حتی الامکان کوئی
بشر بے اذن نہ رہا مگر جنگل مین جا کر دیکھا تو ایک ہیمہ کش سر پر لکڑیون کا گٹھر لیے چلا آتا ہی

حاتم نے اجنبی بنکر کہا کہ ای بارکش امروز عید سعید اور یہ مصیبت حاتم کے ہان جا جہلا طعام گوشت اور پلاؤ چکھ بار مصیبت کو سر سے پٹک - وہ عالی ہمت بولا ای بزرگ ہنوز کہ تو تا بازو برقرارست از بارکشی چہ عارست

	ہرکہ نان از عمل خویش خورد		منت حاتم طائی نبرد	

حاتم نے فرمایا کہ ای بزرگ تو حاتم سے بھی ہمت و حوصلہ مین شرف لے گیا - ایک یہی سچا انسان تھا بیان ہی کہ نپولین بوناپارٹ ایک نہایت مفلس اور محتاج یتیم تھا عہد طفلی مین اپنے وطن سے دور ایک شہر مین طالب علمی کرتا تھا ایکبار مادر نے بجوش محبت لکھا کہ ای قرۃ العین کہو کیسی گذرتی ہی یہان تو فاقہ کشی کی نوبت پہونچگئی تم اپنی کیفیت بیان کرو بیٹے نے لکھا - اما جان جس حال مین ہون خوش ہون لیکن جس پرانی اور پھٹی کتاب مین سبق پڑھتا ہون اُسی کے فیض سے دنیا کے بڑے بڑے علماء و فضلا سے افضل ذی علم کے جھنڈے عالم مین گاڑ دونگا - یہ زنگ خوردہ تلوار جو ہر شب سرہانے رکھکر سوتا ہون مجھے شاہان روے زمین کے نیچا دکھانے کو کافی ہوگی اسی ٹوٹی تلوار سے چہرے کے پردے صاف کرونگا - وہ وقت قریب ہی کہ بوناپارٹ کے نام سے زمین و زمان تھرا اٹھینگے آخر یہی ہوا کہ جب یہ اسکول سے نکلا تو بوسیلہ اپنی بے نظیر دانائی و بہادری کے کرنیلی کے عہدہ سے بڑھتا ہوا مملکت وسیع فرانس کا بادشاہ ہوگیا اور جو جو اُسنے کارنمایان کیے صفحات تواریخ اُنسے مرصع ہین کہتے ہین کہ جب اس لاثانی کشورکشانے ملک روس پر تاخت و تاراج کا ارادہ کیا تو پہلے پہل کوہ الپس حائل ہوا جنرلون نے رپورٹ کی کہ اس راہ مین یہ قدرتی دیوار حائل ہی اگر ارشاد ہو تو دوسرے راستہ سے فوج لیجاوین نپولین نے جواب دیا کہ اگر کوہ الپس حائل ہی تو خود کوہ الپس نہین رہیگا پہلے اِسے اُڑا دو اور اسی کو روندتی ہوئی فوج نکلے تعمیل حکم تو ہوئی مگر پہاڑون کے اُڑانے اور آب وہوا ناموافق ہونے سے لاکھون بہادر سپاہی کام آئے اور اکثر اس جنگجو اور خودرائی بادشاہ کی ضدی اور پُرحوصلہ روداستین مشہور ہین بیان ہی کہ عام راستہ پر اپنے دمدمہ مٹی کا بنایا اُسپر جو شخص غیر ملک کا

قدم رکھنا بونا پارٹ اُسکے بادشاہ سے جنگ کرتا گویا جناب ربطبعًا عاشق تھا ایک دفعہ رعایا
نے عرض کی کہ سنہ ہنین برستا زراعت کو سخت نقصان ہی اور عام تشویش پھیل رہی
ہی بونا پارٹ بولا ہان یہ بات ہی اچھا۔ ہم خود آسمان کی فیضا کی پروا نکرینگے حکم دیا کہ
تمام توپین اور بندوقین آسمان پر فیر کیجائین انتہا تعمیل اس حکم کی یہ ہوئی کہ صدہا
کوس کے گرد مین دھوئین سے روز روشن شب تاریک ہوگیا اور وہ دھوان
آفتاب کی گرمی سے پانی بن بنکر ٹپکنے لگا اور اِس مصنوعی بارش سے کاروبار
زراعت جاری ہوگیا۔ یہ ایسا باہمت اور مغرور بادشاہ یورپ مین ہوا جسکا
نظیر تواریخ دنیا مین پایا نہین جاتا اب بھی بونا پارٹ کے نام سے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوجاتے ہین۔ ایکبار یہ غنیم کے پنجہ مین فریب سے پھنس گیا اُسنے سمندر
کے کنارے ایک نہایت بلند مینار پر قید کر کے رکھا بونا پارٹ نے بوتل توڑکر اُسکے
ایک ٹکڑے سے بدن چھیدا اُس سے خون نکلا خون سے پوشاک کے کسی ٹکڑے
پر چٹھی لکھی اور ایک بوتل مین رکھکر سمندر مین پھینکدی وہ بوتل کسی جہاز
فرانس کو جو شاہ کی تلاش مین پھرتا تھا ملگئی چٹھی پڑھکر رات کو مینار مذکور کے
تلے جہاز آلگا بونا پارٹ تاریخ و وقت مقررہ پر مینار سے سمندر مین کودا جہاز یون نے
جہاز پر لیلیا اور پھر غنیم سے خوب ہی انتقام لیا ایک یہی سچا انسان تھا۔ راجہ
پدم نے کئی بار علاء الدین غوری کے دانت کھٹے کرکر دیے اور متواتر حملون و
زکون سے ناک مین دم کردیا گو آخر کار فریب و دغا سے بیچارہ گرفتار ہوگیا ایک یہی سچا انسان تھا
انسان وہی ہی جسمین انسانیت ہو ؎ آدمی را آدمیت لازم ست ۔ عود را گر بو
نباشد ہیزم ست ۔ اگر ہم تمام اُن جوہرون سے جو ہمارے واسطے پیدا ہوئے اراستہ
ہین اور ساکنان جہان پر اُنکا اثر بھی ڈال سکتے ہین تو ہمنے اپنے استحقاق اور دعوائے
انسانیت کو ثابت کردیا اور بتلا دیا کہ اگر قدرت نے ہمین سزاوار ایسے شریف
قالب کا نہ پایا تھا تو کیونکر اِس پاکیزہ اور خوشنما ملبوس مین نمایان کیا اور اگر یہ بات
نہین تو پھر کچھ بھی نہین۔

صحیح طور پر مسئلہ انسان اور انسانیت پر اُنھیں لوگوں نے غور کیا ہی جو اپنی ہستی کی عدیم المثالی پر یقین کرتے ہین اور جنھوں نے صرف بچشم وقعت توسیع قدرت ربانی پر قیاس کے گھوڑون کو گرم ہمیز کیا ہی جنھوں نے ذرا بھی اسرار ہستی دریافت کیا ہی وہ نہ صرف روشن دماغ بلکہ فارغ التحصیل ہوگئے ہین وہ اپنی کائنات کو ایک ضروری شئی سمجھکر عمدہ طور پر صرف مین لاتے ہین اور خوش دل رہتے ہین۔

مقدمۂ چہارم

انسان اگرچہ قدرت الٰہی کا ایک منتخب نمونہ ہی لیکن حق یہ ہی کہ وہ بیوقوفی اور بیدالنشی کی گٹھری ہی کرتا ہی لیکن کر نہین جانتا دیکھتا ہی مگر دیکھ نہین جانتا اسکے افعال اور اقوال مین ایک ایسا تزلزل اور تذبذب پایا جاتا ہی جسکو سیمابی حالت کہنا چاہیے اُسکو ایک ساعت ایک صورت پر قیام نہین جب یہ سوچتا ہی کہ مین کون ہون اور کیا کرون تو اُسوقت چند لمحہ کے لیے اُسکے نیچر کی صحیح تصویر آنکھون مین پھر جاتی ہی اور دماغ کے چور دروازے چشم انتظار کی طرح باز ہوجاتے ہین لیکن موج دریا کے برابر بھی وقفہ نہین ہوتا کہ وہی انسانی اندیشہ لہراتا ہوا چلا آتا ہی اور تمام صحیح حالت کو تہ و بالا کردیتا ہے۔

ہم ایک کام کرنے کا ارادہ کرتے ہین ہنوز اُس کام کا انجام بخیر نہین ہونے پایا کہ دوسری طرف عنان توجہ معطوف ہوگئی۔ ہماری ہستی و نیستی قدرت نے ترازو کی طرح دو پلون پر تقسیم کی ہی جسمین سے ایک پلہ سبک ہی اور پلہ ثانی اپنی گرانی و پایداری مین لاثانی ہے جس ہستی سے ہمارا مقصود بقا اور عیش و آرام کا ذریعہ ہی وہ درحقیقت ایک دھوکے کی ٹٹی ہی جسکی وقعت سُراب سے زیادہ نہین کاش ہم جس سرمایہ پر بھروسا کرتے ہین دو لحظہ اسکو بچشم تحقیق دیکھین کہ اُسمین کیا ہی اور کیون ہی۔ انسان اپنی روزمرہ چالون اور مشاغل مین اپنے آپ سے بیخبر بھرتا ہی وہ نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کیون ہون حقیقت مین وہ اپنے تئین اُس نظر سے دیکھتا ہی جس نظر سے کہ کسی بزرگ منش

عالی فطرت کو صاحب وقعت دیکھتا ہی جب مین ایک سرسری نظر سے اپنے جسم کو
بہیئت مجموعی دیکھتا ہون اور خیال کرتا ہون کہ جسم کیا ہی مین کون ہون اور جو اندرون قالب
طوطا بولتا ہی کون ہی مجھ مین میری تحقیقات پر آمادہ کرنے والا کون ہی ۔ تو ایک عجب حالت
حالت طاری ہو جاتی ہی اور خیال رنگین کسی ساعت کے لیے دنیا یا زندگی کے
بار گران سے ہلکا کر دیتا ہی ــــ حیرت غشی تعجب اور وجدانی کیفیت کے سیلاب مین
سراپا غرق ہو جاتا ہون مین دریافت نہین کر سکتا کہ فی الحقیقت تماشا کیا ہی ماجرا
کیا ہی یہ سیلاب کدھر سے آیا اور کدھر جائیگا کہان تک اسکو سکون ہی اور بعد ازین کیا
زیادہ تر افسوس یہ ہی کہ مین اُن لوگون کے گروہ مین کیون نہوا جو ایک ہی حالت کے
نشہ مین مخمور اور سرشار رہے اپنی ہستی سے بیگانہ اور بیخودی سے یگانہ تھے ؎

آہ جو لوگ کہ رنگ مین رنگین دل تھے
حسرت آتی ہی کہ وہ شخص ہمین کیون نہوئے

ہمارے ارادہ اور قصد سے تو کچھ بھی مذاق نہین ملتا البتہ ایک نسیم غیبی ہی ـ
جو بلا طلب نعمت غیر مترقبہ کی طرح خود ہی حقہ دماغ مین بے تکلفانہ چلی آتی ہی اور اسکی
بوے دماغ پرور سے جو کیفیت دل و دماغ پر محسوس ہوتی ہی دل جانتا ہی ـ
دنیا سراپا لذت صبح ربیع کی ایک میٹھی نیند ہی اسکے شیرین حیلے اور نازنین حرکات
دل پر وہ اثر ڈالتے ہین جو انسان کے ہوش و حواس اور وہم و قیاس کا دزد نا سپاس
ادھر موسم ربیع کی خوشنما راتین اور دلفریب نور مہتاب ۔ ادھر صبح صادق کی نسیم غالیہ
تر کی بھینی بھینی لپٹین ۔ بستر عیش و آرام کے خیالات ۔ اور شاہد دنیا زاہد فریب
دلربا ناز و کرشمے ۔ پھر خواب نوشین کی مزید ار آمد ۔ جب اتنی دل فریب کیفیتین ہم
نصیب ہون اُسوقت خیال من و تو یعنی چہ ـ
جو وقت ہماری غفلت و آرام کا ہی وہ وقت خدا پرستون کی نفس کشی اور ذکر
آلہی کا ہی بس ہم کیا اور ہماری ہستی کیا ـ
صاحبو مانو تو دیبی اور نہ مانو تو پتھر یہ ایک ضرب المثل قدیم ہی لیکن سچائی کا ظرف
اور ہی کہنے اور کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہی ۔ انسان کا سچا رہبر ایک خیال

دولت خیرات سے بڑھتی ہی اور قوت دماغی تحریک خیالات سے لیکن خیالات مین
تفریق ہی ہر خیال بجاے خویش ایک رنگ رکھتا ہی گو سب امور سے مقدم خیالات کا تصفیہ
ہی لیکن وہ خیال خوب ہی جو صوفیانہ مذاق رکھتا ہو یون تو ہم ہر صورت کو خیال سے دیکھ
سکتے ہین مگر موج دریا کی طرح بے قصد خیال کا پیدا ہونا عجیب لطف رکھتا ہی جملہ
خیالات سے افضل انسانی ہستی کی جانچ اور تحقیقات کا خیال ہی جو ہمارے غور و فکر
اور زور روپیہ سے پیدا نہین ہو سکتا تا آنکہ غور و فکر کا تصفیہ نہو گو وہی نسیم غیبی کا کرم ہی کیونکہ
ہم جس گھر مین رہتے ہین اُسکو دنیا تو ہر کوئی کہتا ہی لیکن دنیا کی صفات سے اُسے
موصوف کرنا اور سچ کو سچ ماننا ہر کسی کا کام نہین ہی ہم جس متاع پر بھولے ہین وہ متاع
درحقیقت ایک چیز ہی جو ہماری نظر اور خیال کو ایک عجیب قسم کا دھوکا دیتی ہی۔
ہم اصلیت مین کچھ اور ہین سمجھے کچھ اور ہین یہ ہماری کج خیالی اور شیفتگی ہی ورنہ کجا وہ
شاخ تقدس جسکے ہم بلبل ہزار داستان تھے اور کجا یہ قفس پنجی سرا جہان اپنے قدیم
آشیانہ کو بھول گئے۔ خیر کچھ ہو یہ ضرور ہی کہ ہم اپنی قدیم راہ اور پرانے رنگون سے بالکل نا
واقف اور گم کردہ مقصود ہین۔ ہمارے لیے ایک بھیڑ کی اُون کا کمل کافی ہی جب ہم
اپنے لباس ہستی کو نظر موشگاف سے نہین جانچتے مرنا اور جینا تو ہر کسیکے خیال
مین ہی لیکن بہت کم لوگ ہین جو سچے مرنے پر عاشق ہین۔ گو ہماری حیات و وفات باہم
ایک قدیم رشتہ ربط و اتحاد کا رکھتی ہین مگر عالم خیال مین دونون متناقض اور نا آشنا
دوست ہین آخر الذکر کو اول الذکر پر فوق ہی اور اُسکا مرتبہ بھی بہت بڑا ہی غور کرنے سے
یہ راز سربستہ بخوبی منکشف ہوتا ہی۔ غور بھی ایک چیز ہی جو ہمکو کل وہ نعمتین جو نظر سے
پنہان ہین اپنے وقت پر بے محنت و منت بخشتا ہی۔
اس مقدمہ مین کچھ کہنا کہ انسانی ہستی کا ایک سچا خیال کب اور کس طرح پیدا ہوتا ہے
حقیقت مین ایک وقت خاص اور ہنگام یکسوئی پر منحصر ہی یعنی بہت بڑا خیال جسکو
ہستی سے تعلق ہو زور دینے اور ارادہ کرنے سے مخدوش نہین ہوتا۔ ۵

بخت و دولت بکاردانی نیست		جز بتائید آسمانی نیست

کوئی شخص نہین چاہتا کہ اُسکی زندگی کے اوقات ضائع ہون اور یہ خواہش تو ہر دل
مین موجود ہی کہ وہ فانی اور معدوم ہو حالانکہ فنا اور عدم زنجیر آسا بروز ہستی پا ے
ہستی مین ڈالی گئی ہی اس سے مفر نہین ہو سکتا اور یہ عجیب ماجرا ہی کہ جس چیز کا طالب انسان
نہین ہوتا وہی نصیب ہوتی ہی یا یون کہو کہ نصیب ہونے والی شی کی خواہش انسان
مین پیدا نہین ہوتی - یہ خواہش ذیل خیالات مین گردانی جاتی ہی خواہ وہ جھوٹی
اور بیفروغ ہو مگر تجربہ اور تحقیقات سے بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ ہماری ہستی کی جانچ
کا خیال قصداً پیدا نہین ہوتا لو فرضنا زیادہ زور دیکر ایسا خیال پیدا کیا گیا
تو اُس سے صحیح مقاصد کا حاصل ہونا محال ہی -

مقدمۂ پنجم

انسانی عادات وخصائل مین بعض ایسے اُمور بھی شامل ہین جنسے حیوانی
فطرت پاک ہی اور حیوانی عادات مین بعض عادات ایسے پائے جاتے ہین جو انسان
ہین جو انسان مین نہین پس اس سے لازم آتا ہی کہ عادات وخصائل ہی کی وجہ سے
حیوان کو شریف خلقت کہا جائے اسلیے ہمکو مغرور ہونا چاہیے کہ قدرت نے ہمکو ہی
اشرف المخلوقات بنایا اور ساری شرافتین صرف ہمارے حصہ مین ہین اور حیوان
کو ایک حقیر مخلوق بنایا ہی اسلیے اُسکی ذات مین سراسر محقر عادات وخصائل بالترتیب بھر دیے ہین
یہ بات سچ ہی کہ ہمکو قدرت نے مخلوقات پر اعلیٰ شرف بخشا ہی اور اسلیے اُسکے احسانات
سے ہم کسی طرح سبکدوش نہین ہو سکتے اور نہ قابل اُسکی عطیات کے شکر وثنا
ہم جانتے ہین مگر یاد رکھنا چاہیے کہ بُرائیون کی تعداد بہ نسبت بھلائیون کے ہم مین زیادہ
ہین اور بجز اس ضعف آمیز زندگی کے جسمین جو ا ہر عقل موجود ہی اور کوئی فوق
حیوانات پر نہین -

ہم دیکھتے ہین کہ حیوانات کی شہوت اور جماع کے اوقات خاص معین ہین
لیکن برخلاف اُسکے انسان کثیر الجماع اور حریص ہی اور بسبب اپنی بوالہوسی کے

کوئی وقت نفس پرستی کا مقرر نہین کرتا بلکہ ہر دم مغلوب نفس و مطیع خواہشات بدرہتا ہے غور کرنے سے ایک قسم کی ندامت پیدا ہوتی ہے اور انسانی ناقابل ہستی یا نالائق خصائل پر افسوس آتا ہے۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ پرند چرند اور چوپائے پرجوش محبت اور آہنگ حقیقی سے اپنے پیارے بچون کو دودھ پلاتے ہین اور اپنی چونچون ہین دور دراز راہ سے دانہ لاکر بچون کے حلق مین رکھتے ہین اور پر دار ہونے اور اپنی قوت سے زرق حاصل کر لینے کے وقت وہ نازکن مان باپ عوض احسانات کی پروا مطلق نہین کرتے اور نہ کچھ اپنی محنتون کو یاد دلاکر اُنسے خدمت و اطاعت کا صلہ مانگتے ہین۔ برعکس اُسکے انسان بہت کم محنت سے پرورش کرتا ہی اور ہنگام بلوغ اولاد اپنی محنتون کا معاوضہ بہت کچھ چاہتا ہی۔

یہ دونون امور انسان کے غور کرنے کے لائق ہین اور اگر وہ انصاف پسند اور عاقل ہی تو اس غور سے اُسے منفعل ہونا چاہیے اور نیز یہ دیکھنا چاہیے کہ جنس حیوانات کو جنس انسانی پر کیا مرتبہ ہی۔

ہم نے دو باتین جو اوپر بیان کین قابل یادداشت ہین اب دو باتین اور قابل غور بیان کرتے ہین۔ جانو تم کہ اس خراب آباد دنیا مین انسانی طبیعت بہ نسبت بھلائی کے برائی زیادہ تر اخذ کرتی ہی یا یون کہو کہ انسان بالطبع ذم پسند واقع ہوا ہی اسلیے اکثر افعال بدی کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہین جب کسی شخص پر ضروریات دنیوی کا زیادہ تردد بار پڑتا ہی اور قلت وقت سے وہ اتنی فرصت نہین پاتا کہ بالاسلوب ہر ایک ضروری کام کو انجام دیسکے تو وہ تمام اوقات عیش و آرام کو محفوظ رکھکر صرف فرائض مذہبی مثلاً نماز یا پوجا سندھیا کے وقت مین گنجایش انجام بقیہ کام کی کرتا ہی اور بالضرور اُس اندک وقت کو جو برائے نام اہل دنیا کی نمایش کے لیے نامزد کیا تھا صرف وقت ضروریات دنیویہ کر دیتا ہی اور عبادت سے بالکل بے فکر اور بے پروا ہوجاتا ہی وہ جانتا ہی کہ سائر اوقات معینہ سے ایک یہی وقت بے سود رائیگان اور

فضول ہی اسلیے اُس کمبخت کے ہاتھوں سے بسبب اُسکی جہالت کے عبادت کا خوف ہوتا ہی۔
نہین سمجھتا کہ یہی چند لمحے ہین جو بالآخر کام آئینگے اور بہت بڑی قدر و قیمت اور عزت کے لائق
بنائینگے۔ پھر چوبیس گھنٹے جو ہر قسم کے کاروبار مین صرف ہوتے ہین خواہ وہ حصول دولت کے
گھنٹے ہون یا نفس پرستی کے اُنمین وہی ایک دو گھنٹہ کام کا ہی جو ذکر الٰہی مین صرف ہو
لیکن یہ قوت کسے ہی۔ یہ بات تو وہ جانے جسکو دنیا کے کرشمون سے کسی رمز پر ایسا
سبق ملا ہو کہ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہی اور جبکہ خود اس مرد ارنے یہ تعلیم دی ہو کہ جو
کچھ ہی دنیا ہی اور اسکی نعمتین دائم مذاق ہین تو محال ہی کہ انسان سے اُس ایک گھنٹہ کی
کافی قدر ہو سکے بہرحال جب کبھی انسان کو وقت کی ضرورت ہوتی ہی عبادت کے
وقت کو اس سے جدا کرکے اپنی ضرورت رفع کرتا ہی اور امر اُسکی حماقت کا ثبوت ہی۔
کیونکہ مجاز کو حقیقت پر ترجیح دینا کسی دانشمند کا کام نہین۔ یہ پہلی بات ہی۔
اور جب کبھی اُسکو قلت آمدنی و کثرت صرف پر توجہ ہوتی ہی یعنی یہ کہ جسقدر مدات
صرف معین ہین اُنکو معمور کرکے محفوظ رہنے والی دولت نصیب نہین ہوتی اور اس لیے
تخفیف خرچ پر خیال رجوع کرتا ہی تو وہ بیچارہ گھبرا کر خیرات کی مد کو یکقلم سیٹ دیتا ہی
کیونکہ اسکو فضول سمجھتا ہی یہ دوسری بات ہی۔
یقین کرنے کی بات ہی کہ مین نے خود دیکھا ہی جب کسی کے ہان کوئی شخص مر گیا
اور سائل نے دروازہ پر صدا دی تو یہی جواب دیا گیا کہ میان اور در دیکھو یہان تو غمی
ہوگئی ہی۔ اور بعضون کو یہ جواب دیتے سنا ہی کہ سائین صاحب اور گھر مانگو ابھی ہاتھ
خالی نہین یا اسوقت کوئی آدمی نہین ہی۔ لفظ پر مجھے ایک روایت یاد آئی کہتے ہین
کہ جب سائل کو کسی نے یہ جواب دیا کہ جاؤ اسوقت کوئی آدمی نہین ہی تو سائل نے
کہا کہ ای صاحب ایک منٹ کے لیے اگر آپ ہی آدمی بنجائین تو کیا مضائقہ۔
جو اُمور کہ بدتر از بد ہین وہ ہمارے لیے قانون فطرت کے رو سے دستور العمل
ہو رہے ہین یہ کیسے افسوس کی بات ہی اس نقص کی غرض سے کیا اصلاح تجویز ہو کہ
بالعکس عادت عمل کیا جائے سچ ہی بری باتون کے بالعکس عمل کرنے مین ہزار فائدے

ہین اور یہی انسان کے لیے سچی تعلیم ہی چونکہ کل اشیا اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہین اس
لیے خلاف پسند طبیعت کی خواہش کے بالعکس عمل کرنے مین بہتری ہی اور چونکہ نیکی ایک نہایت
آسان فعل ہی اسلیے آسانی سے طبیعت مین گھر کر سکتی ہی بشرطیکہ ہم اسکے نام و نشان
اسکی نتائج سے واقف ہون اور یہ آرزو ہو کہ اللہ ہمکو نیکی کی توفیق بخشے۔

انسان ایک مٹی کا ڈھیر ہی اور اسکے گوشت و استخوان کی اسکے جنس مین کچھ
قدر و قیمت نہین ہی یہ اپنی زندگی مین جنس کو فائدہ نہ پہونچا سکے تو یقین کر لینے کی بات
ہی کہ انسان کوئی شے نہین ہی اور حیوانون کو اسپر شرف ہی۔ گو مجھے اس امر کے قبول
کرنے مین شمہ شک نہین ہی کہ انسانی ہستی ایک قیمتی اور قابل قدر ہستی ہی لیکن کیا
کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہی کہ جسقدر یہ عقلمند ہی اسیقدر بیوقوف ہی جتنا ہی
نیکوکار ہی اتنا ہی بدکردار۔ اسکی بدنما حالت پر غور کرنے سے یہ کہنا آسان معلوم ہوتا ہی
کہ انسان سے یکگونہ حیوانات مشرف ہین کیونکہ گو وہ نیکی پر قادر نہین لیکن بدکار
و بدکردار بھی نہین ہین انکی ہستی کے پلے میزان عدل پر ہموزن لٹک رہے ہین خلاف
اسکے یہان کم و بیش کا اندیشہ دامنگیر ہی بس اسمین شک نہین کہ یہ امر بہت نازک
ہی کہ سچے اصول پر انسان اپنی زندگی بسر کرے اور ان تمام دشواریون اور پیچیدگیون
سے جو اس اندک مدت حیات مین پیش آتی ہین عہدہ برآ ہو سکے۔ ہان جو لوگ کہ حکیمانہ
خیال رکھتے ہین انھین کی ہستی اچھی طرح ٹھکانے لگتی ہی ورنہ یہ امر یقینی ہی کہ عام لوگون
کا انجام خرابی کی دلدل مین پھنس جاتا ہی۔

اگر ہم اہل نظر اور صاحب بصر ہین تو یہ ہمارا وجود بجائے خود تواریخ ہی اسی وجود سے
تینون زمانہ کی کیفیت دریافت ہو سکتی ہی اور ممکن ہی کہ ہم خود اسکی ظاہری و باطنی
کیفیت کذائی سے سبق حاصل کرین کیونکہ انسان خود اپنا معلم ہی۔ ہم بھولتے ہین
جبکہ اپنی تعلیم کے لیے مرشد ہادی اور معلم کی تلاش کرتے ہین حالانکہ اپنے قابو سے
ہم خود باہر ہین۔ جو تعلیم کہ ضروری و لازمی ہی وہ ہماری ہی ذاتی کوشش سے
کتب خانہ وجود سے حاصل ہو سکتی ہی۔

انسان وحیوان کی ہستی کے موازنہ کا خیال واقعی ایک اچھا خیال ہی وہ رنگ برنگ بہار دکھلاتا ہی لیکن نہ ہر کسیکو بلکہ صرف انھین لوگون کو جو اپنے نفس کے آپ معلم ہین انکے لیے انکے اعمال انکا زمانہ انکا جسم اور انکا خیال قدرتی کتب خانہ ہی جسمین سب کچھ موجود ہی اگر انسان اپنی تعلیم سے قاصر ہی تو وہ بمنزلہ ایک جانور کے ہی جسکو برائی بھلائی کا تمیز نہو اسکی تعلیم کے لیے تمام افکار سے ایک وہ فکر معلم ہی جو اسکی ہستی کی جانچ اور تحقیقات پر متوجہ کرے —

مقدمہ ششم

قدرت نے ایک بڑی عمدہ طبعیت وحشی حیوانات کو دی ہی جس سے بہت انسان محروم ہین اور وہ ہر ایک بارگران کا متحمل ہوتا ہی وحشیون اور حیوانون پر جا ہے جتنا بوجھ لادو انکو انکار نہین انکے مقابلہ مین ایک وہ انسان ہین جو اپنی ضروری فرائض بھی اچھی طرح ادا نہین کر سکتے اور جب انسان کی عظمت پر نظر کیجاتی ہی تو یہ کہنا ہوتا ہی کہ ایک وہ بھی انسان ہو گذرے ہین جنھون نے اپنے لیے اور اپنے ہی نوع کے لیے کیا کیا نہین کیا وہ ایسے بشر تھے جنکی ہمت اور شجاعت کا نظیر نہین ہوا اور جنکے افعال پر صرف تعجب ہی نہین بلکہ وہ بسا اوقات غیر ممکن الوقوع خیال کیے جاتے ہین — سکندر آدمی تھا جسنے ہفت اقلیم پر فرمانروائی کی اور چشمۂ آبحیات تک پہونچا — حضرت سلیمانؑ آدمی تھے جنکی مطیع قوم آتشی تھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آدمی تھے جنکے فرمانبردار کروڑون عباد اللہ ہوئے سری کرشن اور سری رامچندر بظاہر آدمی تھے جنکو اہل ہند کیا کیا نہین سمجھتے اور کیسی کیسی خوبیان انکی بیان کرتے ہین درحقیقت انکے افعال بالکل مشابہ افعال قدرت کے تھے — حضرت عیسیٰؑ آدمی تھے جنھون نے اپنی امت کو کیا کیا معجزے نہین دکھلائے — افلاطون ولقمان وغیرہ آدمی آدمی تھے جنکے احکام اور ایجادات پر آج تمام دنیا ضرورتاً عمل کرتی ہی غرضکہ

سبھی آدمی تھے جنھون نے انتظام خلائق کیا اور ایسے ایسے قاعدے جاری کیئے
جو ہمکو اچھی بُری راہ کا امتیاز دیتے ہین اور تا بقاء دنیا کام دیتے رہینگے۔ ایک وہ بھی آدمی تھے
جنھون نے بڑے بڑے پہاڑ ڈھا دیے اور ایک ہم بھی آدمی ہین کہ کھچڑی کھاتے ہونھ اُٹھا تو
نظم ملک تو درکنار اپنی حالت ہی کا بندوبست نہین کرسکتے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے
کہ سلسلہ زوال و کمال کا کیون ہی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ وہ کیون ویسے تھے اور ہم کیون ایسے
ہین۔ اسلاف کے وجود چار چیزون کے سوا اور بھی کسی شی سے گوندھے گئے تھے کیا انکی عقلون
مین کہربائی طاقت تھی جو ادنی تحریک مین آسمان تک کی خبر لاتی تھین کیا اُنہین ہمتین قدرت
نے انجنون سے بھی زیادہ طاقتور ایجاد کی تھین جو ہزار ہا من بار نظم و نسق اسم ایک تنکے کی طرح
کھینچ لیجاتی تھین کیا ہماری ہمتو مین ایک بیسیکل کی برابر بھی ترکیب نہین جو دو
قدم آگے چلین۔

مذکورۂ بالا سوال کا یہ جواب نکلتا ہی کہ تمام گذشتہ اکابر صفات انسانی سے موصوف
تھے جنھون نے۔ اشراق باطن۔ محنت شبانہ روزی۔ اور عزم بالجزم سے وہ وہ کار
نمایان کیے جنکو اہل دنیا باعتبار انتہائے فعل بشریت معجزہ خیال کرتے ہین مگر پیشوا
یان مراحل دینوی وہی لوگ تھے جو دن کو دن اور رات کو رات نہ جانتے تھے
اور شب و روز اکتساب علوم و فنون اور تعلیم و تلقین عام مین بالطبع مصروف
رہتے تھے وطن یار و دوست اور عیالی و اطفال کو چھوڑ دیتے تھے شائستگی کی لکیر کے
فقیر تھے۔ ہماری خرابی کے یہ اسباب ہین کہ جو لمحہ ہی لغو کامون مین صرف ہوتا ہی جو
گھنٹہ ہی بیہودگی مین گذرتا ہی دن ہی تو فکر معیشت رات ہی تو خواب غفلت یا صراحی
و خلوت امیر ہین تو تجملِ امیرانہ کی ترتیب و تکمیل مین وقت گذرتا ہی اور اگر غریب ہین
تو فکر شکم مین معلوم نہین ہوتا کہ کب صبح آئی اور کب شام گئی پس گذشتہ انسانون اور
موجودہ انسانون مین زمین و آسمان کا کیون فرق نہو وہ لوگ نیکنام ہون تو کون بُرے
جس طرح ہم گذشتہ لوگون کا نام نیکی کے ساتھ زبان پر لاتے ہین کیا ہم ایسی امید
کرسکتے ہین کہ ہمارے بعد آنے والی نسلین بھی با وقعت و عظمت ہمارا نام زبان پر

لائینگی ہرگز نہین پس افسوس کا مقام ہی کہ ہمکو اپنی نیکنامی اور عمدہ یادگار چھوڑ جانے کا مطلق خیال نہین ہم اپنی حالت سے کچھ بھی عبرت نہین پکڑتے۔ ذرا غور کرو آٹھ بجے بستر خواب سے اُٹھنا لہو ولعب مین دن گذرانا۔ کھانا کھا کر لیبی تاننا چار بجے کی خبر لانا دن کو رات سمجھا غفلت اور وحشت نہین تو کیا ہی۔ کتاب کے نام سے نفرت گنجفہ وشطرنج سے محبت حست دھول وتھپا جوتی بیزار سے میل تہذیب سے عار فحش سے اُنس بیکاری سے رغبت پتنگ بازی سے شوق وعظ سے کراہیت غفلت اور وحشت نہین تو کیا ہی۔
غرضکہ اس قسم کی صدہا غفلتین اور وحشتین ہین جنکے ہم غلام ہو رہے ہین کہانتک بیان کرین سب سے زیادہ مشکل تو یہ ہی کہ ہمارے دقیانوسی خیالات نہین بدلتے ان خیالات مین خدا جانے کیا ہی کہ عمدہ تحریر وتقریر اثر ہی نہین کرتی اور جہان مفید مضامین پر خیال نہین وہان تہذیب وشائستگی کا کیا ذکر۔

غور کا مقام ہی کہ جب دنیا سے گذرتا ہی تو عمدہ یادگار چھوڑ کر کیون نہ گذرین علوم وفنون کی دولت کیون نہ جمع کرین جو ایک سے ہزار تک کے حق مین مفید ہی اسی دولت کو زوال نہین اسی دولت سے خدا ملتا ہی اسی دولت سے دنیا کی تمام حاجتین رفع ہوتی ہین اور یہی دولت دنیا مین بعد مرگ باقی رہتی ہی غرضکہ دینا وعاقبت دونون جگہ کی عزت کے لیے یہی دولت کافی ہی۔ ذرہ سے لیکر آفتاب تک بندہ سے لیکر خدا تک اسی دولت کی قدر کرتے ہین اسی دولت کی بدولت بزرگان سلف نے کیا کیا کشف وکرامات نہ دکھلائے کیا کیا کرتب نہ کیے۔ ہم جو آج انکو رو رہے ہین تو اسی دولت کی طفیل ورنہ ابتداسی ابتک کرورون انسان پیدا ہوے نہ معلوم کیونکر جیے اور کیونکر مرے اُنکے نام ونشان سے بھی کوئی واقف نہین اور دولت اگر اُنکے پاس ہوتی تو ہم مین اور اُنمین کچھ فرق نہ تھا جیسے وہ آدمی ویسے ہم آدمی

مقدمۂ ہفتم

جاننا چاہیے کہ قوت عقلیہ کے اعتدال کا نام حکمت ہی جس سے انسان ماہیت اشیا موجودات دریافت کرتا ہی اور وجود یقینی ہر شئی پر ادراک پاتا ہی یہ قوت جبتک مرکز

پر قائم رہتی ہی فضائل یعنی افعال شائستہ ظہور پاتے ہین اور اُسکی افراط و تفریط سے
جو قوت اعتدال کے دو کنارے ہین رذائل یعنی افعال ناشائستہ۔ پس لازم ہی کہ قوت
عقلیہ کو حد اعتدال سے نہ گذرنے دین اور فضائل کو یہان تک پایۂ فعلیت پر نہ پہونچائین
کہ بالآخر وجود رذائل مین حلول کرین اب یہ امر بدیہیات سے ہی کہ جمیع رذائل عالم کون
و فساد کی طبائع مختلفہ مین دو نوع پر واقع ہین اول مفرد یا اصلی دوم مرکب یا نقلی مفرد
یا اصلی وہ رذائل ہین جو انسانی فطرت کے ساتھ حادث ہوئین یعنی خطا و نسیان
اضطراب و حرمان سہو و خطا۔ اور مرکب یا نقلی وہ ذمائم جو کثرت استعمال فضائل یعنی
نقطۂ اعتدال سے گذرنے سے خواہ اُسکا رجوع بجانب افراط ہو یا بجانب تفریط پیدا
ہوئین یعنی فکر و غور و دانش کو مقدار واجب سے زیادہ صرف کرنا مثلاً استدراک و
تفحص ماہیت ذات او تعالیٰ جل شانہ مین کہ وہ کون ہی اور کب سے اور کہان سے آیا
عقل کو زور دینا یا مقامات ممنوع شارع مین جہان کہ خود اُسنے سکوت اختیار کیا ہی
عنقاء بلند پرواز فکر کا بال و پر کھولنا اب غور کرنے کا مقام ہی کہ جو رذیلہ ہماری فطرت
کے ساتھ پیدا نہین ہوا وہ کیونکر طبائع ستلون مین جاگزین ہی آیا اُسکے خروج و دخول
کی کیا وجہ ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خود ہم ہی اپنی ہستی کی حقیقت سے بیخبر ہین ہمین خود ہی
منظور نہین کہ ہم اپنی انسانیت کی ترتیب و تکمیل پر بالطبع متوجہ ہون ہماری بے اعتنائی
کا ایک مسلم ثبوت یہ ہی کہ ہم ملک عدم سے جس سلطنت پر متمکن ہوے خود اُسکا
انتظام صحیح و سالم نہین کر سکتے اور نہ نقصان و فوائد کے امتیاز کی قابلیت ہمارے
دیدۂ کوتہ بین مین ہی یا دانستہ ہم خود پہلوتہی کرتے ہین اگرچہ صورت و شخصیت کے
اعتبار سے ہم بنی آدم مشہور ہین لیکن اگر روحانی نقصون کی اصلاح پر قادر
نہین تو سچ ہی کہ ہم حقیقی انسان نہین اگرچہ کوئی حیوان اپنی عادات و افعال کے رو سے
کیسا ہی انسانی کرشمہ دکھلائے تاہم وہ ہماری انسانی سوسائٹی مین شمار نہین ہو سکتا
اسی طرح اگر ہماری ذات مین انسانی صفات کا شائبہ نہین تو حیوانی مخلوق سے زیادہ
ہرگز ہمارا اعتبار نہین بات یہ ہی کہ جیسا قالب ہو ویسی ہی پوشاک چاہیے ہوتا در توانا کا

کوئی امر روشن نازل ہو اور نہ فطرت انسانی کا خاصہ۔ کہ ذمائم و مناہی کے ارتکاب پر انسان مجبور ہو کیونکہ اللہ جل شانہ کی عادت محض نکو کاری و نکو پسندی ہو اور فطرت انسانی نکلے از خواہشات ربانی و افعال حکمت بالغہ۔ پس کوئی خواہش اور فعل آلہی مقتضی منہیات نہین جبکہ خود اُسکی خوے نکو کاری مجمع الحسنات ہو تو وہ کیونکر کسی خوے بد کو پسند کر سکتا ہو بناءً علیہ بخوبی خیال ہوتا ہو کہ ہماری ضلالت و جہالت کی خاص وجہ غفلت ہو اور وہ یہ کہ خود ہم اپنے آپ کو پہچان نہین سکتے آیا کون ہین اور کیا کرنا چاہیے قدرت حی القیوم کو ہماری ہستی کی کیا ضرورت تھی اگر ہماری چشم بد بین اور معذور الانظار کی پیشگاہ سے یہ چلمن غفلت اُٹھ جائے تو ہرگز مخفی نہ رہے کہ ہم انسان ہین اور ہمارے و روش عبودیت پر کیا کیا فرائض بے پایا کے بار انبار ہو رہے ہین۔

انسانی ہستی ایک بڑی نازک اور ضروری ہستی ہو جسقدر کہ ہماری ہستی مین پروردگار کی لاانتہا قدرتون کے رموز ہین بالیقین ہمکو اُسپر ادراک نہین۔ لائق وہ فرزند ہو جو اپنے خاندانی شرف کی تیرہ و تار سرا کا مشعل ہو اور بندہ وہی بہتر جو اپنے آقا کی خدمت گزاری پر لبیک گویان کمربستہ رہے۔ افسوس اوپر اُن شخصون کے جو اپنا نام انسان رکھتے ہین اور کام حیوانون کے کرتے ہین۔ وہ انسان نہین ہو جسنے اپنے مالک کی رضامندی حاصل نہ کی۔ اگر غور سے دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالے نے انسان کو کسی نعمت سے محروم کسی قوت سے تہیدست اور کسی اختیار سے بے بہرہ اور کسی فضیلت سے ناکام نہین رکھا۔ آدم نے وہ شائستہ کام کیے جو فرشتون سے نہین ہوے اور پھر اُنھین حضرت آدم کے بیشمار آل و عیال سے بعض افراد مرتکب ایسے افعال نالائقہ کے ہوے جنکو خلقت حیوان بھی پسند نہین کرتی۔

ذرہ سے لیکر صحرا تک کل مخلوقات سلسلہ امر آلہی مین مسلسل ہو لیکن باعتبار واردات افعال انسانی مخفی نہین کہ اللہ تعالے نے انسان کو سب لائق بنا دیا ہو ممکن ہو کہ بحکم من جد وجد ہم اپنے تئین کوشش ہاے جزیلہ کی برکات سے ایک شائستہ اور حقیقی انسان بنائین اور پھر یہ بھی محال نہین کہ اپنی غفلت و بے پروائی سے حفظ مراتب

انسانی پر قادر ہو کر درجۂ حیوانیت پر پہونچا ہین - ہم اختیار رکھتے ہین کہ بصنعہ زبان کو اُس تکلم کا عادی کرین جس سے ایک دوست جانی سخت دشمن ہو جای اور پھر یہ بھی آسان ہی کہ ہمین شیرین زبانی و چرب بیانی شرق سے لیکر غرب تک سلسلہ محبت کا قائم کرین بہر حال ہم اپنے افعال پر بالفطرت قادر ہین پس افسوس کا محل ہی کہ ہم خود مختار اور صاحب قوت ہو کر بے تہذیبی و ناشائستگی کے اکتساب مین سعی کرین - زبان کو یکسان حرکت ہی خواہ وہ شیرین زبان ہو یا تلخ بیان - جب تلخ کلامی سے حصول مدعا نہین ہوتا تو غدوبت بیانی سے کیون درگذر کیجائے -
حیرت ہی کہ ہم کیونکر اپنے فواید و مضار کی تمیز نہین کر سکتے کیون اپنے نقصان کے آپ خواستگار ہین ہر چند کہ کل اعضا جسم کا کام علیحدہ علیحدہ تقسیم ہی لیکن جسقدر کہ زبان سے تمام افعال انسانی کا تعلق ہی بیشک کسی عضو سے نہین پس زبان کو قابو مین رکھنا ایک سنجیدہ و دانشمند کا کام ہی کیونکہ زبان ہی سے تمام عادات کی درستی ممکن ہی اور عادات نیک سے افعال اور اسکے نتیجے نیک ہوتے ہین -
میری رای مین وہی سچا انسان ہی جو قدم قدم پر اپنی عادات کی روش پر غور کرتا ہی اور یہ وہی انسان ہی جسے انسانیت کی وقعت اور خاندانی عزت کی ترقی کا خیال آئے -

مقدمۂ ہشتم

رہ رہ کے مجھے یہی خیال پیدا ہوتا ہی کہ نہ معلوم طبائع جہان کو کیا ہو گیا ہو گیا جنھین سیاہ و سپید مین تمیز نہین اور سبب ترقی رذائل و تنزل فضائل کا کیا ہی آیا قدرت کاملہ قادر توانا نے کثرت سے شر و فساد پیدا کیے یا انسان ہی اپنے ساتھ رذیلون کو جزو لاینفک بنا کر لایا ہی لیکن قیاس چاہتا ہی کہ جب انسان مدنی الطبع واقع ہوا تو نیکیون کی کثرت ہوتی اور بدیون کی قلت - حالانکہ موجودہ زمانہ مین قضیہ بالعکس ہی قوت ادراک صاف جواب دیتی ہی کہ اصل سبب اس قدرتی کیفیت کا سوائے اللہ تعالی جل جلالہ کون جانتا ہی اور کسکو اُسکی کُنہ قدرت مین قوت ادراک و تفحص حاصل ہی ہان صرف اُس عقل و تمیز کی بدولت جسکو الہام غیبی کہنا چاہیے اور جسنے ہماری آنکھون سے بیشمار

غفلت کے پردے اٹھا دیے یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ جس طرح اللہ پاک نے بخواص انسانیت انسان کو نیکیون پر اختیار بخشا ہی اسی طرح بخواص جمادیت نباتیت اور حیوانیت کے جو سرشت انسان مین واقع ہین قوت شر و فساد بھی عطا کی ہی اب صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تین قوتین زبردست قوتین حملہ کرتی ہین تو وہ مغلوب ہو جاتی ہی اور لامحالہ اُس سے بدیون کا صدور بکثرت ہوتا ہی اور ان تینون مین خلط ملط ہو کر انھین کے طریقہ افعال کو اختیار کرتی ہی دیکھو ایک زبردست ہوا ابر سیاہ کو کیسا اُڑا دیتی ہی اور نہین برسنے دیتی پس تین زور آور پہلوانون کے حملہ سے ایک ناچیز شی کیونکر مغلوب نہو یہ تینون قوتین مبدا شر و فساد ہین اور وہ عاجزہ مبدا نکوئی ہا جب تینون نے بدیون پر آمادگی ظاہر کی تو بالآخر وہ بیکس اپنی فعلیت سے مجبور رہیگی پس کثرت شر و فساد کی صرف یہی ایک وجہ ہی یا دوسری وجہ شاید یہ ہو کہ جس طرح اللہ تعالے اپنے بندون پر طرح طرح کے مصائب وارد کرتا ہی جس سے غرض امتحان استقلال طبائع انسانی ہی یعنی کون انسان اپنی مصیبتون اور رنجون مین بھی خدا کو دوست رکھتا ہی اور کون انسان مصیبت سے گھبرا کر خدا کو بھول جاتا ہی اور استقلال - ہمت - صبر - اور قناعت کو چھوڑ دیتا ہی اس طرح شدت مفاسد سے یہ مدنظر ہی کہ ان چارون قوتون مین کس کس پر عقل اور قوت انسانیت کو غالب کر سکتا ہی ثبوت اِس عقیدہ کا قربانی اسمعیل ہی - چونکہ ہر انسان قانون قدرت رو سے مختار ارتکاب افعال نیک و بد کا ہی لہذا معبود کو بندہ کے عقائد کا امتحان ضرور ہی -

واجب ہی کہ معاملات تمدن مین بنی نوع کے ساتھ وہ برتاو رکھین جو راستی و خوش معاملگی پر مبنی ہو اور باتفقا و بالخصوص تمام لوگ ذکر خیر سے یاد کرین اور ہر کام جو موجب انتفاع عام و دفع ضرر خلائق ہو کرنا چاہیے اور ایسے فائدہ سے اجتناب اولی ہی جو باعث رنج و ضرر ہمسایہ ہو کیونکہ عباد اللہ کی بدخواہی سے خواری و خفت پیدا ہوتی ہی اور نتیجہ بُرائی کا قیامت تک بُرا ملتا ہی - میان نظیر نے کیا خوب فرمایا ہی - ؎

جو غیر چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہی بُرا		جو اور کے مارے چُھری اُسکے بھی لگتا ہی چُھرا

یہ عام مقولہ ہی کہ بدی کا نتیجہ بد ہی اور نیکی کا نتیجہ نیک۔ اور بیشک ہر ایک فعل کا ثمرہ فعل ہی کے ہمرنگ ملتا ہی پس نتائج افعال کا یہ حال ہی تو کیون ہمکو بدخواہی خلائق پر دیوانہ ہونا چاہیے ہم بوجہ ذاتی تہیدستی یا ازلی بخل کے کسی کو فائدہ نہین پہونچا سکتے تو اس بدخواہش کے بھی سزاوار نہین کہ اور لوگ بھی ہماری حالت پر پہونچ جائین ایسی خواہش تو بیشک خالص شیطانیت سمجھی جاتی ہی۔

آیندہ شرارتون سے بچنے کے لیے بہتر تدبیر یہ ہی کہ دینی مسائل پر زیادہ توجہ رکھی جائے اور قوت حافظہ کو مزاولت احکام شریعت سے ایسا مالامال کرین کہ جسوقت کسی فعل بد کی طرف نفس امارہ قدم رکھے فوراً احکام شریعت اپنے مامن سے نکل آئین اور اُسکے ہاتھ ارتکاب فعل بد سے روک لین یا دوسری تدبیر یہ ہی کہ کل افعال کے ارتکاب پر غور و تامل کے ساتھ عقل مصلحت سنج سے مشورہ کرے اور پس و پیش کو دیکھے بعد اذان جو صحیح و سالم راے قرار پائے اختیار کرے مگر بہتر ہو کہ جس فعل مین بندگان خدا کے فوائد نظر آئین کیا جائے اور جس فعل مین کچھ بھی شک نقصان اور خوف و بیم کا شائبہ ہو نہ کیا جائے غرض تو انسانی شائستگی سے ہی۔

انسان کو اُس موچی کے افعال محمودہ سے انسانی تہذیب کا سبق لینا چاہیے اُسکی بصرف ہمت خاص ایک بچہ کا اسکول قائم کیا اور قومی اطفال پر تحصیل علم کا زور ڈالا اُسکی علم دوستی انسان ہمدردی اور قومی بہیخواہی یہان تک درجہ کمال پر پہونچی تھی کہ ننھے ننھے بچون کو آلو کے بریان کی طمع دیکر ادھر اُدھر سے گھیر لاتا تھا اور اپنے مدرسہ مین تعلیم دلواتا تھا گو یہ شخص ایک کم حیثیت کا پیشہ کرتا تھا لیکن بسبب کمالات انسانی ملکوتی صفات مشہور تھا اسکی انسانیت کا ادنی نتیجہ یہ ہی کہ آج ہم اُسکے نام کو نظائر اور ضرب الامثال مین بالفخر شامل کرتے ہین۔

کیا ہر انسان اس سے زیادہ کسی اور مرض کی دوا ہی کہ اپنے تئین بنی نوع کی خیر اندیشی مین فنا کرے ہمارا گوشت ہماری استخوان اور ہمارا پوست کسی کام نہین آسکتا کیا کسی نے سُنا ہی کہ انسانی پوست کے جوتے مضبوط ہوتے ہین اُسکی ہڈیون سے عمدہ عمدہ

چیزین بنائی جاتی ہین ہرگز نہین سنا پس ہمارا خاکی وجود صرف اسی کام کا ہی تین ہاتھ لمبی اور
ایک گز چوڑی زمین کو بیکار کرے یا آتش سوزان کا لقمہ بنے - افسوس کہ ایسی ناقابل شی
کو ہم ناز و تنعم سے پالتے ہین اور خراب ہواؤن سے بچاتے ہین اور تھک جانے کے اندیشے
یا محنت کی زحمتون سے اُس سے کچھ کام نہین لیتے بلکہ اُسکے اجزا کو غور سے دیکھتے ہین
اور سوچتے ہین کہ اب تو نسبت گذشتہ مہینہ کے کچھ تازگی و فربہی نظر آتی ہی آخر روپیہ بھی
تو بہت خرچ ہوا ہی امید ہی کہ اگر حکیم سراج الدین کے نسخہ کا علی الترتیب استعمال رہا تو
عنقریب ایک خوشنما جوان طناز ہو جائینگے اور اُسوقت چھتون اور اٹاریون سے ہماری ہی
طرف اشارہ ہونگے - بعض خود سری کے متوالے آئینۂ اسباب خود بینی مین چہرہ دیکھتے ہین
اور حماقت سے منھ پھاڑ کر دانتون کی صفائی و آب و تاب پر نازان ہوتے ہین اور اپنی
صورت کو ایک بے نظیر نمونۂ قدرت خیال کرتے ہین حال آنکہ دندان جوہر نما اور چہرۂ گل رعنا
ایک روز لقمۂ خاک ہوگا پس اے دوستو اُنسے کہو کہ ان ساری خود آرائیون کو چھوڑ دو مرنے
کی فکر کرو یہی شیوہ انسانیت کا ہی - اگر تم اس نیت سے بقاء صحت و حفظ تندرستی مین
کوشش کرتے ہو کہ تم زیادہ دنون زندہ رہو تاکہ بندگان خدا مزید فائدے پہونچاؤ تو مین
کہتا ہون کہ تم کسی کی نہ سُنو اپنے جسم کی خوب پرورش کرو اور بہت دن جیتے رہو -

مقدمہ ہنم

یہ ایک قدرتی نعمت جسکو ہم اپنی اصطلاح مین خیال کہتے ہین کچھ حیوانات
ہین نہین پائی جاتی بلکہ ضروری اور پیدایشی مقام اسکا انسانی دماغ ہی اور سچ پوچھو تو یہی
چیز جس دماغ مین ہوتی ہی اہل دماغ کو انسان کہلاتی ہی اور بسا اوقات عالی دماغون سے
مراد وہی لوگ ہین جو خوش خیال ہین - یہان پر مین جس طرح عالم لوگون کو انسان
نہین کہہ سکتا حال آنکہ برادر جنس اور بنی نوع مشہور ہین اسی طرح عام
دماغی شغلون کو خیال کا لقب نہین دے سکتا کیونکہ انسان سے مراد ایک
وہ شخص ہی جو مختلف صفات حسنہ کا جامع ہو جسکے افعال خطاب انسانیت سے مشرف

ہون بڑے کام کرنے والون کو مین اپنی زبان سے انسان نہین کہ سکتا اگرچہ وہ آدمی ہین
آدمی عموماً گندم رنگ والے کو کہتے ہین مگر انسان وہی کہا جائیگا جو فخر قوم اور مقلد انبیا ہے
یہ لوگ جو دن رات ہماری نظر سے بکثرت گذرتے ہین اگرچہ آدمی ہین مگر جب انہین روحانی
روشنیان نہین ہین وہ انسان نہین ہین صرف ہزار شخصون مین دو چار انسان ہوتی
باقی سب آدمی ہین یہی حال خیال کا ہی کہ ہر بات جو ذہن مین سمائی خیال نہین ہی چور اکثر طرح
کے پہلو سوچتا ہی اندھیری رات مین جانا پچھواڑے نیم پر چڑھنا بالاخانہ کی چھت پر اُترنا
وہان سے کمرہ کے کواڑ اُتار کر اندر کی دیوار کاٹنا اور نقب کی راہ تہخانے مین پہونچنا یہ سب
باتین اُسکے پیش نظر ہوتی ہین تاکہ بڑی دولت اور بڑا سرمایہ ہاتھ لگے علیٰ ہذا ایک ایسی
راستہ چھوڑ کر لوگون کی نظر بچا کر میخانے مین پہونچنا شراب پینا اور ایک ایسی چیز کھانا
سوچتا ہی جو بو ے شراب پر غالب ہو ایسے اندیشون اور تدبیرون کو مین خیال کہنا نہین
چاہتا بلکہ خیال کی صفت میرے خیال مین اُن معنون کو لیے ہوئے ہی جو ہمرنگ خیال ہون
اور انسان کو اُسکی ہستی کے کارنامہ مین نامور اور سرفراز کرین اب معلوم ہو گیا کہ دنیا
مین ایک سچا انسان اور سچا خیال کون ہی اور انسانیت سے انسان کو اور انسان سے
خیال کو کیا نسبت ہی دونون کی عمدگی صرف ایک بہتر کوشش پر منحصر ہی جب کوشش
نہین تو کامیابی معلوم لیکن دونون کے قریبی رشتے باہم مساوی درجہ نہین رکھ سکتے
یا انسان کی طرح انسانی خیال انسان کا محتاج نہین ہو سکتا ہان یہ کہنا بجا ہو گا کہ انسان
کو خیال سے بڑی مدد ملتی ہی یا یون کہو کہ انسان اپنے خیال کا محتاج ہی - طریقہ معاشرت
روزمرہ مین جو فکرین ہمارے دل پر محیط رہتی ہین خیال نہین کہلا سکتین بلکہ خیال جسے
ترقی کی اُمنگ کو کہتے ہین کون حالت کیون نہ اُسکی درستی کی فکر ہی خیال ہی خیال
جب اچھی جگہ اور اچھی طرح پر استعمال کیا جاتا ہی تو یہ ٹھیک انسان کو ایک ہادی یا
عصا نابینا یا مشعل یا آفتا کا کام دیتا ہی انسان کے لیے یہی غور و فکر کہ ہین نمایان
انسان ہمچشمون سے فضیلت مین دو قدم آگے رہون تصفیہ خیالات کا نمونہ اور شائستگی
کا جواہر ہی جب ایسا غور و فکر نہین تو چراغ گل پگڑی غائب اور انسان کو تاریکی

ادبار نے کا جل کی کوٹھری سمجھا اور انسانیت کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔

وہ اہلکار جسے ہر دم یہ خیال رہتا ہی کہ میرا حاکم آج ضرور دفتر کا معائنہ کریگا کم غلطی کرتا ہی اور اپنے دفتر کو خوب آراستہ رکھتا ہی۔ وہ آدمی جو اسوقت گناہ پر آمادہ ہی سوچتا ہو کہ میرا خدا میرے ارادہ پر علم رکھتا ہو اور اسوقت میری نیت کو دیکھ رہا ہی اپنے برے کام کے ارتکاب سے باز رہتا ہی اور ہمیشہ یہی عمدہ خیال اُسکو گناہون سے دور رکھتا ہی وہ شخص جو اپنی موجودہ حالت کو نظر غائر سے جانچتا ہی اور پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہی ابتری وادبار مین کم مبتلا ہوتا ہی اور اپنی حالت کو ہرگز بگڑنے نہین دیتا یہ تینون شخص یا ایسے ہی اور اشخاص سچے انسانون کی دفعہ مین گنے جاتے ہین اور اُنکے ملبوس ہستی مین انسانیت کے نور افشان اور تابان تمغے آویزان ہوتے ہین۔

ایسا عمدہ خیال ہر جگہ نہین دیکھا جاتا بلکہ خاص خاص انسانون مین انسان جب اپنے کو پورا انسان بنانا چاہتا ہی تو لاریب مذکورۂ بالا خیال اُسکی مساعدت کرتا ہی کیونکہ جب اُسکا نیچر مادۂ انسانیت کو ترقی دیا چاہتا ہی تو ساتھ ہی اُسکے عمدہ خیلات کی مشعلین دل و دماغ مین روشن کر دیتا ہی۔

بسا اوقات بچون کی کود پھاند۔ دوڑ دھوپ دھول دھپا۔ اور گالی گلوچ سے ہمارے دل مین یہ اُمنگ پیدا ہوتی ہی کہ کسی زمانہ مین ہم بھی ایسے ہی کھلنڈرے اور بیفکرے تھے دنیا و فیہا سے کچھ سروکار نہ تھا کھاتے تھے کھیلتے تھے نہ عریانی سے ننگ نہ لباس سے فخر۔ صرف ہم تھے اور خیال شہریاری ہم تھے اور شوق کی سواری اب کیا سے کیا ہوگئے قدم رکھتے ہین تو چیونٹی کا خیال ہی دم مارتے ہین تو ناچیز جانداروں کے مرنے کا احتمال ہی اللہ اللہ اب تو ہماری ہستی مین زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ایسے ترددات گوناگون اور منطقی معلومات کے زمانے سے پہلا ہی زمانہ اچھا تھا نہ کچھ فکر نہ کھٹکا چین کرتے تھے مزے اُڑاتے تھے نہ دنیا کی فکرون سے کچھ مطلب نہ عاقبت کی سختیون کا کچھ غم۔ جنت و سقر۔ امید و بیم۔ راحت و رنج اور تمام دو فضلی باتون سے ہم دور رہتے تھے مگر میری سمجھ مین یہ اندیشے توہمات سے بڑھکر زیادہ وقعت

نہین رکھتے کیونکہ افسوس رنج اور خوف سے مالامال ہین اور انسانی ترقی کے خیالات
کی یہ تعریف ہی کہ اُنسے ہمیشہ اہل خیال کو فرحت خوشی جیسی ۔ فوق ۔ اور تمام ترقیان نصیب
ہوتی ہین پس دونون ہین بُعد المشرقین ہی اگر یہی وہم خیال ہوتا تو وہ بجاے افسوس
وحسرت شکر الٰہی بجالاتا اور اعتراف کرتا کہ وہ کیسا قادر اور حکیم ہی جسنے مجھے اُس زمانہ وحشت
وجہالت سے جس زمانہ مین مین بھی ایسا ہی بے تمیز جاہل ناقبت اندیش اور ناخدا بین
تھا جیسا کہ یہ گروہ بچون کا پیش نظر ہی نکال کر موجودہ بلاغت متانت ذکاوت اور شرافت
پر پہونچایا ہی اور وہ شکر وسپاس ہی پر قناعت نکرتا بلکہ امید کرتا کہ جس خدا نے ایک تاریک
حجرہ اور وحشت کے گوشہ سے نکال کر موجودہ انسانیت کے رتبہ تک پہونچایا ہی وہی خدا
بام جلال اور اوج کمال پر پہونچائیگا کیونکہ وہ دانہ سے درخت کرتا ہی جب یہ خیال یہ زمانہ
حال اُسکے دل مین نقش کالحجر ہوتا ہی تو اپنے تئین ایک ایسی پُرجوش حالت مین پاتا ہی جو بال
و پر نکالنے ۔ ہاتھ پاؤن مارنے ۔ اور آگے کو قدم بڑھانے کی محرک اور متقاضی ہی اب معلوم
ہوا یہ خیال کیسا بلند معنی اور مخزن فوائد ہی جو ہر دم انسانیت کا سبق دیتا ہی اور انسانیت
کے معنی یہی ہین کہ انسان کو مرکز شائستگی پر قائم کرے ۔ ایسے ہی خیال والون کو انسان
کہتے ہین اور انسانون ہی مین یہ خیالات پائے جاتے ہین یا یون کہو کہ دونون باہم لازم
وملزوم ہین اور بینا و تہذیب وانسانیت کی شائستہ خیالات اور سنجیدہ غور وفکر پر ہی یہی
خیالات اور غور وفکر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہین اور پُرجوش دریاے زوال اور
قیامت نما طوفان ادبار سے کشتی بنکر ساحل ترقی وسلامت حال پر لے آتے ہین ۔
دوستو اگر تمکو وصال انسانیت کی تمنا ہی اور اگر تم برگزیدہ انسان بننا
چاہتے ہو تو اپنی ہر حالت کو شائستہ خیالات کی کسوٹی پر کستے رہو مین تمکو بالاعلان
انسان کہون گا ۔

مقدمۂ دہم

گو کہ ہر جاندار کو ذی روح کہینگے مگر باعتبار تشخیص وتفعیل باہم روحون مین تفاوت ہی جیسا

قالب ویسی روح اور جیسے رُوح ویسے فرشتے ہر گل کو گل کہتے ہین لیکن گل خوشبو عزیز ہی اور گل بے شمیم حقیر۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ذی نفس کو روح بخشی ہی لیکن ہماری روح لطیف اور نیکنام ہی یہ بحث فضول ہی کہ قالب روح کی بدولت ناموَر ہوتا ہی یا روح قالب کی بدولت مگر ہان یہ ضرور ہی کہ ان دونون کی عزت و وقعت صرف ایک عقل خداداد کے اختیار مین ہی کیونکہ روح کی مدد فقط قائم رکھنا اور بنود قالب کا ہی علی ہذا وجود کا کام مرکز سلامت پر مستقر رہنا (جبتک روح کی مدد پہونچے) انجن مین کیمیائی طاقت موجود ہی وہ صرف انجن کو متحرک اور آمادۂ کار رکھتی ہی اُس طاقت کا یہ کام نہین ہی کہ چند متفرق راہون سے ٹرین کو اُسی راستے پر لیجائے جہان کہ پہونچنا مقصود ہو البتہ یہ امر ڈرایور کے اختیار مین ہی مثلاً ٹونڈلہ سے تین طرف کو آہنی سڑک گئی ہی اب تینون مین سے دہلی لاین پر گاڑی اسوقت تک ہرگز روان نہین ہوسکتی جب تک کہ اُدھر کو ڈرایور انجن کا رُخ نکرے یہی حال روح کا ہی جس طرح دہلی پہونچنے کے لیئے ڈرایور کی مرضی درکار ہی اسی طرح انسانی حاجات رفع ہونے کے لیے روح کو عقل کی توجہ اور تحریک درکار ہی ہر روح معطل ہی جب تک عقل سے قوت نہ پائے ہان صرف وجود کی تازگی کے لیے کافی ہی۔ اِسی اعتبار پر حیوانون کی روح کو ہم معزز روح نہین سمجھتے کیونکہ اُسکا کوئی مستظہر و معتضد نہین ہی (وہی عقل) اب معلوم ہوا کہ عقل ہی ایک جز ہی جو روح کی حاکم اور معاون ہی اور اسی سے باہم مخلوقات نے اعتباری تفرقہ پیدا کیا تمام ذی حیات سے انسان کا ہاتھ پکڑ کر علحدہ لیجا کر ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑا کر دیا اور بلند آواز سے پکاری کہ دیکھو یہی ایک مخلوق ہی جسکی روح پر مین حکومت کرتی ہون اور میری حکومت سے روح وجود مقتدر ہوئے ہین جنکا نام بہیئت مجموعی انسان رکھا گیا ہین نے ہی اس جنس ہستی کو ایک حد حکمت تک پہونچایا ہی ہماری روح کو جسم ایسا پیارا ہی کہ وہ اُس سے جدا ہونا نہین چاہتی خواہ وہ جسم کیسا ہی ضعیف لاغر بدرنگ اور مختلف امراض متضادہ کا پڑا دہ ہو شاعرانہ خیال کہتا ہی کہ بس حیرت ہی اُس طائر شکستہ بال کی خواہش فریب خوردہ پر جو آزادی کا دشمن بنکر قفس مین بال و پر سکوڑ کر خوفناک بیٹھے اور دائمی مصیبت

کو راحت آزادی پر ترجیح دے جب سامنے سے چڑیا اُڑتی ہوئی آتی ہی تو دماغ مین ایک
پتھر کا خوف سوتر ہوتا ہی اور فوراً ہاتھ پاؤن سکڑ جاتے ہین آنکھین بند ہو جاتی ہین یعنی روح
اپنے پیارے اعضا کو خوف سے اسلیے سمیٹ لیتی ہی کہ وہ پتھر جو سامنے سے آ رہا ہی (چڑیا)
کہین ضرر رساں اور درد انگیز ہو فقلی جوانی ـ پیری کوئی وقت ہو کوڑھ کھاج سوزاک آتشک
ریاح کچھ ہو زخم درد تپ بواسیر وغیرہ عاتین ہون ان سب کی برداشت کر سکتی ہی مگر اجل
کا دیدار دیکھنا یعنی جسم سے جدا ہونا ہرگز نہین چاہتی اب اسی مقولے سے چاہے منطقی
طور پر یہ کلیہ نکال لو کہ ہر شخص اپنی جبلی عادت کے اقتضا سے مصیبت ہی مین رہنا چاہتا ہی
یا اُس مصیبت کو دائمی برداشت کے سبب راحت خیال کرتا ہی قیاس مین اس عجیب کارروائی
کے سوا اور کچھ نہین آتے کہ روح کو عقل کی غلامی مین ایک طرح کا مذاق اور سرور حاصل ہوتا ہی
جب وہ دیکھتی ہی کہ عقل نے اپنی بہادری اور بلند پروازی سے مجھے اور میرے محل سرا کو دنیا
مین نامور کیا اور اس لائق بنایا کہ ہر شخص میری عزت و تعظیم کرتا ہی بیشمار فوائد خود بخود رجوع لاتے
ہین اکل و شرب اور خواب و آرام کی عشرتین دست بستہ کھڑی رہتی ہین یہ غلامی بمنزلہ بادشاہی
ہی تو وہ خدا سے یہی دعا مانگتی ہی کہ ان اسباب کو میرے عہد مین بقا نصیب ہو ◦

الٰہی عمر مینخواہم نگاہی ہم کرامت کن		کہ در پیری ببینم شوخ تر حسن جوانش را

یعنی وہ آرزومند ہی کہ جسم سے بہرا اور دور نہو اور سچ ہی کہ جس قیدی کو زندان مین تمام جہان
کی عیشین نصیب ہون وہ کیون رہائی کا خواہشمند ہو وہ تو یہی چاہیگا کہ چند برس نہین بلکہ
دائم الحبس رہون وہ یہ بھی جانتی ہی کہ قدرت خداوندی نے میرے نیچر کو وہ توانائی بخشی
ہی کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا سکتی ہی وہ عقل کی کوشش رسائی ہنرمندی پر ناز کرکے
خیال کرتی ہی کہ فطری قوت کو عمدہ اصول کے ساتھ نمایان کرکے مجھے ضرور وقت دیگی اور لوگون
کو میری بقا کی آرزومند بنا لیگی اب عقل کی فکر کا موقع ہی کیونکہ دونون کے کام اور خیال
کی تفریق بالتفصیل ہونی چاہیے عقل خیال کرتی ہی کہ ایسی ایک شی یا سلطنت کی سلامت
جیسی کہ روح ہی ضروری ہی کیونکہ حکمران کے لیے معلوم کا ہونا اور قدرتی اسبابی
لازمہ ہی وہ یہ بھی سوچتی ہی کہ روح کی بقا سے میری بقا ہی اور اُسکی فنا سے میری فنا

بس اپنی بھلائی کے لیے دوسرے کی بھلائی چاہی جاتی ہی جیسے لڑکی کے سکھ اور آرام کے لیے داماد کی خیر منانے مین عقل یہ بھی خیال کرتی ہی کہ اللہ جل شانہ نے انسان کی جبلت کو ایک ایسی بے نظیر توانائی بخشی ہی جو عدم وجود کے سوا کل اشیا حاصل کرنے اور نقائص بے منائی پر قادر ہی اور جب وہ خود قسم قسم کے پہلو سوچ کر اُس قوت کو ارادات اور مقاصد مین کامیاب دیکھتی ہی تو صوفیانہ وجد مین اگر ایک ایسی حالت مین تناسخ پاتی ہی جسکا نام غرور گھمنڈ اور رعونت ہی جب رعونت نے گھیر لیا تو بصارت بالکل زائل ہو جاتی ہی اور اندھون کی طرح غلطیون کے گڑھے مین گرتی پھرتی ہی لیکن اگر وہ اپنی فطری قوت پر ہنوز قادر ہی اور اس قوت کی طرف سے صداے ہوشیار باش کان مین پہونچتی ہی تو ایک ایسی جست لگاتی ہی کہ اس قعر جہنم (غار ادبار) سے فوراً گذر جاتی ہی اور آفتاب رحمت سے ایک شعاع کرامت آسکی بے نور آنکھون کو منور کرتی ہی اب وہ نابینائی کی شامت اور افتادگی کی مصیبت سے جو آزاد ہوئی تو ایک عجیب نئی روشنی کے میدان مین اُچھل کود لگاتی ہی اور انسانی نیچر کو عبرت و کیاست کی محققانہ نظر سے جانچکر یہ نتیجہ پاتی ہی کہ وہ انسان کیسا ناتوان ضعیف ضعیف البنیان مخلوق ہی جسکا نظیر ملنا مشکل چلتے پھرتے ایک ٹھوکر لگی کہ مُنھ پھاڑ کر رہگیا ایکبارگی اور دست آیا کہ طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا مرنا تو قدم قدم پر کھڑا ہی اور سبب و بہانہ کو ڈھونڈھ رہا ہی قوت معدہ کا یہ حال ہی کہ اپنی غذا آپ ہضم نہین کر سکتی طاقت جسمیہ کی یہ کیفیت کہ کامل چار پہر کی نشستہ برداشت نہین ہو سکتی ہمیشہ ضعف بصر ضعف معدہ اور ضعف دماغ مین مبتلا رہتا ہی طرح طرح کے عوارض دائم علت مین پھانسے رہتے مین اپنی ضروریات آپ رفع نہین کر سکتا خاص غذا کے تیار کرنے مین کئی ہم جنسون کا محتاج ہی اور ایک قدم بے امداد غیر نہین چل سکتا جب اس طرح کی تحقیقات سے ادراک روشن ہوتا ہی تو عقل کو جسم و روح سے ایک قسم کی نفرت و کدورت پیدا ہو جاتی ہی لیکن چونکہ اپنی ہستی کو روح کی ہستی سے وابستہ پاتی ہی جیسے شمع کی لو سے نور کا وجود تو بیسا اوقات اُس مضطرب شے کو جو بشکل مخروطی دل کے نام سے مشہور ہے جوش دیتی ہی اور رقت پر لاتی ہی وہ بیچارہ مصیبت کا مارا ایک گھائی اُبال مین جیسے ترحم

کھینکے پھنس جاتا ہی اور دیدۂ حسرت کی طرف رجوع کرتا ہی آنکھون نے کہ علیج بحر جوش رفتہا ہے
دل مین ناگہانی سیلاب کو اُمنڈتے دیکھا تو ضبط سے مجبور ہو کر آب ریزی شروع کی اُس
گھماو کا یہ خلاصہ ہی کہ عقل جب روح کی ہستی اور فنا پر سبھی خبر پاتی ہی تو حسب اور انسوین
ناپایداری سے زار زار روتی ہی اور رقت آلود نظر سے جسم کی رگ رگ دیکھکر کہتی ہی کہ ہاے یہ پیاری
نسین ایک روز لقمۂ کرم ہونگی یا نوالہ آتش بنینگی جو عضو اسوقت ہر چیز کے حاصل کرنے اور
اپنے تئین ایک نمایان خوبی مین دکھلانے پر قادر ہی کسی دن معدوم ہوگا یہ گورے گورے
گال یہ گلے بگڑ جائینگے بال یہ حنائی پنجے اور یہ چشم نرگسی روح کے پرواز کرتے ہی دیدار ترسائینگے
جو لوگ سوقت بڑے گہرے یار دوست اور بھائی بند بنے بیٹھے ہین دم کے نکلتے ہی ایسے دشمن
ہو جائینگے کہ قالب بیجان کو جسکا نام نعش ہوگا ایک لحظہ گھر مین نہ ٹھہرنے دینگے پس یہی خیالات
ہین جن سے انسان اپنی خلوت مین دھاڑین مار مار کر روتا ہی اور دل ہی دل مین کڑھتا ہی۔
جب نظر دوربین اور عقل دوراندیش ہو جاتی ہی تو انسان جہل وحشت مین رہنا پسند نہین
کرتا بلکہ ہر وقت اپنی ہستی اور وجود و عدم کو از روے تحقیق و تفتیش جانچتا ہی اور خراب و ابتر حالت
کو ایسے گبند سے برا لاتا ہی جسکا نام ٹھیک انسانیت ہی اور یہی انسانیت ایک حقیر و ناتوان وجود
کو اشرف المخلوقات کا خطاب دیتی اور انسان کہلاتی ہی۔

مقدمۂ یازدہم

گو انسان کا نیچر ایک بڑی طاقتور چیز ہی جسکی قوت کا اندازہ ہمارا وہم و قیاس
نہین کر سکتا لیکن قوت ہمیشہ دو قسم پر بٹتی ہی ایک قدرتی یا داخلی دوم عملی یا خارجی۔
قدرتی توانائی کی ترقی و تنزل دست قدرت انسان مین نہین ہی العملی قوت کی جسطرح
نیچر کی توسیع و تشیع کے لیے قدرتی قوت کا سہارا درکار ہی اسی طرح موجودات حوائج کے
طے کرنے اور معاملات کی یکسوئی کو عملی قوت مطلوب ہی عملی قوت ہمارے ہاتھ سے ہمیشہ گھٹتی
بڑھتی رہتی ہی کیونکہ خود عمل ہی اُسکا وسیلہ اور دستاویز شگرف ہی ہر چند کہ نیچرل توانائی
بالاقتضا عملی قوت کو وسعت اور پہنائی کی طرف تحریک دیتی رہتی ہی کیونکہ یہی ایک وسیلہ

نیچرل قوت کی نمایش کا ہی لیکن تجربہ صاف کہہ رہا ہی کہ یہ ظاہری سبب جسکو ہم عمل قوت کے نام سے یاد کرنے مین بہت کچھ انسانی خواہشات پر ترقی یا تنزل پا سکتا ہی جب ہماری ارادات کا چشمہ خود بر سر جوش نہین آتا تو جو یبار قوت عملی کے ذریعے کیونکر نخل نتیجہ مین پانی پہونچ سکتا ہو ممکن ہی کہ اُس عارضہ سے مفہوم فی الذہن والے درخت کو سخت صدمہ خشکی بے برگی اور بے ثمری کا پہونچے پس ضرور ہی کہ چشمۂ ارادت کی جوشش اور جو یبار کی روانی مین خلل نہو لیکن یہان تو سارے جو یبار مین خلل ہی روان ہی انکا ازدلی الابصار نہین خیالات بلند پرواز نہین ۔ ہستی کی جانچ پرتال پر دل اُدہر دھیان نہین پھر کیونکر انسانی حالت ستودنی و نمودنی ہو۔

چندروز سے صفت تانیث نے ذات تذکیر مین بار پایا ہی یہ بار گرانبار نہ صرف نسبی اور نسلی صفات ہی کو سخت نقصان پہونچا رہا ہی بلکہ جنس کے نیچر اور سوسایٹی کی تہذیب کا رنگ پھیکا کر رہا ہی اور یہ قاعدہ کی بات ہی کہ وہ کہ دو متضاد شئین جب باہم امتزاج قبول کرتی ہین تو ضرور موردِ اضرار و اشرار ہوتی ہین ؎

آب چون در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ　　صحبتِ ناجنس باشد مثمر آزارہا

زنانہ سنگار زنانہ گفتار زنانہ رفتار نے رسمی طور پر بعض مردان زن مردگی طبائع مین ایسا گھر کیا ہی کہ گھر سے باہر قدم رکھنا داخل سوگند ہی اِس ناقص العقل گروہ کی صحبت شبانہ روزی نے عجیب مخلوقت بنا دیا نمایشگاہ یا عجائب خانہ مین نمایان ہونے کے لائق کر دیا سارا علم و فضل خاک ہی جب اسپر عمل نہین ۔ ع چارپائی بر وکتابے چند ؛ وہی اولی اللہ کی بول چال وہی کنگھی اور چوٹی کا ہر دم خیال وہی لب لعل پریان کی سرخی ہنس ہنسکر دکھلانا وہی بات بات پر مُسکرانا لجانا گردن نیوڑانا ۔ وہی شرمگین آنکھون مین ناز و کرشمہ کا برتاو ۔ وہی دو لعنون کی طرح معشوقانہ بناو چناو استغفر اللہ من کل الذمائم انکی صحبت مین وہی خیالات وہی مقالات ہین جو ردیف وار ایک دیوار کے اُس پار موجود ہین ان حلی رجال کے خیالات مین کم کھانا صرف پتلی بتلی و حیاتی ہی دلیل نزاکت ہی وہ کہتے ہین بہت کھانا گنوارون کا کام ہی قلت غذا نازک

مزاجون کے لیے موجب آرام ہی دیکھتے ہین مرد ہو یا عورت خوبی و خوش جمالی عجیب چیز ہی نازک نازک کلائیان پتلی پتلی کمر سرمہ آلودہ آنکھین سُرمگین نظر ۔ صورت وہ ہو آرائش وہ پوشش وہ ہو کہ دیکھنے والے کی نظر نادان دررو عن نبے دل ہاتھ سے چھوٹ جائے ان نازک تنون کی آرام طلبی و عیش پسندی کا عجیب حال ہی ہیش خدمتون کی وہ کثرت کہ الٰہی تیری پناہ ایک ذرا سا تو کمرہ اسمین لمبی لمبی کا کان والے حضور کا اُجلا تن دس بیس خود غرض راس و چپ دس بیس خادم پس و پیش حاضر رہنے پان کی پیک تھوکنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مصاحبان خادم طینت نے اُگالدان اُٹھا کر لبون سے لگا دیا پنکھون پر پنکھے جھلے جاتے ہین مگر گرمی سے چین نہین نزاکت کا وہ عالم کہ بات کرنا دوبھر پوشاک بدلنے کا وقت آیا تو کسی کے ہاتھ مین شلوکا ہی کسیکے ہاتھ مین صدری اور کوئی کلاہ ہشت پہلو ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اب حضور ہین کہ قریب تین گارد کی مدد سے پوشاک بدل رہے ہین ایک ٹانگ پکڑے پاجامہ چڑھا رہا ہی ایک حرف پشت خم کیے حضور کا تکیہ گاہ بنا ہی کوئی زلفون مین کنگھی کر رہا کوئی گلوریان کلون مین ٹھوس رہا ہی قصہ مختصر مردہ کی تدفین و تجہیز مین اتنے آدمی مطلوب نہین ہوتے جتنے کہ یہان ایک زندہ کی ترتیب اور آرائش کو درکار ہین کھانے اور پاخانہ مین تو بیشک حضور کے دست مبارک کو تکلیف اٹھانا پڑتی ہی ورنہ خدا نہ جانتا ہی حضور بالکل ایک بت یا ایک خاموش تصویر یا گوشت کے لوتھڑے ہین انسے کچھ نہین بنتا سوا اسکے کہ اپنے نازنین وجود کو نوکر چاکرون سے آراستہ کرائین ایسے غیر ضروری اور فضول لوگون ہستی کا ن لم یکن کا حکم رکھتی ہی وہ کیا جانین انسان کسے کہتے ہین اور انسانیت کس چیز کا نام ہی اگر کچھ فکر ہی تو صرف اپنے عیش آرام اور زیبائش کی ۔ دنیا کے رنج و غم اور مصیبت کی انھین بالکل خبر نہین وہ تو ایک اپنے وجود کو نمونہ کارگاہ قدرت سمجھتے ہین اور پھر طرفہ یہ کہ تمام اسباب تعیش انکی طبیعت پر کچھ بھی اقتضائی اثر نہین ڈالتے گویا عیش و راحت بہ سبب طبیعت ثانی ہونے کے ایک جبلی عادت ہین اور عادت بقول ایک بزرگ کے وہ چیز ہی کہ امید و بیم راحت و رنج سب کے اثر کو محو کر دیتی ہی یہ ناز پرورد اغنیا جانتے ہین کہ انسانی وجود ایسے ہی مختلف اسباب راحت کی تجلی

مین پرورش پاتا ہی اور دنیا مین جتنے آدمی بستے ہین سب کو یہی نصیب وری حاصل ہی اور اسی خیال کے سبب ان لوگو کو سائلون اور محتاجون کی روی حالت پر مطلق رحم نہین آتا انکا پیٹ ناک تک بھرا ہی انکا جسم نرم نرم ملبوس مین ڈھکا ہی وہ کیا جانین گرسنگی کی آتش کیسی تیز ہوتی ہی زمستان کی برف ریز ہوا کیسی سرد اور برودت انگیز ہوتی ہی جسکے پانون نہ جائے بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی بھلا ایسے لوگون سے کیا امید کیجا سکتی ہی کہ وہ تباہ ہوتی کشتی سے اورون کی جان بچا نا درکنار خود اپنی جان کو ساحل سلامت پر پہنچا ئینگے کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ لوگ میدان نبرد مین تیر اندازی و تیغ زنی کرینگے کیا یہ لوگ شجاعون کی طرح بے پرواہ ہونگے بنی نوع کی ہمدردی سے انھین مطلب نہین سرکاری آئین و قانون اور ملک کی ترقی و تنزل سے

انھین تعلق نہین یہ نہین جانتے کہ ایوان عالیشان کے پچھواڑے کیا ہو رہا ہی ایسے نازپروردہ شخص اگر عالم شب مین کسی ذرد کا دیدار شجاعت آثار دیکھ پائین تو بالیقین تحلیل روح کی نوبت پہونچے بھوت پلید کا نام اگر ارباب جلسہ سے کسی کی زبان پر سہوا گذر گیا تو بس غضب ہو گیا حضور کا کول گات تھر تھر کانپنے لگا

مخوف حکایت کیسے سربستہ راز		تنزل در اجسام امرا افتاد

مین کیا بیان کرون کہ مذکورہ بالا امرا کس قوم اور کس ملک سے ہین اتنا سمجھ لینا کافی ہی کہ جنکے آبا و اجداد نے قوت بازو سے ملک فتح کیے آٹھ آٹھ روز گھوڑون کے زین سے نہ اُترے درختون کے سایہ تلے کھڑے ہوئے سائیس نے آگ جلائی الٹی سیدھی موٹی پتلی روٹی لگائی شجاعون نے بھالون مین چھیدی اور بکٹٹ گھوڑے دوڑاتے چلے گئے او سینہ فگار تان اسوقت کھائی جب ملک مقصود کی کلید فرماندہی اپنی پاکٹ مین ڈالی ان زمین کا کلیجا چیرنے والے اور آسمان کا سینہ پھاڑنے والے انسانون کی اب وہ شائستہ اولاد موجود ہی جسکو طائفہ زنان پر بھی ترجیح نہین ع پادو پدر نمی کنند این پسران ناخلف۔

زمانہ نے کیا پلٹا کھایا مردون کو عورت اور عورتون کو ماشہ بنا دیا یورپ کی شائستہ لیڈیون کے مرتبہ کو بھی جب ہمارے ملک کے قوی ہیکل رجال نہین پہونچ سکتے تو بدبستی تو رجولیت کے نسخہ کا شیرازہ بند ہو چکا۔

عیش مدامی سے فرصت نہین علم و فن کون سیکھے اور جب کسی شی کی برائی بھلائی پر علم نہین تو اسکے ترک و اختیار مین کیا عار ۔ انسانیت ایک نور ہی جسکا پتہ یہان کے بعض ناز و نخرے والے دولتمندون کے تاریک نیچر مین نہین ملتا پس وہ انسان کیونکر مشہور ہون ہرچند کہ باوجود ہین لیکن سمجھون تابود ہین انسان ہین مگر ناطق نہین ذی نفس ہین پر لایق نہین ۔

مقدمہ دوازدہم

جب ہم بعض نامردون یا نیم مردون کو آنکھ اٹھاکر دیکھتے ہین تو سخت رنج پیدا ہوتا ہی انکے حرکات و سکنات مصنوعی معشوقیت کے پیرایہ مین رہنے سے جلیسون اور انیسون کے طبایع پر بڑا اثر ڈالتے ہین کیونکہ طبیعت انسانی قدرتی طور پر بہ نسبت نکوئی کے زشتی سے جلد متاثر ہونے والی واقع ہوئی ہی اہل صحبت جانتے ہین کہ بحکم ضرورت ہم صرف صحبت کے شریک ہین نہ صحبت کا رنگ اڑانے والے ۔ ہم جب تک کسی فعل ممنوعہ پر دل ہی نہ رکھینگے کیونکر خراب ہونگے لیکن وہ بھولتے ہین اور غفلت کے گورکھ دھندے مین پھنستے ہین اگر انکا خیال تیز پرداز ہوتا تو یقین کرتے کہ صحبت خراب کی بدیون کو بسا اوقات ہر انسان کی قوت آخذہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہی یہان پر اخذ او کشش سے یہ غرض نہین ہی کہ بد صحبت کی تمام برائیان ایکشخص صحبت گزین کی طبیعت مین آجاتی ہین اور بدون کے طبایع پاک و صاف ہوجاتے ہین بلکہ بات یہ ہی کہ اثر ان برائیون کا جو ایک شخص یا چند شخصون کی فطرت مین موجود ہی اس نیکمزاج کی طبیعت پر کاری پڑتا ہی جو اُسے محسوس طور پر معلوم نہین ہوتا اسکی مثال بہ زمانہ حال روس مین موجود ہی یعنی فرقہ نہسٹ جو شاہی خاندان روس سے بغاوت و خصومت رکھتا ہی زمین کے اندر اندر ایوان شاہی تک سرنگ پہونچاتا ہی اس مدت مین کسی کو خبر نہین ہوتی لیکن جب محل مکان ۔ اگر چار اور باغ وغیرہ یکبارگی گر پڑتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ نہسٹ نے سرنگ لگایا تھا ۔

صحبت بد سے بھی جب انسان کی طبیعت پر ہوکر یکبارگی عالیشان عمارت کی طرح

منہدم ہوجاتی ہی اور صد ہا مضار پہونچاتی ہی توخبر ہوتی ہی کہ یہ نتیجہ فلان صحبت بد کا ہی۔

جو طبیعت کہ خام۔ ناتجربہ کار۔ اور کم زمانہ دیدہ ہی وہ بہت جلد صحبت بد سے متاثر ہوجاتی ہی باقی بہت ایسے نیک ذات پختہ مغز دیکھتے مین آئے جو اپنی نیک طبعی کا اثر خراب جماعت پر ڈالتے ہین اور اُسکو اپنی فطرت کے ہمرنگ بنالیتے ہین ہزار بزرگ ہین اگر ایک زبردست قوت والا نیکدل موجود ہی اور اُسکی طبیعت نے استحکام۔ یکسوئی۔ اور پختگی حاصل کی ہی تو لا محالہ سوسائٹی کے تمام افراد کو شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہی۔ سارنگی کے اعضا جب ناموافق اور بے قابو ہوجاتے ہین تو ایک سازندہ کی گوشمالی سے ٹھیک بنجاتے ہین اور ایک آواز ہوکر حسب مرضی سازندہ کام دیتے ہین۔ حضرت شیخ سعدی نے بوستان مین ایک حکایت لکھی ہی پہلا شعر یہ ہی ۵ یکے پادشہ زادۂ گنجہ بود۔ کہ نااہل و ناپاک و سرخیرہ بود ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس رند میخوار کی حالت کس خراب درجہ تک پہونچگئی تھی شب و روز شراب و کباب ہی کی گفتگو اور چنگ و رباب ہی کی چھیڑ چھاڑ۔ باپ نے بہت کچھ سمجھایا قید کیا اور سزائین دین لیکن باز نہ آیا۔ بدکاری سے مُنہ نہ موڑا آخر ایک روز عالم بیخودی و بدمستی مین کسی مسجد مین گھس گیا وہ مقام متقی و پارسا لوگون کا تھا اور یہ رند خراباتی فی الجملہ اسکا نزول طبائع پر شاق گذرا لیکن بپاس ادب و خوف جان و حفظ مراتب شہزادگی کسی نے لب نہ ہلایا البتہ سرگوشیان کرنے لگے ایک بزرگ عالی منش کسی گوشۂ مسجد مین وعظ کر رہے تھے غمازی سے خبردار ہوئے یعنی ایک ستے اُن سقیون سے جاکر عرض کیا کہ اے خداوند ہم بے زبان ہین آپ اس بدکردار کے حق مین دعاء بد کیجیے بزرگ نے کہ متین الطبع اور برگزیدہ اخلاق تھا بجای دعاے بد یہ شعر پڑھا ۵

خوش ست این پسر و قتش از روزگار
خدایا ہمہ وقت او خوش مدار

پوچھا کہ یا حضرت ظالم پر رحم کرنا تو بمنزلۂ ظلم عام کے ہی آپ نے کیون دعاء خیر کی فرمایا ۵

بطامات مجلس بیاراستم
ز داور آفرین تو به اشس خواستم

کہ ہر کہ باز آید از خوے زشت
ببیشے رسد جاودان در بہشت

شاہزادہ سے کسی نے جاکر کہا کہ اندر یہ ماجرا ہی۔ خدا کی شان وعظ کا اثر۔ قسمت کی یاوری۔ اس عہد کا امر نے اُسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ ارادت صادقہ سے جاکر بزرگ کے

قدم پر سر رکھدیا اور افعال ناشایستہ سے توبہ کی اپنے کردار پر منفعل ہوا بزرگ نیک مخضر کو لیکر بادی
ایوان شاہی مین لیگیا اور حکم پاکر تمام اسباب بدی و شراب خواری کو توڑ پھوڑ کر خارج کیا فرش رنگین
اکھاڑا اور جدید بچھر نصب کیے کیونکہ فرش کہن شراب آلودہ تھا آخری کیفیت شاہزادی کی اس شعر سے صاف کھلتی ہے

	جوانے سراز کبر و پندار مست		بجو پیران بکنج عبادت نشست	

اس اقتباس سے میری مراد یہ ہی کہ ایک برگزیدہ اور طبیب نفس انسان اپنے اثر انداز
اقوال و افعال سے گرد ہا گردہ کو وحشت و حیوانیت سے نکالکر بخوبی انسانیت پر لاسکتا ہی
لیکن ایسے لوگون کا وجود اس زمانہ مین اگر نایاب نہین ہی تو قریب کمیاب ضرور ہی افسوس
یہ ہی کہ بد صحبتون مین فرداً فرداً وہی لوگ پائے جاتے ہین جو برائیون کی دلدل مین پھنسے
ہین اور شائستہ و متین شخص کا نشان بھی نہین ملتا۔ بیشک اگر دو ایک عقیل اور متین بزرگ
وار ہی ان صحبتون مین موجود ہون تو انکی حالت کیون موجودہ ابتری تک پہونچے۔

شراب و کباب رقص و سرود اور خراب اسباب والی صحبت ہی کو بد صحبت نہین کہتے
بلکہ بد صحبت خاص اسکا نام ہی جسمین ہر طرف غفلت۔ کاہلی۔ جاہلی۔ اور عیش و عشرت ہی کے
ٹھاٹھ موجود ہون ٹھٹھو پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا چند آدمیون مین برہنہ بیٹھنا۔ صرف آپ ہی آپ پان
کے بیڑے چکھنا۔ بیمارون کی طرح بیحیائی سے شرفا کی جانب ٹانگین پھیلا کر لیٹنا شطرنج گنجفہ چوسر
کھیلنا۔ علم و فن کا نام نہ لینا۔ اور کتنے ہی نامہذب برتاؤ رکھنا صحبت بد کے نام سے مشہور
ہین۔ غور کا مقام ہی ان عادات ناشائستہ کا اثر اہل صحبت کی طبائع پر کیسا خراب پڑتا ہی۔
جب ندما و دیرینہ کسی امیر یا توقیر کی مذکورہ بالا عادتین روزمرہ دیکھتے ہین تو دل مین یہ خیال
پیدا ہوتا ہی کہ امیری شان انھین برتاؤن کا نام ہی امیر وہی ہی جو ننگا بیٹھے پانون پھیلا
کر لیٹے یعنی کل بے تہذیبیان اور بیحیائیان زیب امارت ہین لامحالہ جب ہم امیر ہو جائینگے
تو بالضرور یہی عادات اختیار کرینگے اور ابرو کے اشارہ سے سلام لینگے انسانون
سے روبرو کلام نہ کرینگے۔

بس یہی بد اثر [illegible] ہماری آنے والی نسلون کو برباد کرتا رہتا ہی اس زمانہ کی
امارت کا تقاضا ہی کہ جسقدر دولت و حشمت بڑھتی جائیگی جہالت و بے تہذیبی بھی

افزون ہوگی۔ ذمائم اور معائب کی فہرست جس کسی کو دیکھنا ہو بعض امرا کے دربار مین صحبت نشینون کو دیکھے علم و فن کا اس گروہ مین ایسا قحط ہی جیسا عام تہذیب کا۔ ظرافت اور ہزل و فحش کو انھین درباروں مین تقاہی فضول اور لایعنی اخبارات انھین درباروں مین خریدے جاتے ہین اور انھین ندیمان ظریف سے چند شخص اُن اخبارون کے نامہ نگار ہوگئے ہین۔

یہن نہین اور کہہ سکتا کہ ایسی فحش اور نامہذب مجلسین کہان ہین وہ کونسے اُمرا ہین جو اس طرح برتاو رکھتے ہین نہ کسی خاص مقام کا نام لیتا ہون اور نہ کسی خاص امیر کا۔ بلکہ اس قلیل عمر مین جہان کہین ایسی ناملائمیان سُنی اور دیکھی ہین اُنھین کے تصور پر عالم مثال مین تقریر کر رہا ہون۔

جو لوگ بیان کرتے ہین کہ دولت زر انسان کو مہذب اور شائستہ بناتا ہی تجربہ سے یہ بیان خلاف پایا جاتا ہی مین نے بسا اوقات دولت سراؤن کو جہل سرا دیکھا ہی دولت انسان کو اندھا کرتی ہی جب اسکا نشہ دماغ کو صعود کرتا ہی تو نشیب و فراز نیک و بد عزت و خفت وقار جفا اور ننگ و ناموس وغیرہ کا مطلق خیال نہین رہتا۔ یہ دولت جسکی ہم آرزو کرتے ہین اگر اہل خبرت کے ہاتھ لگتی تو بیشک یہ بیان صحیح ہوتا کہ دولت سے انسان اپنے تئین مہذب بنا سکتا ہی مشکل تو یہ ہی کہ دولت جہلا کے ہاتھ پڑی ہی یعنی جو لوگ خاندانی اور نسبی شرف نہین رکھتے وہ فی زمانناً دولتمند ہین مگر یہ کلیہ عام نہین ہی افسوس او پر بدنصیبی اُن لوگون کے ہی جو فطری طور پر مہذب۔ متین۔ اور شائستہ واقع ہوئے ہین لیکن بے زری و بے برگی سے اپاہج ہین ان لوگون کے ہاتھ مین فطری تہذیب کی طرح اگر دولت کا کیسہ بھی ہوتا تو وہ دنیا مین بہت بڑا کام کرتے جیسا کہ موجودہ زمانہ کی فرنگستانی قومین کرتی ہین۔ ہرچند کہ فطری مہذب بے دولت بھی اپنی ذاتی خوبیون کی روشنیان طبائع پر ڈال سکتے ہین لیکن بہت سی ایسی باتین ہین جو صرف دولت اور زر پر منحصر ہین خدا ہمارے جاہل دولتمندون کو عاقل و عالم کرے اور بینوا مہذبون کو متمول۔

مقدمہ سیزدہم

ہر چند کہ قدرتی طور پر ہمارا نیچر سادگی پسند واقع ہوا ہے لیکن ہم اپنی بدعملی و بدعنوانی
سے اپنے تئین ایک ایسی مصنوعی وضع مین رکھنا چاہتے ہین جو بالکل خلاف مزاج نیچر
ہو اور یہ حالت اکثر دولتمندون کی سوساٹی مین پائی جاتی ہے مین صحیح خیال کرتا ہون کہ
ہمارے ابنائے جنس دولت کو محض بیجا طور پر مستعمل کرتے ہین دولت سے ناملائمیون اور بدوضعیون کا مبعوث ہونا حیرت انگیز ہے کیونکہ دولت جب فراہم کرنے والی کل اشیائے
معاشرت و لوازم حاجات کی ہے تو ناگزیر نیکوکاریون سے نکوئیونکا اجتماع اور اخذ لازم تھا۔
ذرا غور تو کیجیے یہ بھی کوئی امر داخل تہذیب ہے کہ مردون کا جسم زیورات سے مکلل و مرصع
مستورات کی طرح آراستہ ہو اور یک گونہ دلربا پیرایہ مین پایا جائے قدرت نے جو طرز معاشرت
یعنی پوشش رفتار نشست و برخاست عورتون کے لیے موضوع کیا ہے وہ فرقۂ
ذکور کے لیے ہرگز مباح نہین ہے ذکور و اناث کے باہین کل امور مین ایک خط فاصل واقع
ہوا ہے ہکو شایان نہین ہے کہ اُس خط سے تجاوز کرین۔ ہر چند کہ معاشرت کے بہت سے
طریقے یورپ کے ذکور و اناث مین متحد و متفق پائے جاتے ہین لیکن ہر پوشش کی
طرز مین ناگزیر تفرقہ ہے آنکھ اُٹھا کر دیکھ لیجیے ہر قوم کے ذکور و اناث اپنی اپنی طرز معاشرت سے
واضح طور پر ممتاز ہین اور بیشک خلقت تذکیر و تانیث کے اعتبار پر موجودہ امتیاز فطرت
کی شائستگی کا نمونہ ہے اس ملک کی پوشاک مین اگرچہ تفرقہ اعتباری ہے لیکن آرایش جسمانی
و لہجۂ زبانی مین ہرگز فرق نہین مستورات کے سنگار اور نکھار مین اگر پاین سرمہ انگوٹھی
بازوبند مالا گالاگونہ اور عطر وغیرہ مطلوب ہین تو مردون کی سجاوٹ اور آرائش مین بھی یہ چیزین
درکار ہین اور ان سب پر طرہ مانگ کا نکالنا اور بالون کا معشوقانہ سنوارنا ہے۔ جب یہ جعلی
معشوق سج دھجکر با ناز و کرشمہ امیرانہ سواریون پر چمکتے دمکتے نکلتے ہین تو انکے خیال مین گویا
حسن یوسفی کی ہاٹ لگ جاتی ہے حالانکہ وہ خداداد مردانہ حسن بھی ہاتھ سے دے
دیتے ہین اور ایک بُری وضع اور بُری شکل کے آدمی نظر آتے ہین کیونکہ قدرت نے جو جامہ
جس قالب کے لیے تجویز کیا ہے وہ ہی وہ اُسی قالب پر موزون معلوم ہوتا ہے۔ مستورات
اگر مردانہ لباس پہنکر نکلین تو گویا حسن معشوقانہ اور طرز دلربائی کی مٹی خراب کرتا ہے یہ جعلی

طرحدار معشوق یہ جانتے ہین کہ کسبیون کے قلوب پر ہمارے نو طرز حسن سے عام غشی طاری ہوگا اور ہزار جان خواستگار وصال ہونگی مگر یہ خیال باطل ہی کسبیون کی نظر مین غول بیابانی و یوسف ثانی دونون مساوی ہین کیونکہ وہ تو طالب زر ہین نہ عاشق جمال بس نوجوانان طناز کا سنگار کس غرض مین خیال کیا جائے۔ مردانہ جسم تو محتاج مردانہ کامون اور جنگی ہتھیارون کا ہی جس سے ہمت و شجاعت الٰہی ہو خیر اس بحث سے درگذرو اور طریقہ زندگی کو دیکھو آگے چلکر یہ خرابی ہی کہ ہمارے دولتمند نوجوان محنت ریاضت۔ اور اتفاقیہ مصیبت کے عادی نہین زن بیرنگیون کے سہارے گھنٹے گنا کرتے ہین نہ کوئی شغل مفرح اور نہ کوئی فکر منفع۔ اگر صبح و شام ہوا خواری کے بہانے آرائش جسمانی و رعب امارت کی نمایش کے لیے نام جام اور گھوڑون پر سوار ہوتے تو کہا جاتا کہ یہ نوجوان ہیچ مقام ہین یا قطب ایوان ریاضت سے کہ ترقی صحت جسمانی و لقاے راحت روحانی کے لیے ایک بہتر ذریعہ ہی طبعاً نفور ہین۔ بیکار نشینی سے افزایش فضلات کی یہ نوبت پہونچی ہی کہ گرانباری سے جنبش محال ہی اگرچہ حرارت عزیزی غذا کو گلاتی ہی لیکن سہل انگاری سے وہ بھی محفوظ نہین مسامات کی راہ جو مسموم ہوا اندر داخل ہوتی ہی اس حرارت کو منطفی کر دیتی ہی اور یہی وجہ ہی کہ رفتہ رفتہ قوت ہاضمہ مین فتور پیدا ہوتا ہی اگر معمولی طور پر ورزش و ریاضت کے عادی رہا کرین تو نہ اسقدر بیفایدہ گوشت کی ترقی ہو اور نہ معدہ مین ضعف آئے۔ ایک یورپین فلاسفر کا قول ہی کہ جو شخص اعتدال و ریاضت کا پابند ہی وہ خود حکیم ہی نہ کہ محتاج حکیم۔ وہ کہتا ہی کہ تمام طب کا لب لباب اعتدال و ریاضت ہی اگر ان دو مین فتور آئیگا تو ناچار حکیم کی حاجت ہوگی

محنت و ریاضت ایک ایسا بہتر طریقہ معاشرت کا ہی جس سے قلب پر فرحت جسم مین پھرتی پائی جاتی ہی غذا ٹھکانے لگتی ہی قوت پیدا ہوتی ہی اعضا و خون مین کسی قسم کا فساد نہین آتا۔ اعضا مین مضبوطی اور دماغ مین چستی و چالاکی بنی رہتی ہی غرضکہ معمولی ریاضت سے ہزارون فائدے پہونچتے ہین اور ایک ریاضت ہی کا عادی نہ رہنا ہزارون نقصان پہونچانے کے مساوی ہی۔

عیش و آرام طبع ثانی ہو رہا ہی ایک دو روز کا فصل نکار رہا جانستان گذرتا ہی ذرا سر مین درد پیدا ہوا یا نبض مین تفاوت معلوم ہوا کہ ہاے توبہ سے آسمان سر پر اٹھا لیا

حرارت یا برودت نے اپنے مرکز سے جنبش ہی کی تھی کہ اطبا کا سلسلہ قائم ہوگیا کثرت ادویات سے گھر دواخانہ بنگیا حالانکہ یہ اتفاقی وفصلی عارضے بعض قوی مزاج والے چلتے پھرتے ہضم کرجاتے ہین - یہ صحیح ہی کہ مرض کو دشمن سمجھکر اُسکی بیخکنی پر کمربستہ ہوجانا چاہیے لیکن یہ روزمرہ کے سہلی بخار اور درد سر وغیرہ داخل امراض نہین ہین اگر ہین تو اُنکے دفعیہ کی صرف یہی تدبیر بہتر ہی کہ اُس روز کھانا نہ کھائین گرمی وسردی کی شدت سے بچا ورکھین اور کوئی کام خلاف معمول نہ کرین نہ کہ نازک مزاجی سے خفیف بخار اور ہلکے درد سر کو قوی عارضہ بنائین اور مریضانہ بستر پکڑ کر حیثیت بُت انواع واقسام ادویات سے پوجا کرائین -

طبیعت غالب چاہیے کوئی عارضہ قوی نہین بزدلی و پُرمغزی وہ چیز ہی جو بڑے بخار پیل افگن کو ہٹاتی رہتی ہی اور کچھ خیال مین نہین لاتی - جو لوگ مصیبت کو اچھی طرح جھیل سکتے ہین وہی دنیا مین چندروز جیتے ہین اور مرد میدان کہلاتے ہین مجھکو اُن لوگون کی حالت پر ذرہ بھی رحم نہین آتا جو ایک خفیف تب کے دورہ مین قیامت برپا کردیتے ہین خامی سے وہ شور مچاتے ہین کہ الامان اوپرے لوگ تنگ آجاتے ہین - استقلال جو ایک علامت مردمی ہی ان لوگون سے دور رہتا ہی یہ نہین جانتے کہ ہمت کیا چیز ہی صبر وقرار کیا شی ہی - مین دعوے سے کہتا ہون کہ جس عارضہ مین بعض بیدار مغز اور مستقل مزاج چلتے پھرتے مبتلا رہتے ہین اُسمین اگر نازنین اُمرا پھنسجائین مرجائین - یہ تلون اور خامی تاثیر امارت ہی ورنہ فطرت مین سب مساوی ہین جو اعضا ایک محتاج اور بیکس شخص رکھتا ہے وہی اعضا قدرت نے امیرون کو دیے ہین - لیکن سچا شجاع اور جوان مرد وہ شخص ہی جو مصیبتون کے پہاڑ کو سنگریزہ سمجھے گذشتہ لوگون کی سوانح عمریون کو دیکھو وہ اپنے وقت کے کیسے بہادر اور شجاع تھے دیگر مصائب سے قطع نظر قطع منازل اور فاقہ کشی کی کیسی لاجواب طاقت رکھتے تھے بیشک پرانی تواریخین ہمکو سبق دیتی ہین کہ ہمین بھی وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے جسپر ہمارے اسلاف قادر تھے ہم اگر حقیقی انسانیت کے جامہ سے آراستہ ہین تو صرف اپنی ہی قوت بازو اور ذاتی توانائی پر بھروسا کرسکتے ہین اگرچہ ہم کیسی ہی امیر تو انگر ہون لیکن یہی خیال کرین کہ بہت جلد نازک حالت اور ناگہانی مصیبت مین پھنسنے والے ہین

کیونکہ قادر توانا کی قدیم عادت انقلاب پسند واقع ہوئی ہی ہم پر یہ دوراندیشی واجب ہی کہ اگر آج خدا نے سب کچھ دیا ہی سواری کو ہاتھی گھوڑے خدمت اور حکومت کو نوکر چاکر کھانے کو دودھ اور میوہ پہننے کو اطلس و کمخاب شاید کل اس جمیع اسباب عیش و فراغ مین ایک انقلاب عظیم واقع ہو اور ایسا ادبار ناگہانی گھیرے کہ منزلون پا پیادہ چلنا پڑے پہننے کو گزی گاڑھا ملے یا نہ ملے کھانے کو باسی ٹکڑے نصیب ہون یا نہون رباعی

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہی	بھاگو بھاگو کہ خوف اس راہ مین ہی
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا	دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

جو لوگ انجام بین اور عاقبت اندیش ہین اور دولت و امارت کے زمانہ کو مورث مصیبت ہاے انقلابی خیال کرتے ہین وہی ہر قسم کی تکالیف و صعوبات کی برداشت کر سکتے ہین اور یہ برداشت گویا انکی جبلی عادت ہی۔ اپنے ہاتھو کا کام ایسا ہی اچھا ہی جیسے اپنی ذات کا بھروسہ کام سے یہ غرض نہین ہی کہ خدمتگارون کو پنشن دین اور خود غلامی کرین بلکہ محنت و ریاضت سے عادت جفاکشی کی رکھین اور اگر ضرورت مجبور کرے تو اپنی حاجات کو آپ رفع کرنا داخل مضائقہ نہ سمجھین۔

اکبر اور دارا شکوہ وغیرہ سلاطین اسلامیہ باآنکہ دولت و حکومت مین فرد اور بے نظیر زمانہ تھے اپنے ہاتھ سے قطعہ لکھتے اور بازار مین فروخت کرا کر قیمت ما حصل سے پیٹ بھرتے تھے انکی نازک تن خاتونین جب تک کشیدہ نکال کر بازار مین فروخت نہ کرا لین فاقہ کرین سلطنت کی بیشمار دولت و مال اور خزانون کے لاتعد درم و دینار سے انھین کچھ واسطہ نہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ دولت اور خزانہ ہماری ذات خاص کی پیداکی ہوئی شی نہین ہی لہذا بحکم شریعت حرام ہی اور یہ سرمایہ جو ملک سے حاصل ہوتا ہی ملک ہی کی راحت و آرام کے لیے امانت ہی کیا ان بے نظیر بادشاہون نے اپنے عادات و افعال سے ثبوت اس امر کا نہین دیا کہ کس طرح اور کس حد تک منشار قدرت کو انھون نے پہچانا اور انسان کی حقیقی خدمت اور فرض کیا ہی یہ خیالات غور طلب ہین کہ اکابر سلف کس حد تک انسانی شرف کی حفاظت کرتے تھے اور نمایان عظمت و شائستگی کے حاصل کرنے مین کہان تک بار مصائب اٹھاتے تھے

کیا اب بھی روے زمین پر ایسے شائستہ اور عاقل حکمران ہین جو حلال و حرام کی تفریق کرین ہم تا تخمین کو سچا انسان مان سکتے ہین جو ندکوہ بالا خوبیون سے آراستہ ہون ورنہ انسانیت کا خاتمہ بالخیر ہے۔

مقدمہ چہاردہم

اگر مین بے تحاشا کہ اٹھون کہ انسانی ہستی پر ایک کتے کی ہستی فائق ہی تو اسکا یہی جواب ملیگا کہ باؤلے ہوگئے ہو اور جب مین کہون کہ مین اور تم عطیہ الٰہی پر قانع نہین یا آنکہ نفیس نعمتون کا ذخیرہ موجود ہی دیکھو کتا ایک نوالہ پر کیونکر قناعت کرتا ہی تو غالباً آپ بیشک آرے بلے کہینگے یا محجوب ہو جائینگے پس معلوم ہوا کہ آپ میرے کلام کی تصدیق ضرب الامثال اور نظائر سے چاہتے ہین جب تک نظر پیش نہ کرونگا میرے کلام پر باور نہ کروگے آپ کے اس عندیہ کو مین بھی حق خیال کرتا ہون کیونکہ تجربہ کارون نے فرمایا ہی دعوے بی دلیل باطل ہی اسلیے انسان کے انسان ہونے یا نہونے کا جب تک مین ثبوت پیش نکرون آپکو میرے بیان پر ہرگز یقین نہ آئیگا۔

آپ صحیح خیال فرمایئے کہ بہت لوگون مین سے جنکو آپ ہر وقت ملاحظہ فرماتے ہین کم ایسے ہین جو انسان ہون۔ جو انسانیت اسوقت مشار الیہ ہی وہ بہت کم لوگونمین نظر آتی ہی۔ کسی شخص کو اگر کہدیا جائے کہ وہ انسان نہین ہی تو کتنا برا مانیے اور جب یہ کہا جائے کہ بیشک وہ انسان ہی لیکن چند صفات انسانی نہین رکھتا تو شاید کم ملول ہو مگر تاہم کبیدہ خاطر ضرور ہوگا اپنا عیب آپ ظاہر ہوتے ہوتے ہوئے بالطبع لوگون پر شاق گذرتا ہی پس یہی امر ہی جسکو مین خلاف انسانیت کہتا ہون سچا انسان دیوار گل ہی جبکہ تحمل و وقار کا پلستر چڑھا ہو سچا انسان حاتم آسا واسطے درستی اپنے اخلاق کے اعم ہی جبکہ برملا اسکے عیوب کیے جاتے ہون۔

گاو خر شتر وغیرہ وحوش باربردار ہم پر فائق ہین جبکہ ہم اذیت بارکشی کو حکم خدا نہ خیال کرین یعنی راضی بہ رضا کبریا نہون ؎

	گاوان و خران باربردار		بہ ز آدمیان مردم آزار	

ان جانورون کی حالت کو دیکھو کیسی ردی اور عبرت انگیز ہی بیلون کو گاڑی مین جوتتے ہین
اور پچاس من بار لادتے ہین اُسپر ستم یہ ہی کہ گاڑیبان تازیانہ مارتا ہی یعنی وہ تین باتین چاہتا ہی
اوّل بوجھا لیچلین دوم منزل پر پہونچین سوم دوڑکر چلین یہ تینون احکام بیل بیچارے
منظور کرتے ہین اور بجالاتے ہین چلتے چلتے راستے مین گاڑیبان انکو جوئے سے نکال کر کسی نہر
یا تالاب پر پانی پلانے لیجاتا ہی اور پھر انکو گاڑی کے پاس لاکر اپنی آواز مین اشارہ کرتا ہی کہ جوئے
کو کاندھے پر اٹھالین دیکھا ہوگا کہ گاوان مذکور گردن جھکا کر جوئے کو کسطرح اپنے آپ گردن
پر لے لیتے ہین اور دوڑکر چلتے ہین ذرا ٹھہر و یہ بھی سمجھو سر جھکانا اور جوئے کو گردن پر لینا کیا
بات ہی جانو یہ فعل سر تسلیم خم کرنا ہی ع سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ہو صرف یہ مت
سمجھو بیلون کی عادت یہی ہی یا وہ اپنا کام ہی یہ سمجھتے ہین کہ سر جھکا کر گردن پر بوجھ رکھ لین
بلکہ نازک دماغون اور باریک بینون کو غور کرنا چاہیے کہ چوپائے حکم خدا پر یون راضی ہون
اور ہم شریف خاندان کے نامور بیٹے ہوکر اُسکے امر سے گردنکشی کرین ع ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا ۔ انصاف سے کہو باوجود اختیار ظلم و تعدی کسطرح بیچارے بے زبان فرمانبردار
ہین اگر تم انکی زبان سے واقف ہو تو لاریب اُنکی آواز مین سنو گے ع انچہ کنی رضاے تو چون بکشی
قضاے تو ۔ لو فرمنا بارکشی و تسلیم و رضا بیلون کی جبلی عادت ہی اور یہ کام انکو ازل سے
بتلایا گیا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ جب چوپائے اپنی عادت اور اپنے کام پر قائم ہین کیون
انسان اپنی ازلی شریعت پر قائم نہین اگر وہ قائم نہین تو لاریب بیش از بہائم نہین
جب ہم بھی اپنی عادت اور اپنے کام پر قائم رہین تو رتبہ مین جانورون کے مساوی ہون
کیونکہ جیسے وے کارکن ویسے ہم ۔ شرف تو اسمین ہی کہ بہائم پر فرمانبرداری و مسکینی مین
سبقت لیجائین مقراض کے دونون پھلون مین سے کونسا حصہ زیادہ کام دیتا ہی
یہ بات ہرگز نہ بتا سکو گے اور یہی کہو گے کہ ہماری نظر مین تو دونون برابر ہین بس جب
جانورون نے اور ہمنے اپنے اپنے کام پورے کیے تو ہمکو انپر شرف کا کیا ذریعہ ہی وہ کون
دلیل ہی جو ہمارے دعوی انسانیت کو صادق اور مستحکم کرے اگر یہ کہو کہ ہم وحشیون و درندون
پرندون پر قابو کرسکتے ہین اسلیے ہستی مین اشرف ہین یہ بات بھی کچھ نہین کیونکہ وحشیون

کو وحشی بھی قابو مین لاتے ہین اگر یہ کہو کہ ہم خداشناس ہین اسلیے اشرف المخلوقات ہین یہ بات
بھی کچھ نہین کیونکہ چارپائے بھی خداشناس ہین اگر وہ خداشناس نہوتے ممکن تھا کہ ہم ایک
مشت استخوان انسان درندگان صحرائی کو کٹہرون مین قید کراتے اور پھندون مین پھانس
لیتے بلکہ درندے خداشناس اور راضی بہ رضاء الٰہی ہین جو کچھ پردۂ غیب سے ظہور مین آتا ہی
اسکو خوشی سے منظور کرتے ہین اگر یہ کہو انسان کا سر جانورون کی نظر مین ایک دیو کا سا
معلوم ہوتا ہی اسلیے وہ خوف کھا کر اسکے قابو مین آجاتے ہین یہ کہنا خلاف ہی کیونکہ کوئی
نظر ہو انسانی یا حیوانی ہر ایک چیز کو اُتنا ہی دیکھتی ہی جتنی وہ چیز ہی ہم ہاتھی یا چرند یا
کو پرند کی ہیئت اور جسامت مین نہین دیکھ سکتے یا سواری کا گھوڑا ہم کو ایک ہیبت
ناک دیو نہین دیکھ سکتا اگر دیکھ سکتا تو وہ ہرگز پشت خم نہ کرتا اور نہ چاہتا کہ انسان
سوار ہو بلکہ سایہ سے کوسون بھاگتا اگر یہ کہو کہ دھوکے اور فریب سے صحرائی۔
جانورون کو پکڑ لاتے ہین ورنہ وہ اصلا قابو مین نہ آئین بلکہ چیر پھاڑ کر نوالہ کر جائین یا
روئی کی طرح توم کر رکھ دین یہ بھی درست نہین اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہماری فرانبرداری
مین ہر روز بیل مست نہ رہتا ایک بالشتی کنجک سے چین کر کے کان پکڑی بکری نہو جاتا
یون تو بہت سی دلیلین ہین جو بر سبیل تسلسل کلام طوالت پکڑتی جائنگی بات یہ ہی
کہ خداشناسون کے خیال مین درندون کا انسانی قابو مین آجاتا خاص مشیت ایزدی
سے ہی یعنی ہر جانور اتنی عقل رکھتا ہی کہ خدا کوئی چیز ہی اور اُسنے جانور کو انسان کے قابو
مین آنا چاہا ہی مین اپنے خیال پر زور دیکر اسبات کو کہتا ہون کہ پرندے چرندے درندے
سب خدا کو مانتے ہین اور اُسکے احکام بطیب خاطر بجالاتے ہین اُنکی حرکات سکنات سے
بیشک عیان ہوتا ہی کہ نطق کے سوا تمام جسمانی و روحانی طاقتین مثل انسان رکھتے
ہین اور اُسیکے حکم سے ہمارے حکم بردار ہین کم بینون کی نظر سے کچھ چارہ نہین ورنہ دور اندیش
لوگ اس بیان کو قبول کرینگے کہ کل اشیاے کائنات ایک زبردست حاکم کے حکم بجالانے
مین مستعد کھڑی ہین اور پیدا ہوتے ہی اسکی وحدانیت اور قدرت پر گواہی دیتی ہین سہ

نہالے کز زمین عشق سر برداشت مجنون شد		ہمہ نخل بیابانی نشاند باغبان اینجا

غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ سبزے جو پیش نظر ہین کس رنگ مین ہین اپنی صورت حال سے کیا ظاہر کر رہے ہین یہ درخت جو ستون کی طرح جھوم رہے ہین کس خوشی مین ہین کیون سر سبز ہین کیا کہ رہے ہین صوفیون کو تو طنین مگس پر وجد و حال آتا ہی پتھرون کی خبر نہین ۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ۔۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ۔

اب پتہ لگ گیا ہوگا کہ انسانیت کیا چیز ہی اور کل مخلوقات پر انسان کا کیا رتبہ ہی جو کام ہم کرتے ہین وہی جانور کرین تو درجہ مساوی ہی ہکو وہ کرنا چاہیے جس سے جانور مجبور ہین ہمارے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پانون اسوقت سلوٹی ہین کہ بڑے بڑے کام کرین اور بڑے بڑے پانون والون سے دو قدم آگے رہین صبر و قناعت جو کتون کی جبلی عادت ہی تسلیم و رضا جو بیلون کی فطری خو ہی ۔ فرمانبرداری جو اونٹون ہاتھیون اور بعض درندون کی خلقی خصلت ہی اگر ہم مین نہین تو یقین کرنا چاہیے کہ ہم جانورون سے بھی بدتر جانور ہین انسانی نطق جو موجب شرف انسان ہوا اُسوقت بدنام ہی جب کہ بے نطق والون کے کردار سے ماند ہی اگر نطق پر دار مدار انسانیت ہی تو طوطا اور مینا بھی انسان ہین کیونکہ یہ بھی انسانون کی بولی بولتے ہین انسان کو انسان بننے اور انسان کو سچے وجود مین پہچاننے کے لیے سعدی نے دو شعر خوب کہے ہین ؎

نہ بینی شتر بر حُدائے عرب ۔۔ کہ چونش برقص اندر آرد طرب
شتر را چو شور طرب در سر است ۔۔ اگر آدمی را نباشد خر است

مقدمۂ پانزدہم

مین سب کچھ ہون اور کچھ بھی نہین یہ مسئلہ نہایت ادق ہی جس مسئلہ مین اثبات و نفی دونون ہون وہ تو بیشک بڑے اُلجھاؤ کی بات ہی یہان سب کچھ ہون سے صرف ایک اُسی قوت کی طرف اشارہ ہی جو انسانی ہستی مین بالفعل پائی جاتی ہی اور وہ بہت بڑے بڑے افعال پر قادر ہی اور جسنے مختلف کوششون سے اثبات اپنے دعوی کا کیا ہی بار ہا جو پُر تاثیر اور حیرت انگیز افعال اس قوت نے کیے ہین وہ ہماری نظر کے آگے ہر وقت موجود ہین اور جنمین

ہم دیکھکر تعجب کے دریامین مستغرق ہوجاتے ہین چین والون نے بغرض حفاظت وامن عملداری کے دس ہاتھ اونچی اور سات سو میل لنبی دیوار صرف ۵ برس کے عرصہ مین تیار کی بڑے بڑے اور پہاڑ حایل ہوئے لیکن اُنھین پاٹ لیا اور روئی کی طرح دُھن ڈالا سکندر نے دیوار رویین سمندر مین قایم کی اور مردم خورون کو آزار خلایق سے روکا بہت سے علامات ہین جو اظہار قوت انسانی کرتے ہین عالم محسوسات کو دیکھو یا تواریخ کی ورق گردانی کرو کتنے بڑے شکر کی بات ہی کہ اللہ جل شانہ نے ہمکو ہونہار بنایا اور ہر کام کے لایق کیا ہماری ہستی سے ایک ادنے ثبوت قدرت کبریائی ملتا ہی سچ ہم نمونہ قدرت ربانی ہین اگر ان نعمتون کا شکر نہ ادا کرین تو ہمسے زیادہ کوئی ناسپاس اور ناحق شناس نہین کچھ بھی نہین جب نظر کیجاتی ہی تو ہمارا زہرہ آب ہوا جاتا ہی تمام کام کرکے جب ہمین یہ خیال آتا ہی کہ کچھ بھی نہین تو مانند اُس گوسفند کے حقیقت گذرتی ہی جسے دن بھر خوب کھلاتے اور آرام دیتے ہین لیکن شام ہوتے ہی گرگ خونخوار کے پیش نظر باندھ دیتے ہین تاکہ اُسکا کلیجہ دہل جاوے ہماری بہت بڑی انسانیت اور بہت بڑی قوت ہیچ ہی جب ہم کچھ بھی نہین پر غور کرتے ہین اگرچہ آسمان کو سر پر اُٹھالین لیکن ہر وقت ایک ایسی زنجیر مین جکڑے ہوئے ہین جسکا خیال نہ صرف ہمکو خوف اور افسوس کے گرداب مین ڈالدیتا ہی بلکہ بیابان قوت ایک ایسی مٹھی بھر خاک نظر آتا ہی جسپر قیامت انگیز طوفان باد عنقریب گذرنے والا ہی اور جب ہم طوفان سے اپنے تئین مصئون و مامون نہین رکھ سکتے تو بس ترکی تمام ہی جب ہم بڑھ بڑھکر باتین مارتے ہین تو معًا ہمارا معادی حصۂ عقل ندامت انگیز قہقہہ مارتا ہی اور عبرت خیز سوال کرتا ہی کہ کیون میان تم وہی شجاع ہو جو ہفتہ کے اندر لوگون کو پدار سے ترساؤگے اور ایک کنج تاریک مین تنہائی پسند ہوگئے اور کہتا ہی کہ کیون صاحب ذرا اُنکا پتہ بتایئے جو تم کہکر ہمجنس کو زندہ کرلیتے تھے وہ صاحب کہان ہین جو چشمۂ آب حیوان پر بسیر کرنے گئے تھے اُس ایک سیستانی شجاع کا بھی گھر بتلا دیجئے جو دیو زن کو ایک گھونسے سے چکنا چور کردیتا تھا جب یہ خیال کہ ہین کچھ بھی نہین وسعت پکڑتا ہی تو ہم ایک ایسے صحراے طلسم مین جانکلتے ہین جہان کی ہوا سے ہماری ہستی کے چہرہ کا نقاب زمانہ کی طرح ایکدم مین

پسند جاتا ہی اور ایک وہ پاکیزہ جمال باحسن و خوبی نظر آتا ہی جو ہمکو بڑی عبرت دیتا ہی اور ایک
سچی کیفیت پر مستقر کرتا ہی یہ جمال اگرچہ بنہایت دل پسند ہی لیکن دیکھتے ہی ہمارے بدن پر
تزلزل اور رعشہ طاری کرتا ہی جب آج یہ خیال ہی تو کل دیکھیے کیا نوبت ہو یہ جمال نہین
بلکہ آئینہ حقیقت ہی جسمین ہماری صورت اور بناوٹ سجاوٹ بعینہ نظر آتی ہی جب ہمکو اپنی
بدروئی محسوس ہوتی ہی تو یہ تمام اکڑ بیگی اور بانکپن بھولجاتے ہین کسی زشت منظر نے دعا
کی کہ مین خوبرو ہو جاؤن تاکہ ایک پری چہرہ شہزادی سے شادی کرون چونکہ خواہش بر خلاف
رضاے حق تھی سعہذا وہ پوری ہوئی یہ ہوا کہ اُسے بندر کی صورت بخشی گئی جب وہ عجیب الخلقت
بنگیا تو شہر کے لوگ جوق جوق جمع ہونے لگے اور سب کو طرفہ ماجرا اور نیا تماشہ ہاتھ
آیا آپنے پوچھا بھئی تمھارے اس جماؤ اور قہقہون کی کیا وجہ ہی بین نے تو اللہ تعالے
کی جناب سے حسن یوسفی پایا ہی لوگ ہنسے اور کہا کہ واقعی آپکا حسن قابل نظر ہی آپ یوسف
ثانی ہین اسیلیے خریدارون کی گرم بازاری ہی ذرا آئینہ منگا کر صورت دیکھیے اسپر تو آپ کو
شک ہوا اور پانی کی سطح مین منھ دیکھا معلوم ہوا کہ جسم النسانی ہی اور چہرہ بھونی سے تجربہ ہوئے
اور جھلا اُٹھے کہ اُف اللہ بھی کیا چیز ہی کچھ مانگا کچھ دیا اپنی نالائق خواہش پہ کچھ نادم ہوا
بلکہ جب اصل حقیقت دیکھی تو وہ سب شادی اور شہزادی کی آرزو بھول گیا۔ صرف ایک
پردۂ غفلت ہی ہمارا دشمن ہو رہا ہی ورنہ فوراً قلعی کھل جاے کہ ہم کیا ہین اور کیا ہونگے
اُس بوڑھے جنٹلمین کی طرح جب ہمکو کوئی رہبر یا صاف گو یا معلم یا اتالیق ملجاے جو ایک
مغرور شخص کو ملا تھا اور اُسنے اُسکی ہستی کی تمام گٹھری کھول کر رکھ دی تو یقین ہی کہ بار دگر
اُس مرحلے مین قدم نرکھین جو سیدھا راستہ دائمی مصائب کا ہی اور مجل ہون اپنی ظاہری
بناوٹ پر بیان پر گو لوگ کہینگے کہ سامعہ کو مشتاق رکھا اس معما کو حل نہ کیا کیونکر بوڑھے
جنٹلمین اور مغرور شخص کی روایت ہی لہذا لکھتا ہون کہ ایک شخص اعلے درجہ کا مغرور راستہ
چلا جاتا تھا بانکپن مین فرد نہایت بیدرد۔ کجکلاہ مغرور دم اپنی وضع مین رستم۔ تول تول
کر قدم دھرتا نشیخت پر مرتا۔ دم دم پر اکڑتا بموجب لڑتا۔ ایک پیر فرتوت قریب سے گذرا اُسکا
دامن اُسکے دامن مین لگا جوان متکبر۔ خود بین خود سر تندی سے بولا ابے بڈھے دیکھتا نہین

جانتا نہین مین کون ہون - بزرگ سمر سخن آرا ہوا - ہان نورچشم جانتا ہون تم کون ہو اور واقف ہون کہ تم کیا تھے اور خبر رکھتا ہون کہ کیا سے کیا ہو جاؤگے اسپر تو اُس جوان نے حرارت طبعی کا ایک دونگڑا ہی برسا دیا اور غصہ سے پوچھا کہ بھلا بتلا کیا جانتا ہی بزرگ نے فرمایا مین یہ جانتا ہون کہ تم بھی کرورہا عباد اللہ سے ایک آدمی کے قالب مین ہو اور جانتا ہون کہ تم پہلے ایک ناپاک قطرہ تھے جسکو پیشاب گاہ دوبار نکلنا پڑا اور جانتا ہون کہ تم یا تمھارا وجود انسانی اندرونی نجس اشیا سے ترکیب دیا گیا ہی جنکا نام ہی حیض کا خون - تھوک یا بلغم رطوبت ہر قسم - ہڈی - گوشت اور بہت سی ناپاک چیزین ہین - جسپر تم اتنے چٹکتے ہو اور یہ بھی جانتا ہون کہ ایک روز یہ سب شیخی خاک مین ملجائیگی جب تم مروگے سڑوگے اس مٹی مین کیڑے پڑینگے کتے بھی نہ سونگھینگے کنج تاریک ہوگا اور تم تنہا حسرت و بیکسی ہوگی اور وداع دنیا - اے عزیز جو یہ چند الفاظ مین نے بیان کیے تمھاری سوانح عمری کا خلاصہ ہی جوان طناز سراپا ناز نے یہ الفاظ عبرت زا سنکر متاثر ہوکر عذر کیا -

انسان اس پُرفریب بازیچہ مین ازلی طریقت کو بھولا ہوا ہی اور حقیقی ابدی کو یاد نہین کرتا جب کوئی مرتا ہی تو چند لمحہ کے لیے اُسکی ہستی کا نقشہ آنکھون مین پھر جاتا ہی اور سوچتا ہی کہ مین بھی انھین لوگون مین ہون جو شب تاریک مین بے اعانت غیرے آنکھو بند کیے سیدھے عدم کو چلے جاتے ہین لیکن یہ خیال کچھ بہت دیر نہین ٹھہرتا عواصان گوہر جو کے آپ سر کی طرح آیا گیا البتہ وہ طبیعت جسنے نور معرفت اور انجام ہستی سے قوت پائی ہی یا ادراک حقیقت سے کچھ علاقہ اور استعداد رکھتی ہی ایسے خیال کو ذرا مضبوطی سے پکڑ لی ہی اور تشریح و تحقیق بھی خوب کرلی ہی وہ دیکھتی ہی کہ ابتدا اور انتہا مین کیا فرق ہی - خیر کچھ ہو اسمین شک نہین کہ انسانی ہستی گرداب بلا مین پھنسی ہوئی ہی - وہ اپنی حالت پر جہان تک غور کریگا طرفہ مذاق پائیگا اور ایک نئی کشمکش اور جوابدہی مین اپنے تئین مانوذ دیکھیگا -

زمانہ کوئی شی نہین اور نہ شی کوئی زمانہ بلکہ ہم اپنے آتے جاتے والے نفس مین تینون زمانہ کا تماشا کرتے ہین گو زمانہ ہمکو نہ دیکھتا ہو لیکن دماغ مین قوت ادرک اور دیدون مین نور موفور کا ہونا شرط ہی ایک ہی نفس مین تینو زمانہ کی کیفیت نظر آتی ہی - جب ہم اپنی موٹے

تازے وجود کو فلسفانہ نظر سے جانچین ور تحقیق و تجسس کے ہاتھ سے اُسکی خانہ تلاشی
کرین تو عجیب اسباب ہاتھ لگین اسوقت لغوی طور پر ہکو اپنے وجود انسان نامے کے معنی
ٹھیک انسانیت سمجھ مین آئینگے اور اُسکا عین الیقین درجہ ہوگا کیونکہ جبتک ہم تحقیق
نہین کرسکتے اندھون کی طرح تہیدست بھٹک رہے ہین۔

انسان جب اپنے وضعی لفظ کے معنی خوب سمجھنا چاہتا ہی اور سمجھکر یہ آرزو کرتا ہی کہ اپنی
تئین اسم با مسمے بنائے تو وہ ایک تخم نیب پر بڑی گہری نظر کرتا ہو او بصورت حال سے
مشتبہ ہوکر سوچتا ہی کہ قدرت نے ایک ایسی قوت نامیہ اس دانہ مین رکھی ہی جو دانہ کو مادہ
کا محتاج نہین رکھتی اور ایک ایسی زبردست استعداد سے مملو ہی جو دانہ کو دونیم کرکے نمو کے
ساتھ عالم بالا کو لیجاتی ہی اور مطلق اُسکی پروا نہین کرتی اور خود بلا اعانت غیرے سینۂ
زمین مین خواہ وہ شور ہی کیون ہو رخنہ کرتی چلی جاتی ہے۔

جب یہان تک غور و فکر کی نوبت پہونچتی ہی تو لاجرم انسان ایک ذی نبات سی ترقی کا سبق پہلی سیکھتا
خواہ اُس ترقی کا کسی سبب سے تعلق ہو اِس سے بحث نہین بس مسئلہ انسانیت کی تفسیر ہوچکی۔

مقدمہ شانزدہم

یہ بات بیان کرنا کچھ آسان نہین ہی کہ انسانی نیچر کو مخلوقات گوناگون کے نیچر پر کہان تک
فضیلت ہی اور انسان فی حد ذاتہ کیا شی ہی بلا سفرون نے اِس بحر ناپید اکنار کے غرض طول
اور عمق کی حد تلاش کرنے مین سالہا سال جد و جہد کی لیکن نتیجہ مین وہی کیفیت ہوئی جو عالم
خواب مین ہوتی ہی اُن نادرات عدیم المثال کو جو عالم خواب مین دیکھ چکا ہی ہنگام بیداری
ڈھونڈھتا پھرتا ہی لیکن پتہ نہین ملتا اور اسوقت ایک عجیب حیرت اور سکتہ کا عالم اُسپر
طاری ہو جاتا ہی۔ ہر چند کہ خود انسانی ماہیت محققون کو ایک بڑے الجھاؤ مین ڈالدیتی ہی لیکن زیادہ
ترجیح اِس خیال کا پیش کرتی ہی کہ وہ قادر جس نے گورکھ دھندا بنایا ہی کیسا حکیم اور کیسا دانا ہی۔
انسان بہت کچھ کوشش سے بہت کچھ حاصل کرسکتا ہی بلکہ یون کہو کہ کوئی شی نہین جسپر انسانی
دسترس نہو لیکن وہ اپنے نیچر کی تحقیقات سے اِس طرح عاجز ہی جسطرح پلک نظر افلاک کی اشیار کی حقیقت

دریافت کرنے سے - ہرچند کہ اسلاف نے اِس راہ مین بیشتر قدم رکھا ہی لیکن اُنکی رہ نوردی کامیابی کو انسانی نیچر سے وہی مناسبت ہی جو قیاس کو نادیدہ و ناشنیدہ شی کی جستجو سے -
حکمت کا خاتمہ صرف اسی پر ہی کہ سمند خیال جب اُسے گرم مہمیز کرین بے قابو ہو جانے گو ہر شہسوار مختلف النسل گھوڑون پر سوار ہو کر فنون شہسواری دکھاتا ہی لیکن عمدہ ترین اپنے تھامنے اور تاج سر قائم رکھنے مین ہی -
جب ہم اپنے وجود اور اُسکی حقیقت پر نظر کرتے ہین تو فی الفور ایک ایسا تیز قدم اور خوش رفتار خیال پیدا ہوتا ہی جو دور دراز راہ مین لیجا کر چھوڑ دیتا ہی اور وہان محسوس طور پر ہماری ازلی کیفیت کھل جاتی ہی لیکن ذرا تامل کے بعد پھر کچھ نظر نہین آتا کہ ہم کون ہین اور کہان سے آئے اِن خیالات کی بنیاد صرف ایک انسانی ہستی کی جانچ ہی نہین ہی بلکہ غور کرنے آسمان پر نظر اُٹھانے سے بھی یہ خیال بہت تعلق رکھتا ہی -
ہماری ہستی گو ایک بے نظیر یا ایک ایسی شی ہی جسکی حقیقت سے خود ہم ماہر نہین لیکن اِس ماہیت کے موجد کی قدرت اُس سے کہین زیادہ تر ثابت ہی جسمین ہم کسی وقت خاص مین غلطان و پیچان رہتے ہین - اگرچہ زمانہ حال کے بعض فلاسفرون نے اپنی دُھن مین مذہب و دین کو کوئی شی قرار نہین دیا اور خداے موجودات کے وجود کو نہین مانا لیکن یہ صرف اُنکے خیالات کی طغیانی ہی ورنہ خدا کے عدم کو کائنات کی ہستی سے کیا نسبت بلکہ کائنات ہی قوی دلیل ہستی خدا ہی - اگر یہ لوگ خیالی طوفان کے جوش سے آپکو تھامے رہتے تو ہرگز اپنی جگہ سے ڈگمگا نہ جاتے - قوی نیچر انسان تو وہی ہی جو وقت ہیبت اور غلیان شدت اپنے آپ کو قابو مین رکھے خدا کا عدم اُسوقت بیشک تسلیم ہو سکتا ہی جبکہ ہم یا ہماری اسباب تمامہ معدوم ہو جائین اور تمام زمین و آسمان کے طبقون مین خلا ہی خلا نظر آئے -
فلاسفہ کی اصل راہ کو بھول کر جن لوگون نے ایک نئی وحشت ناک راہ مین قدم رکھا ہے اور قدم رکھتے ہی یہ کہنا شروع کیا کہ کل وجود اشیا اور زندگی چکنی مٹی سے ہی زمانہ مین خود بخود پیدا ہو گئے تھے بعد اُسکے اُسی مٹی سے جاندار چیزون کی سادی شکلین از خود نمایان ہو گئین اور پھر کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اُنھین سادی اشکال اور نمونون سے اور زیادہ پیچیدہ اور

دقیق تشکلیں پیدا ہونے لگیں اور اشیا اُکے منجانے کا سبب یہ بیان کرتے ہین کہ موسم کے تغیرات اور آب وہوا کی تاثیرات وغیرہ سے ہر ایک شے اپنی زندگی کے دورے کو تمام کرتی ہی۔ وکہتی ہین کہ دنیا کی کل مخلوقات نہ تو کسی خدائی منشا اور غرض سے ہی اور نہ اس خلقت کا کوئی مالک اور خدا ہی جسنے اپنے دست قدرت سے موالید ثلثہ کو پیدا کیا ہو۔

ایسے لوگ انسانی نیچر کی عمدگی و فضیلت کا لائق ثبوت اس سے زیادہ نہین پا سکتے کہ انکا نیچر ایسی ہمتی قدرت اور بلند توجہ سے بنایا گیا ہی جو بلند پروازی مین اپنے آپکو نہین دیکھ سکتا۔ انھون نے جب اس حیرتکدہ عالم مین قدم رکھا تو انپر ایک حالت طاری ہوئی جسکی مشابہت حیرت اور سکتہ سے ہی وہ آنکھ کھول کر چارون طرف دیکھنے لگے کہ یہ کیا کیا شیا ہین اور اس مقام کا نام کیا ہی۔ ہمکو کہان سے کہان کون لایا اور اب کیا کرنا چاہیے۔

وہ ابتدا مین بہرے تھے کوئی کچھ کہے مگر کچھ نہین سنتے۔ وہ ابتدا مین گونگے تھے صرف اشارہ نبا مین اپنا مافی الضمیر سمجھاتے تھے جسکو دنیا کے لوگ کبھی سمجھتے اور کبھی نہین سمجھتے تھے وہ ابتدا مین چوپایون کی طرح محدود جگہ مین دو چار قدم چل پھر سکتے تھے اور ہاتھون سے پانون کا کام لیتے تھے۔ وہ ابتدا مین اپنا بھی تمیز نہ رکھتے تھے کہ پھول اور انگارے مین کیا تفاوت ہی رسی اور سانپ مین کیا فرق ہی۔ اور وہ ستر عورت کی خوبیون سے بھی آگاہ نہ تھے۔ لیکن جیسا جیسا دن چڑھتا گیا اور آفتاب بلندی پر پہونچا انکے حواس ظاہری و باطنی مین قوت آئی اور اب اس لائق ہوئے کہ انسانی نطق مین اپنا مطلب بیان کرین ماں سے کہنے لگے آماں بھوک لگی ہی باپ سے گویا ہوئے دو پیسہ کی جلیبی منگا دو بعد اسکے اُنکی تعلیم کا زمانہ شروع ہوا پڑھنے لگے شروع کرتا ہون مین اوپر نام اللہ کے وہ کیسا ہی رحمن اور رحیم رفتہ رفتہ تعلیم سے نیک و بد کے تمیز کی قابلیت حاصل ہوئی اور اُنکے خیالات پر لوگون کو توجہ ہونے لگی۔ غرضکہ وحشت سے نکل کر رفتہ رفتہ انسانیت مین آئے۔ اگرچہ ابتدا اُنکی پیدایش کی وحشت و حیوانیت سے ہوئی مگر زمانہ کے گذرنے پر اُنکا وجود باقیمت اور اُنکا خیال قابل قدر ہو گیا جس سے اُنکو انسانیت کا تمغہ ملا۔

اہل فلسفہ کا وجود کچھ اسی زمانہ مین نہین بلکہ قدیم زمانہ سے پایا جاتا ہی کیونکہ علم کے

واسطے عالم کا ہونا ضرور ہی اور انسانی ماہیت پر جس سے قدرت آلہی کا بالکل تعلق ہی ہر زمانہ مین علماء و عقلاء نے چشم تحقیق کھولی ہی لیکن زمانہ حال اور زمانہ قدیم مین صرف اتنا انقلاب یا اختلاف عارض ہوا کہ زمانہ گذشتہ کے فلاسفر وجدانی حالت مین خودی سے نہ گذر جاتی تھے اور یہ لوگ بیخود اور بدمست ہو جاتے ہین ہر چند کہ کل حالتون کا انجام ایک ہی لیکن بندش خیالات مین بالضرور تضاد ہی اُن لوگون نے واجب تعالے کے دلائل ہستی کی ترتیب مین کوشش کی اور اُنھون نے صرف اُسکے عدم کو ثابت کرنا چاہا اوقات غور و فکر اور طریق تامل دونون کے یکسان ہین مخالفت صرف نتیجہ مین ہی - اِن عارضی اسباب کی قوی وجہ یہی ہی کہ جن ظرفون مین خیالات کی گنجایش ہو یکسان نہین ہین یعنی چھوٹے بڑے ہین ہر ایک ظرف سے وہ شی بالآخر ریختہ ہوتی ہی جو ظرف مین ٹھونس ٹھونس کر بھری گئی ہو -

مولوی عبد الرحمن جامی کے فلسفہ اور عقائد کا ایک عالم گواہ ہی اُنھون نے بھی وہی خیالات ظاہر کیے ہین جو ہر شی کے نیچر سے شرح ہین یہان پر اُنکے عقائد سے چند اشعار نقل کرون تو شاید میرے بیان کے ثبوت کو کافی ہون -

ابیات مولوی جامیؒ

ز ہر ذرہ بدو روئی دگر راہے ست — بر اثبات وجود او گواہے ست
بود نقش ہر ہوشمندے — کہ باشد نقشہا را نقشبندے
بہ نیمے گر ہزاران نقش پیداست — نیاید بے قلمزن یک الف راست
درین ویرانہ نتوان یافت خشتے — برون از قالب نیکو سرشتے
بہ خشت از کلک انگشتان نوشتست — کہ آن را دست دانائی سرشتست
ز لوح خشت چون این حرف خوانی — ز حال خشت زن غافل نمانی

مین بیشک اُس راہ مین اپنے باپ کی تقلید کرونگا جس راہ مین اُسنے اپنے باپ کی تقلید کی ہو اور اسطرح سلسلہ تقلید کا جناب مورث اعلی تک پہونچا مین بالاعلان کہتا ہون کہ مین قیانوسی عقائد کا مقلد اور قدیم شریعت کا پابند ہون اسلیے اپنی قدیم عادت اور خاندانی رسم کو کسی جدید رواج اور خیال سے اسوقت تک نہین بدلتا جب تک اِس سوال کا جواب نملے کہ بے طلوع

خورشید عالم سفلی کیونکر روشن ہو سکتا ہی اور بے تغیر کیسے کیونکر کوئی شی ہو اور بالیدگی پا سکتی ہی اور پھر موسم و ہوا کی تاثیر خاصیت مین کیونکر یہ تغیر ہوتا ہی کہ ایک وقت مین کسی شی کو موجود کرے اور ایک وقت کین معدوم میرے خیال مین جو شی محرک اجزا ہی خدا ہی موسم و ہوا کے مزاج مین جو شی تغیر انداز ہی خدا ہی - آفتاب کو روشن کرنیوالا جو شخص ہی خدا ہی کوئی شی حالت محسوس مین معدوم نہین کہی جا سکتی حالانکہ وہ شی جو معدوم قیاس کی گئی ہی بالفعل ہر شی مین موجود ہی اور اسلیے ہر شی وہی شی ہی

ہر چند کہ بقول بعض فی الاصل مذہب و دین کوئی شی ہو بلکہ انسانی نیچرل آزادی کا قاطع ہی لیکن خیال یہ ہی کہ جسطرح نیچر کے کل اسباب ایک سلیقہ پر پائے جاتے ہین ضرور ہی کہ انسان کو زندگی بسر کرنے کے لیے چند قاعدے اور ضابطے درکار ہون کیونکہ ہر انسان جو کسی زمانہ مین بالکل وحشیانہ ہستی رکھتا ہی اور یہ ہستی بچپن کا زمانہ ہی اپنے علم و عقل مین ایسا لائق نہین ہی کہ بے رہبر منزل پر پہنچے اور نہ ایسا کوئی انسان ہی کہ گذشتہ اکابر کی فضیلت مین حصہ دار ہو پس اُس طریقہ کو جو ہماری زندگی کے لیے آلۂ فضیلت ہی بیشک اختیار کر سکتے ہین -

قدرت نے تمام اشیا ایک قاعدہ و سلیقہ پر پیدا کی ہین اور جو بے سلیقہ ہین اُنکی کاٹ چھانٹ انسان کے ہاتھ مین دی ہی اگر مذہب کوئی شی ہوتا تو ہندو ہرگز نہ کہتے کہ کنھیا ایک بڑا قادر اوتار تھا جسنے گوال کے ہان پیدا ہو کر قدرت کے بہت سے تماشے دکھائے یا رام اوتار ایک ایسا جامع صفات الوہیت اوتار ہوا جسنے دنیا کے گنہگارون اور ظالمون کے پنجہ سے بہت سے بندون کو نجات دی اور ان دونون اوتارون کا وجود انسان سے مشابہ تھا اور نہ مسلمان معتقد اِس بات کے ہوتے کہ خدا ایک ایسی جگہ ہی جہان کوئی شی نہین اور نہ کوئی ایسی شی ہی جسمین خدا نہین اور خدا باوجود ہی یا بے وجود یعنی اُسکی حقیقت پر پورا پورا ادراک نہین اور نہ یہ معلوم کہ فی نفسہ خدا کیا شی ہی نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی اِس عقیدے کے قائل ہین کہ صحیح صحیح بھید خدا کا اجتک کسی معلوم ہوا لیکن مذہب ایک ضروری زینہ عبادت و معرفت کا ہی اہل ہند اگر یہ اقرار نہ دیتے کہ کنھیا کے سر پر مکٹ تھا اور رنگ سانولا اور شنکھ چکر گدا پدم یہ چار ہتھیار اُنکے ہاتھ مین تھے اور چند اُنھین صفات سے رامچندر موصوف تھے تو کس صورت کے وصیان پر فرائض عبادت ادا کرتے اور کس شی کا نام لیتے جو اُنکے عقائد مین

خالق خیال کیا جاتا ہی حالی مسلمانون کے مذہب سے اُنکے عقائد کا ہر شخص عالم تصور مین ایک
ایسی شی موجود قرار دیتا ہی جو اُسکے عقائد مین قوی و نا متغیر ہو اور پھر اُس سے ہر قسم کی التجا اور آرزو
کرتا ہی ایسے سچے خیال کا سلسلہ صرف ہمارا ایک مذہب ہی نہ کسی جہت سے ہم اپنے ڈانوا ڈول
خیال کو ایک جگہ قائم کر سکتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ ہر چند اہل اسلام خدا کو بے وجود
قرار دیتے ہین لیکن ضرور ہی کہ جب وہ خدا کا نام لیتے ہین یا اُسکے حضور کسی قسم کی التجا پیش کرتے
ہین تو اُسکی صورت قائم کر لیتے ہون کیونکہ بغیر صورت قائم کیے ہوئے انسانی خیال ہرگز قرار
نہین پکڑتا جیسے ہم خدا کی درگاہ کا نام لیتے ہین تو یقین اسبات پر جم جاتا ہی کہ آسمان پر کوئی مکان
محرابدار مسجد نما جسکا بڑا وسیع کمرہ درگاہ کہلاتا ہی اور وہین کہین خدا رہتا ہی جسکے پاس تک
کوئی نہین پہونچ سکتا اور شاید خدا ایک پیر ضعیف کی صورت مین ہی اُسکی ریش و ابرو
سفید ہی لیکن صاحب قوت ہی کیونکہ خدا کے نام سے پایا جاتا ہی کہ وہ طفل یا جوان نہین ہی
بلکہ ایک بوڑھا شخص ہی جو اپنے بندون پر ہمیشہ کی عادت سے فوراً رحم لاتا ہی۔
ہر چند کہ مذکورہ بالا خیال صرف میرا خیال ہر اسے خیال ہی لیکن میرا یہ کہنا تو بے تحاشا ہی
کہ ہر شخص ذکر اور پرستش کے وقت اپنے معبود کی ہیئت قائم کر لیتا ہی خواہ مجھ یون کوئی نہ
مانے اگر کسی مذہب خاص پر ہمارا عقیدہ قائم نہین ہی تو لاریب ہم اپنا کوئی معبود قرار نہین
دے سکتے اور نہ کوئی خالق مان سکتے ہین وہ عقیدہ خوب ہی جیسے ایک شی کو کسی خاص صفت
سے منسوب کیا نہ کہ وہ عقیدہ جو اُسی صفت مین چند اشیا کو حصہ دار سمجھا اور ان دونون
عقیدون مین قوت و ضعف کا ایک امتیازی تفاوت ہی مثلاً یہ کہنا کہ خالق کل اشیار کا خدا
خدا نہین ہی بلکہ فی حد ذاتہ خدا کوئی شی نہین خالق تمام مخلوقات کا نیچر ہی اور وجود نیچر کے
اعضا ہوا پانی - زمین - زمان - موسم - وقت اور بہت سی شئین ہین جب ان اشیار کا خواص
باہم امتزاج قبول کرتا ہی تو اس امتزاج مجموعی شکل کو نیچر کہتے ہین اور نیچر بالترتیب تمام اشیا کو
جہانتک ہماری نظر مین آتی ہین پیدا کرتا ہی اب ان دونون عقیدون پر غور کیجیے کون
کون قوی ہی کون ضعیف کون پایدار ہی کون سریع الزوال کون طویل ہی کون مختصر کون
موزون ہی کون ناموزون - اس نیچر کی طاقت سے در گذر کر میری رائے مین یہی مان لینا

کہین اچھا ہی کہ خدا کوئی شی ہی جو اہل نظر کی نظر مین سب جگہ موجود اور معتقدان صورت کے واسطے کائنات کی ہستی سے ثابت۔

مقدمہ ہفتد ہم

یہ مسئلہ کہ ایک سچے انسان کی کیا تعریف اور کیا کام ہی جیسا کہ ادق و پیچیدہ ہی ویسا ہی سہل اور آسان تر ہی پیچیدگی اسمین یہ ہی کہ انسان کو زندگی کے دنون مین تمام غور و فکر اسی تحقیق اور جستجو مین مصروف رکھنا پڑتی ہی کہ کون سے مختلف علامات ہین جو جمعیت واحد سوسایٹی کے خیالات پر ایک فرد خاص کی رفعت و فروغ کا اثر ڈالین۔ اور آسان اس معنی سے کہ تمام اپنے کام مانند نور آفتاب کے روشن تر ہین ضرورت دریافت و جستجو نہین۔

انسان کے تمام فعل خواہ اچھے ہون یا بُرے لاجرم ایک اثر خاص پیدا کرتے ہین ہر شخص اپنی بھلائی اور بُرائی سے دُنیا کی بھلائی اور برائی کے سلسلے کو گھٹاتا بڑھاتا ہی کیونکہ جسطرح ہوائے محیط کل دنیا کو گھیرے ہوی ہی یا یون کہو کہ یہ ہوائی سمندر ہی جسکے بیچ مین دنیا معلق ہی اور اسی اعتبار پر حکما کے نزدیک خلا محال ہی اسیطرح ساری کائنات گویا ایک سلسلے مین مربوط ہی سلسلے کی جس شی کو حرکت پہونچیگی بالضرور تمام چیزون پر خفیف یا ثقیل اثر مترتب ہوگا ہمارے بزرگون کے اقوال و افعال کا اثر جس طرح کہ ہم پر پڑا خواہ وہ زمانی ہو یا تحریری اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آنے والی نسلون پر پڑیگا خواہ اچھے ہون یا بُرے پس بزرگون کے قدم پر ہمکو قدم رکھنا چاہیے یعنی جس طرح اُنھون نے ہمارے واسطے مختلف اسباب شائستگی مرتب و مکمل چھوڑے اسیطرح ہمین بھی اپنی اولاد کیواسطے بھلائیون کا کارنامہ آراستہ چھوڑنا چاہیے۔

انسانی مخلوق کچھ آناً فاناً ترقی نہین پکڑتی بلکہ مانند ایک پودہ کے سالہا سال کی آبیاریون سے نشو و نما اور بالیدگی پاکر شگفتگی و بارآوری پر آتی ہی تو بادہ کو اسی امید سے سینچتے ہین کہ کسی زمانے مین اُس سے میوہ پینگے یا خوشرنگ پھولون سے دماغ کو معطر کرینگے یا صرف باغ کی زینت و زیبائش مین ترقی ہوگی یا کسی مرض کا علاج ہوگا یا کوئی اور کام نکلیگا معصوم بچون کو بھی اسی امید سے پالتے ہین کہ والدین کو ضعیفی مین راحت پہونچائینگے خاندان کی عزت کو شہرت سے

ترقی دینگے دنیا مین خود نیکنام ہونگے اور پالنے ولون کو نیکنام کرینگے نتیجہ یہ ہی کہ آیندہ راحت وعزت کی امید پر بالفعل طرح طرح کی سختیان گوارا کرنا پڑتی ہین اور حسب ضرورت ایک ممنوع کام بھی کرنا پڑتا ہی لیکن جب ان کوششون مین برائی پیدا ہوگی تو بالضرور انکا نتیجہ بھی تلخ ہوگا ایک معمولی سی نظیر یہ ہی کہ جو والدین اپنے پیارے بچون کو اوستاد کی تنبیہ وتادیب سے کنارہ رکھتے ہین اور تعلیم وتلقین کی سختیون کو بجائے ناز ونعم سے متبدل کرتے ہین وہ گویا ایک ایسے درخت کی آبیاری کرتے ہین جو فصل پر بجائے ثمر شیرین زہریلے پھل لائیگا یا اسمین جگر خراش کانٹے پیدا ہونگے اس طرح کی بہت سی کوششین ہین جنکا نتیجہ خوفناک اور مضر ہی بیشک ان لوگون کے احساس کُند ہین اور انکی قوت ممیزہ بالکل مسلوب ہوگئی جو حالت مذکورہ بالا مین ماخوذ ہین جن لوگون کی نگاہین بلند ہین اور انکو انسانی ادراک خوب حاصل ہی وہ ایک کام کو اسوقت شروع کرتے ہین جبکہ اسکے انجام کو نظر غائر سے جانچ لیتے ہین ع سمجھ لیتے ہین بیوپاری تمتع سے ضرر پہلے:-

جو قوت اللہ نے انسان کو بخشی ہی اور جو بصارت محسوس طور پر دی ہی اگر انسان اسکو فعلیت کے درجے پر نہین پہونچاتا تو وہ ایک ایسا شخص ہی جسکو بے استحقاق کوئی دولت دیگئی ہی حال آنکہ قدرت کا منشا کچھ اور تھا مگر یہان عمل کچھ اور ہوا آنکھین ہین مگر سوجھتا نہین عقل ہی مگر بوجھتا نہین ایسا انسان فی الحقیقت انسان نہین ہی بلکہ ایک حیوان مطلق قالب انسان مین ہی اگر انسان اس قسم کے مضامین پر غور کرے تو اسے معلوم ہوجائے کہ وہ کن باتون سے ان کہلایا اور خاص کام اُسکا کیا ہی۔ انسان وہی جو اچھے کامون مین عمر صرف کرے اور انھین کو اپنی روح کی غذا سمجھے کیونکہ برے کامون کا ہمیشہ برا ہی نتیجہ ہی۔

جو لوگ اچھے انسانون مین گنے جاتے ہین وہ ہمیشہ اپنی نیکنامی برقرار رکھنے اور حفظ آبرو مین کوشش کرینگے سوا اسکے کسی شغل کو بہتر نہین جانتے کیونکہ انکے دل مین ایسی حوصلہ دلانے والی اور جگر خراش فکر موجود ہی جو قدرتی طور پر اُنکی عیش وآرام کو کبھی پسند نہین کرتی اچھے برے نہین کرتی اچھے برے انسانون مین صرف اتنا ہی فرق ہی جتنا کہ گلدستہ کے چند اُن پھولون مین جو بعض خوشبودار ہون اور بعض صرف خوشرنگ لیکن بے خوشبو۔

اچھے انسانون کی اچھائی صرف انکے اقوال افعال ہی سے نہین ٹپکتی بلکہ اُنکے قدم قدم سے

بھلائیون کا نشان ملتا ہی وہ جا ہے جتنا اپنے تئین چھپائین لیکن مشک و عشق کی طرح
ہرگز چھپ نہین سکتے وہ چاہتے ہین کہ عالم شہود مین اپنے تئین نہایت ذلیل اور حقیر
رکھین لیکن قوم کی نظر اُس حقارت اور ذلت صوری کو بشکل وقعت و عزت دیکھتی ہی۔

جب انسان اپنے آپکو بڑی گہری نظر سے نہین دیکھتا اور اپنے خیالات کا تصفیہ نہین
کرتا تو نہایت پیچیدہ بھرم جال مین پڑا رہتا ہی ظاہری آنکھین صرف اتنا دیکھ سکتی ہین کہ زید
و عمرو ایک وجود ہین جسمین دو کان ہین دو چشم ہین دو ہاتھ۔ دو پانون ایک ناک ایک سر وغیرہ
علی ہذا لیکن جب عقل کو زور دیا جاتا ہی کہ زید و عمرو کی ہستی سے منشاے قدرت ربانی کیا ہی
اور اُس خاکی پتلے کو کہان تک مستعد بنایا ہی تو صاف کھل جاتا ہی کہ اُنکی ہستی ایک بڑی
قیمتی ہستی ہی جسکو بقراط او سقراط ایسے حکماے نے بھی جانچ نہ پایا اور بیشک وہ اُس قوت
اور لیاقت کا مخزن بنایا گیا ہی کہ انسانی توانائی کی حد تک جو چاہتا ہی کر سکتا ہی۔

مقدمہ ہشت دہم

ہر چند کہ از روی علم تحقیق نیک و بد انسانون کے قواے دروی کی ساخت مین تفریق
ہو لیکن ظاہری آنکھون مین تو ہر قسم کے انسان یکسان نظر آتے ہین اور صورت حال سے
یہ تمیز ہوتا کہ انمین کیا فرق ہی۔

اچھے بُرے انسانون کا تمیز صرف اُنکے افعال اور خیالات سے ہوتا ہی۔ انسانی مجلس مین
اچھے بُرے سبھی قسم کے انسان ہوتے ہین اور بلحاظ اُنکی قدرت اور قوت کے جو اُنکو دنیا
کے اسباب پر اختیاری طور پر حاصل ہی وہ تین قسم پر تقسیم کیے گئے اعلی اوسط ادنی۔
اِن ہر سہ قسم کے انسانون مین اچھے بُرے انسان ہوتے ہین۔

اچھے بُرے انسان ایک ہی سا رنگ روپ اور اعضا رکھتے ہین لیکن ان دونون مین
فرق باریک ہی اچھے انسانون کے خیالات اُس مخرج سے نکلتے ہین جو اُنکی دائمی سعادت و
رشادات کا چشمہ ہی اور بُرے آدمیون کے افعال و خیالات کا وہ مخرج ہی جو اِس فانی زندگانی
کو دائمی بدبختی و شقاوت مین اسیر کرتا ہی گو کہ دونون کے افعالی قواے ایک ہین لیکن خواہش

اور فہم وارادہ مین بالکل بُعد ہی۔ اچھے آدمیون کی نظر بدلی کی طرح گل و خار پر یکسان پڑتی ہی اور وہ مانتے ہین کہ زندگی کا قیمتی زمانہ ہر کسی کے لیے عزت و قدر کا یکسان استحقاق رکھتا ہی اور جس طرح کہ دریا مین موتی پیدا ہوتے ہین سیپی اور گھونگھے بھی پیدا ہوتے ہین وہ یہ بھی سمجھتے ہین کہ نیچر مین انسان کا یکسان مرتبہ ہی خواہ ایک گورا ہو دوسرا کالا۔

استحقاق مین کمی پیدا کرنے والی کوئی شی ہی وہ صرف ناپسندیدہ افعال اور مذموم خیالات کی زنگ ہی اس قسم کے خیالات والے انسان انسانیت کے زینہ پر جلد پہونچ جاتے ہین اور عنقریب ایک بڑا درجہ حاصل کر لیتے ہین اُنکے لیے ہر وقت دماغی و اخلاقی کے اسباب پیش نظر رہتے ہین اور برکتین کہتی ہین نعمتین پکارتی ہین کہ انسانی دسترس کا ہاتھ کہان ہی بڑھے ہمکو لے وہ ہاتھ بڑھاتے ہین اور اُنکو لے لیتے ہین۔

اچھا انسان ہر وقت صرف یہ سوچتا ہی کہ گو قدرت نے کسی مصلحت سے مجھے دستار نہین بخشی لیکن دو پیسہ والی کلاہ کو دونون ہاتھون تھامنا چاہیے مبادا سموم کے تھپیڑے سے سر برہنہ ہو جائے وہ خیال کرتا ہی کہ انسان کی اقبالمندی و ناموری مالداری مین نہین ہی بلکہ بزرگی اسمین ہی کہ جو کچھ قدرت نے دیا ہی اُسے دانائی اور دوراندیشی کے ساتھ صرف کرے اور کامل احتیاط اِس امر کی رکھے کہ دولتمندون کے حضور دامن سوال نہ پھیلانا پڑے۔ وہ دولت اور نعمت کی افزایش کو خیال سمجھتا ہی اور فقر و فاقہ اور صبر و قناعت کو داد الٰہی اور فضل نامتناہی جانتا ہی۔ وہ دنیا کی مختلف دولتون کو ایک دھوکا دینے والی شی خیال کرتا ہی اور نیکی و نیک اندیشی کو سچی خوشی اور خوش نصیبی جانتا ہی جانتا ہی۔ ظاہری دولت کی قدر و قیمت نہین کرتا مگر انجام اندیش خیال کی مدد سے نیکو شعاری و نیک افعال کو دوست رکھتا ہی۔

اچھا انسان ہر وقت یہی سوچتا ہی کہ گو غرور اور خود پسندی کے خیالات خوش آیند ہین اور دل کو بھلے معلوم ہوتے ہین لیکن چونکہ ابنائے جنس اس قسم کے خیالات سے گریز اور نفرت کرتے ہین اور بچشم حقارت اہل خیالات کو دیکھتے ہین اسلیے انکسار اور فروتنی کا مسلک عمدہ ہی کہ ہر شخص خواہ وہ دوست ہو یا دشمن پیار اور محبت کرتا ہی اور یہ کلیہ ہی

کہ اہل انکسار کا کوئی شخص دشمن اور بدخواہ نہین ہوتا وہ بخوبی جانتا ہی کہ وقت اور قوی کو صیح طور پر انکے محل اور موقع پر استعمال کرنا چاہیے تاکہ حکمت اور عدالت مین فرق نہ آئے اور جو طریقہ کہ حکمار نے انسانون کے لیے بتلایا ہی اس سے متفاوت نہو۔ خواہ دولتمند ہو یا غریب یا کوئی اوسط درجہ کا آدمی ہو اگر اُسمین اچھاپن موجود ہی اور اگر وہ حکیمانہ خیالات رکھتا ہی اور اگر وہ پورا پورا انسان ہی تو لامحالا اپنے وقت کی قدر کریگا اور اپنے فرائض یا لوازم یا خدمات مستعدی سے انجام دیگا اور کسی دوسرے وقت اور دوسرے کی مدد کا منتظر نہ رہیگا وہ باوجود جسمانی ناتوانی کے ایسا بردل اور عالی ہمت ہوتا ہی کہ مصائب کے ٹالنے مین نیچر کے تحمل کی اذیتون کو کچھ بھی خیال نہین کرتا اور خوشدلی سے خندہ دہن اور شگفتہ جبین رہتا ہی۔ وہ اپنی حالت کی درستی کو اگرچہ ایک ضروری امر خیال کرتا ہی لیکن استقلال کی وجہ سے ابتری و تنگدستی کو خیال مین نہین لاتا اور نادرستی حالت کو بمنزلہ درستی کے سمجھتا ہی کیونکہ جہان تک ممکن تھا کوشش و تدبیر پر قوت آزمائی کر چکا۔

ہرچند کہ اُسکو بود و باش کے لیے کوٹھی اور محل میسر نہین آتا لیکن وہ سیدا مانی جھونپڑی ہی کو ایسی عمدگی سے خوش وضع بنا لیتا ہی جسمین اُسکی بالغانہ نظر سے تمامتر وہ اسباب مہیا ہوتے ہین جو ایک عالیشان محل اور کوٹھی کے احاطہ مین ہونا چاہیے یعنی صفا۔ ہوا۔ روشنی۔ نفاست۔ اور فضا۔ گو کہ وہ اپنی ناداری و مفلسی کی وجہ سے اپنے تئین ملواسو ہن کے مزے اور قورمہ و سلیجن پلاؤ کی چاٹ سے محروم پاتا ہی لیکن حقیقت مین وہ باسی سوکھے ٹکڑون کو نمک کی ڈلی لیکر نڑاکے سے چکھتا ہی اور وہی مزا پاتا ہی جو ملواسو ہن اور قورمہ پلاؤ مین تھا اور حکیمانہ طرز سے عوام کو بھی یقین دلاتا ہی کہ اُسنے امیرانہ غذا نوش کی ہی اور جب وہ تمام تر امیرانہ اور غریبانہ حالات پر ریویو (نظر ثانی) کرتا ہی تو اپنی تندرستی کی لذتون کو تمام خوش ذائقہ اشیاء سے بہتر سمجھتا ہی اور بمقابلہ حالت اُن امیرون کے جو دائم المرض ہین اپنی بہتر حالت صحت کو غنیمت جان کر شکر الٰہی بجا لاتا ہی اور کہتا ہی ؎

نعمت او بیشتر از شکر ماست		شکر ہم از نعمت ہاے خداست

وہ نفیس اور ملائم پوشاک نہین پاتا لیکن موٹے جھوٹے کپڑے کو قطع بریدہ چست اور شوبہ درست سے ایسا پاک و صاف اور خوش وضع رکھتا ہی کہ اُسکے خیال مین زربفت

وبانئہ کچھ بھی نسبت نہین رکھتا - وہ اپنی کوڑیون کو درہم اور دینار سے نہ صرف نسبت دیتاہی بلکہ انکو اُنسے عمدہ سمجھتاہی - وہ متکبرانہ امیری اور عاجزانہ فقیری کے درمیان سے ایک ایسی حالت کو چن لیتاہی - جو ہرکیف قابل انتخاب ہی اور اگر اُسکا خیال بلند بینی پر نہین ہی تولامحالہ سال خوردہ گودڑی کو لحاف کے رتبہ پر پاکر خود بخود غنغناتا ہی ؎

گاہے خودرا براوج چون مہ دیدی گشتی دلشاد | گہ چون یوسف فتادہ درچہ دیدی کردی فریاد
بیدار زندرت چنانکہ بیخواہندت افسوس کن | کار تو بجز نیست صدرہ دیدی میباش آزاد

وہ سقف نہین رکھتا اور اُسکے پاس محل اور باغچہ نہین لیکن اپنے خس پوش سراکو اپنے ہاتھ کے نصب کے ہوئے درختون کی تروتازگی اور آبیاری سے اُمرا کے نظر باغ اور خوش فضا گلزارون سے بدرجہا بہتر اور تفریح زار رکھتاہی جو لطف اِسکو اپنے ہاتھ کے رکھے ہوئے پودھون اور سینچی ہوئی کیاریون سے حاصل ہوتاہی بادشاہ کو اپنے فرحت بخش باغچہ اور رضوان کو فردوس سے نصیب نہین ہوتا - گو وہ گرمی مین خس کی ٹٹیون اور پنکھا قلی کے رکھنے کی استطاعت نہین رکھتا لیکن جوانمردی سے ٹھنڈی سانسون کو آرام اور آسودگی کا سبب سمجھتاہی - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوش گوار سایہ سے جو اسکو گھر کے درختون مین نصیب ہوتاہی جنٹلمینون کی خس کی ٹٹیون سے سوا مفید اور راحت افزا خیال کرتاہی کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہی جو چیز بدشواری ومصیبت نصیب ہوتی آسانی کے ساتھ ملنے والی شے سے کہین زیادہ پیاری اور دلنشین معلوم ہوتی ہی -

تعلیم وتربیت کا اثر اُسکے دل پر اور اُسکا ازلی شوق اُسکی طبیعت مین ایسا تربت وجاگزین ہوتاہی جیساکہ بہتر حالت والون کا عیش وآرام بھی بہمہ صفت موصوف نہوگا اور وہ اپنے قدم کو سلامت روی وانکسار کے میدان مین ایسا تول تول کر رکھتاہے جیساکہ وہ بہتر سمجھتاہی -

ہرچند کہ سچے اور پکے انسانون کا وجود انسانی سوسائٹی مین کچھ کم نہین ہی لیکن افسوس صرف اتنا ہی کہ حیوانون یا حیوان سیرتون سے زیادہ نہین ہی - یہ بات کہ ہر شخص اپنے تئین کیونکر عروج انسانیت اور اوج شرافت پر پہونچائے بدون اعلیٰ تعلیم کے اعلیٰ

صحبت کے ہرگز ممکن نہین - فرد کی خرابی چندان مضر نہین ہی جیسی کہ سوسائٹی کی -

مقدمہ نوزدہم

انسان کی بیرونی حالت

بنتا اگر مین ظرف نکلتا ہی کوئی کام
انسان بنلکے کیون مری مٹی خراب کی

ہم اگر بڑے باپ کے بیٹے ہوئے دولت و مال اور سامان کروفر امیرانہ پایا لیکن کس کام کا جس ذریعہ سے ہمارے باپ نے یہ اسباب امارت پایا تھا وہ ہمارے ہاتھ نہین - اور یہ سچ ہی کہ پرائی دولت پر مزے اڑانا اور فیاض بننا کسی دلاور شجاع انسان کا کام نہین جو لوگ صاحب عقل باہمت اور اہل حیا ہین وہ دوسرون کے مال و دولت پر سرداری اور امیری کی ناموری کو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ خاص قوت بازو سے پیدا کیے ہوئے سوکھے ٹکڑون کو قارون کے مفت مال و خزانہ اور حاتم کے شہد و شکر سے افضل سمجھتے ہین لیکن بے شرم اور کمزور انسانون کو صرف مزہ اوڑانے اور تجمل امارت سے غرض ہی اس سے کچھ غرض نہین کہ یہ زر یہ گنج یہ ثروت غیرون کی پیدا کی ہوئی ہی یا چوری کی ہی یا لوٹ کی ہی -

اگر انسان اپنی حالتون کو دنیا کی حالتون کے ساتھ مطابق کرے تو معلوم ہو کہ ان تمام ظاہری نمایشون اور مصنوعی بناوٹون کی مکروہات اور خرابیون سے زیادہ ہرگز وقعت نہین لیکن یہ افسوس کا مقام ہی کہ انسان کو غور کرنے کا موقع حاصل نہین ہی وہ اپنی سرداری کے کاروبار سے فرصت نہین پاتا غور کون کرے ادنے درجہ کے لوگون کو فکر معاش سے نجات نہین وہ کیونکر غور کر سکین - صاحبان دولت اور خداوندان نعمت کا یہ حال ہی کہ بگھی پر سوار دوڑے چلے جاتے حوالی موالی دائین بائین - آگے پیچھے ہٹو بچو کی آواز بلند - فقیر نے سوال کیا بابا بھلا ہو کچھ فقیرون کو بھی دیے جا - خیر سے بنا شد - عوام شہر اور مساکین جھک جھک کر دائین بائین سلام کر رہے ہین مگر یہان کچھ پروا نہین یا توجہ نہین کرتے یا چلمن مژگان مین ایجاب سلام کی جگہ ہی - اس وقت یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ انسان کی بیرونی حالت بھی ویسی ہی ہی جیسی اندرونی حالت ہی انتہی

اپنے بندون کو انکے عیش و آرام اور مفالیس و مساکین کی آسایش کے لیے دولت و ثروت بخشتا ہی
مگر بندگان ناقابل اُس بخشش کے ساتھ ہی اندھے بہرے اور گونگے ہوجاتے ہین یہانتک گھمنڈ غرور زعم
امتیاز۔ اور نخوت انکے دلون کا محیط ہوجاتا ہی کہ کسی سے کلام و سلام خلاف شان امارت معلوم ہوتا ہے۔

نہایت رنج و افسوس کا مقام ہی کہ کیسے کیسے خوبصورت اور تندرست جوان بعارضۂ امارت
و بحران دولتمندی نابینا مفلوج گنگ اور صم ہوگئے۔ وہ غریبون بیچارون بیکسون اور مصیبت
آشناؤن کی اندرونی و بیرونی کیفیت سے کیا واقف انھین کیا معلوم بیکسی کسی کہتے ہین
پیادہ یا اردلی مین دوڑنا کیا کام ہی غریبی کی حالت کے ارمان کیسے جگر خراش ہوتے
ہین۔ جس شخص کا سلام رد کردیا جائے اُسکا دل کیا کہتا ہی۔ فاقہ کشی کیا شی ہی اور ضعف
و ناتوانی کا کیا نتیجہ ہی اگر ایسے متکبر ناخدا بین اور سرشار جام نخوت لوگون کو چند قدم گرمی
دھوپ اور گرم بالو مین دوڑایا جائے جیسا بزرجمہر نے ہرمز کو دوڑایا تھا۔ اگر انکو بیابان
غربت مین بے آب و دانہ چھوڑدیا جائے۔ اگر انکو گرمی و سردی کے شدید موسم مین آسایشی
لباس اور سامان عشرت سے محروم رکھا جائے۔ اگر انپر بیجا و بیجا ظلم کیا جائے تو انکو اپنے
نوکرون غلامون اور غریبون کے تلخ زندگی کی قدر و عافیت معلوم ہو اور اُسوقت وہ
ہستی کے متعلق غور و فکر کا کافی موقع پائین اور اُسوقت بخوبی اُنکے ذہن نشین ہوجائے
کہ بیکسی و تونگری مین کتنا فرق ہی غریبی کسے کہتے ہین اور امیری کیا ہی۔ دنیا مین کیا کرنا چاہیے اور
کسطرح رہنا چاہیے یہان تو دو دم جینا محال ہی ع بیکسی ہم تو ادھر ہین کہ جدھر کچھ بھی نہین

جو لوگ مشکوے امارت مین پیدا ہوئے اور مہد عیش و آرام مین پرورش پاکر جوان
طناز سراپا ناز ہوگئے اور اُنکو زندگی کے دورہ ختم ہونے تک انواع و اقسام کے امیرانہ
ذوق و شوق اور کھیل تماشے موجود ہین اُنھین غور کرنے کا موقع کب حاصل ہوسکتا ہی
غریبی سے جو شخص امیر ہوجاتا ہی وہی غریبون کی حاجتون ضرورتون اور مصیبتون کو خوب
پہچانتا ہی علی ہذا امیری سے جو شخص غریبی کے جامہ مین آتا ہی وہ امیرانہ عیش و آرام
سے بخوبی آگاہ ہوتا ہی پس اگر امیرون کو تہذیب و شائستگی کافی طور پر سکھلانا منظور ہی تو
تو ایک مدت انکو بیکسون کی طرح حاجتون کی گلیون مین لاوارث چھوڑدیا جائے اور

کہدیا جائے کہ ایک عرصہ بعیدہ تک گلی گلی خوار و آوارہ پھر کر اپنی ہستی پر بخوبی غور کر لو امارت مین فرصت غور و فکر نہین ہے۔

انسان خواہ کیسا ہی فارغ البال اور تونگر ہو لیکن محتاجین شکستہ دل اور بیکسان تہیدسیت کے بلند خیالات اور پُر مغز معنی کو نہین پہونچ سکتا جو تہذیب اور حکمت کنشی بیکسی کے خیالات مین ہی دولتمندون کے خیال مین ہرگز نہین کیونکہ دولتمند کا دماغ امیرانہ اشیا مین پرورش پاتا ہی امارت ہی کے متعلق کسی غور کو پسند کریگا اور بیکس کا دماغ موٹی پتلی گہری اتھلی سبھی حالتون کو سوچتا ہی پس بیشک محتاجی کی عزت اور بزرگی کو تونگری و فارغ البالی نہین پہونچ سکتی۔ جب تک ناک تک پیٹ نہین بھرا ہی تمام تر عمدہ خیالات اور گہرے معنی سوجھتے ہین اور جون ہی کہ یہ ظرف پُر ہوا النفس ملعون نے آنکھون پر پٹی باندھ دی اسمین کچھ شک نہین کہ جن انسانون نے خواہ بعوارض عارضی یا باسباب ازلی اپنی ہستی پر اور دنیا کی ہستی پر غور کرنے کا موقع حاصل نہین کیا وہ ایسی شی کے ڈھانچہ ہین جو سب کچھ دیکھتے ہین مگر کسی عمل پر قادر نہین اور نہ وہ انسانی زندگی کی جانچ پڑتال کی قابلیت رکھتے ہین جو ایک قیمتی اور ضروری زندگی ہی۔

انسان انسان تو باہم بھائی ہونے کا درجہ اور رشتہ رکھتے ہین پس وہ کیون مبتذل اور خستہ حال انسانونکو دیکھکر نفرت کرتے ہین وہ اگر غور کرین تو فوراً یہ راز منکشف ہو جائے کہ ایک باپ کے یہ سب بیٹے ہین اگر ایک نے دولت و ثروت پائی ہی اور دوسرے نے خرابی و خستگی۔ تو اُس ایک پر ہرگز یہ فرض نہین ہی کہ اپنا ہی پیٹ بھرے اور آپ ہی دنیا کی عیشون کے مزے اڑائے بلکہ لازم تر ہی کہ اپنے دوسرے بھائی کو بھی اپنے عیش و آرام اور لطف و راحت مین شریک کرلے اور اسکے مصائب سے خود حصہ لے۔ یتیمون بینواؤن بیوہ زن بیکسون اور تمام تر مصیبت آشنا انسانون کی نظر با استطاعت انسانون کے دست کرم پر لگی رہتی ہی وہ ایسی امید پر جیتے ہین کہ خداوندان نعمت انکے درد کا علاج کرینگے اور نامبارک زمانہ کی سختیون سے جلد نجات دینگے بات یہ ہی کہ انسانون مین باعتبار رنگ و روغن اور اعضا و جوارح اور خون و گوشت اور زبان و استخوان اور آفرینش دنیا کے باہمی مغائرت و تناقض بالکل نہین ہی اور گویا ایک ہی باپ کے

بٹے یا ایک ہی درخت کے پھل ہین اور یہ ممکن نہین کہ سب کا زمانہ رنج و راحت کا ساری عمر یکسان گذرے
ممکن ہی کہ کسیوقت ایک بادشاہ گدا ہو جائے اور تخت شاہی پر پہونچ جائے کیونکہ خدا کی قدرت ہمیشہ
رد و بدل کرنے والی واقع ہوئی ہی ایک سکون پر ثبات عالم نہین لیکن ان مضامین کو وہی لوگ سمجھتے
ہین جو ادنے درجہ والے ہین بڑے لوگون کو تو یہ بھی خبر نہین کہ کسنے کیا کہا اور ملک مین کونسی نئی کتاب شائع ہوئی ہے

مقدمۂ بستم

انسان کی اندرونی حالت

انسان کو قدرت نے بوقلمون حکمتون سے بنایا ہی اور اُسکی سرشت مین بہت بڑی بڑی
نین رکھی ہین اسلیے قدرت کے رموز اور نکات کا سمجھنے والا انسان کے سوا کوئی بندہ نہوا
ن کو اشرف المخلوقات کا خطاب عطا ہوا اور اسی نے اُسکی بارگاہ مین آبرو پائی یہ وہ
ص ہی جس سے ہم اشخاص روے زمین کا پتے ہین حال آنکہ سب اِسکے دشمن ہین - یہ وہ
ص ہی جسنے آب و آتش و خاک و باد پر سکہ حکومت قائم کیا حال آنکہ وہ انھین چار چیز کا پتلا ہی -
نسان ایک عجیب خلقت الٰہی ہی جسکی دل کی حالتون - انقلابون - نیرنگیون - چالاکیون کے
دریا جوش ہو جون سے وہ خود بیخبر ہی وہ نہین جانتا کہ اُسکا چنچل اور پُر اضطراب دل ایک
ن مین کیا رنگ پکڑ لیگا اور کدھر اُسکو دامن کشان لیجائیگا -
یہ دل ایک عجیب شئ ہی جسمین قطرہ خون سے زیادہ کوئی اور چیز نہین ہی لیکن انسان کو غلام
بع بنائے ہوئے پھرتا ہی اور اپنی خواہشون اور ارادون پر آگہی نہین دیتا بلکہ انسان کو
ن دھوکے مین رکھتا ہی ابھی اُسنے ایکطرف جانے کا ارادہ کیا تھا کہ معًا کسی دوست کے
مٹھے بیٹھ گیا یا ایک دوست کی ملاقات کو جاتا تھا کہ راستہ مین بازیگر کا تماشا دیکھنے لگا بس
ادہ کیا جاتا ہی اُسپر خود اُسکو علم نہین - نئی نئی خواہشات کی طرف اُسکو ایسا رجحان
جیسے گھڑی کی سوئی ایک سے گذر کر دوسرے اور دوسرے سے گذر کر تیسرے خط پر
ہ اور یہ بجنسہ مانند گھنٹہ گھڑی کے ہر ساعت جنبش اور اضطراب مین رہتا ہی اسکی حالت
باب کے ہی اور انسان کی طباع مین تمام خواہشات کا موجود رہی ہی -

مگر ہم ان سب باتون سے درگذر کر صرف انسان کی خباثت پر متوجہ ہوتے ہین جو ایک بری
صفت اُسکی شان مین واقع ہوئی ہے۔ جیسا کہ ہم ان الفاظ کے کہنے سے خوش ہین کہ قدرت
بہت ضروری اور شریف خلقت انسان کو بنایا ہے ویسا ہی یہ کہتے ہوئے رنج ہوتا ہے کہ جیسا
انسان شریف ہے ویسا ہی خبیث ہے قدرتی طور پر اُسمین تمام علامتین شریف ہونے کی
موجود ہین مگر وہ اکتساب نا ملائم سے روز بروز خبیث اور بامید تر ہوتا جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ
انسانی طبائع فی زماننا برائیون کو زیادہ اخذ کرتی ہین بمقابلہ بھلائیون کے۔ اور اُسکے
قوا اندرونی گو وہ ہر فعل کے اختیار کے لیے مساوی قوت رکھتے ہین مواہب اور ذمائم کی
طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہین تا آنکہ اُسکی روحانی روشنیان غبار کدورت مین دب جائین

چونکہ ہندوستان مین بیعلمی وجہالت کا زیادہ رواج ہے اور بیعلمی وجہالت سے کہ وہ ایک تاریک
تاریکی ہے قدرتی جوہر فطرت کا چھپا رہتا ہے جیسے خاک مین شرر۔ اسلیے خبث پسند طبائع زیادہ
زیادہ واقع ہوئی ہین اگر وہ واقف ہوتے کہ خباثت سے کیا کیا قدرتی طاقتین گھٹ جاتی
ہین اور روحانی برکتین جاتی رہتی ہین تو خبیث ہوتے یا خباثت کا علاج تلاش کرتے۔

طبائع اہل ہند فی زماننا چند خباثت کو کثرت سے رواج دے رہی ہین اور انکو بہ
پسند کرتی ہین مثلاً اعلیٰ درجہ کا پایہ حاصل ہوا کہ خبث نے طبیعت مین جگہ لی۔ سلام کے
تعظیم کے امیدوار پلکون مین طرز ایجاب سلام۔ دوم کسی اہل قوم کو ترقی پر دیکھا کہ حسد
پاؤن پھیلائے شب و روز اُسی کے افعال و حرکات پر نظر رہنے لگی کوئی عیب اور برائی
سے پیدا ہو کوئی موقع نکتہ چینی کا ہاتھ آئے۔ غیر ملک و غیر قوم کا بشر چاہے جیسے مرتبہ اعلی پر
جائے خصوصاً ایک شہر ایک قصبہ اور ایک خاندان کا بھائی تو ہرگز زینہ ترقی پر نہ پہونچنے پائے
حیف ہے کہ من محرری و محافظ دفتری پر زندگی بسر کرون اور فلان گل کا لونڈا تحصیلدار مجسٹریٹ
ہو جائے مین اور اُسکو سلام کرونگا کیا مجال۔ اِس جینے سے تو مرنا بہتر۔ وہ ناک ہی کیا
شگون پر نہ کٹوا ڈالی جائے۔ سوم ایک سرکار مین نوکر ہو کر ہمجنس کا رسوخ پانا قہر جان
ہی سودا رہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُسکا رسوخ گھٹ جائے۔ چہارم جو بات مین کہو
تسلیم کیجائے بے محل ہو یا خلاف عقل اور یہ تو ممکن ہی نہین کہ میری ہی خطا پر ہو

کی اور مین سرگرم عقلا زمان ہون میرا دماغ سرستی کا گھر ہی۔ غرضکہ اسی قسم کے چند خیالات ناقص
انسانی طبیعت کو ہر وقت کدورت و ملال مین رکھتے ہین اور اُسکو خبث کہتے ہین۔
خبیث الطبع بشر ہرگز قابل اعتبار نہین وہ ایک زبردست قزاق ہی جب موقع پائیگا
دغا کریگا ہرچند کہ یہ ذمیمہ ادنی درجہ کے لوگون مین بھی بالشدت مروج ہی اور اسی وجہ سے وہ
اپنی خراب حالت کو درست نہین کر سکتے مگر بڑے پایہ کے لوگون مین بھی اُسکا نشان پایا
جاتا ہی بڑے پایہ کے لوگ خود تو سیکڑون ہزارون روپیہ رشوت اور سرقہ مین ہضم کر جاتے
ہین مگر ماتحتون کے ایک ایک پیسہ کی نگرانی رکھتے ہین خود تو تمام دن جھوٹ بولتے ہین مگر
ماتحتون کے جھوٹ پر چڑھتے ہین اور جرمانہ کرتے ہین اس طرز اعلان سیاست سے اُنکا
عندیہ یہ ہی کہ عوام الناس اس دھوکے مین پڑین کہ حضرت رشوت خوار اور دروغگو
نہین ہین بلکہ دونون بُرائیون کے نام پر لاحول پڑھتے ہین اور دوسرونکو جبراً ان بُرائیون
سے بچاتے ہین۔ پس یہ ایک قسم کا نہایت ہی بُرا خبث ہی خبیث آدمی سے خدا بچائے
وہ ایک چھُری بھونکنے والا اجاڑ دہا ہی اگر زندگی بھر مین ایک دفعہ بھی قابو ملے تو اپنے رقیب
کو زندہ نہ چھوڑے اور یہی ایک بُرائی ہی جو انسانی طبائع مین شیر و شکر ہو جاتی ہی
اور اُسکے ہونے کا تمیز ہرگز نہین ہوتا مگر وہ اپنے موقع پر فوراً موجود ہو جاتی ہی چنانچہ
حضرت سعدیؒ فرماتے ہین ؎

توان شناخت بیک روز از شمائل مرد	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو	کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

خبیث آدمی بظاہر چکنی چپڑی باتین کرتا ہی لیکن باطن مین یا تو منتظر موقع اور وقت
کا ہی یا خدا سے التجا کرتا ہی کہ حریف کو روے ادبار دکھا۔ یا منعم حقیقی سے شکایت کرتا ہی
کہ تو بڑا نا منصف ہی مجھ جیسے صاحب علم و لیاقت بشر کو دولت و حکومت سے
محروم رکھا اور نا قابل و کم ظرف حریف کو نعمتون سے مالا مال کر دیا۔ وہ ہمعصرون کی حالت
کو اپنی حالت سے مماثل کر کے دل ہی دل مین گھٹتا رہتا ہی اور گرداب معصیت مین پھنستا
جاتا ہی کیونکہ یہ امر سخت گناہ ہی کہ جس واردات کو خدا پسند کرے بندہ اُس سے ناراض اور بددل ہو

حکماء کا قول ہی کہ حسد و خبث نے سوا اسکے کہ حاسد کے دل کو رنج پہونچے کچھ حاصل نہین
یہ ایک روحانی عارضہ ہی جو روحانی روشنیون اور برکتون کو زائل کرتا رہتا ہی - خدا جس
بشر کو دولت و نعمت متکاثرہ دے رہا ہی تم مت خواہش کرو کہ خدا کا دست فیض اُسکی طرف
سے کوتہ ہو بلکہ یہ چاہو کہ خدا ابت عمدہ حکمت مین ہی اور اُسکی حکمتون کو دیکھکر راضی ہوجاؤ
اگر تمکو یہ رنج ہی کہ ہم کیون دولتمند اور صاحب حکومت نہوئے تو معًا اپنے سے کمتر درجہ کے
لوگون کی شکستہ حالت کو دیکھو اسوقت بالضرور صبر و شکر کا خیال تمکو پیدا ہوگا - اگر
ہم تجربہ نہ کرچکے ہوتے کہ جہان خبث وغیرہ ذمائم نے زیادہ زور دیا ہی وہان علم کی قوتون
کا میدان پٹ پڑا ہی تو اُسمین شک نہین کہ ہم علم و فن کی - روشنیون کو یہ خطاب کر
سکتے کہ یہ روشنیان انسانی خباثت کی ہٹنے والی اور روحانی تاریکیونکی دور کرنیوالی
ہین انسان سب کچھ جانتا ہی اور ہر طرف دیکھتا ہی کہ بُرائی کا نتیجہ بھلائی نہین ہوتا
بلکہ گندم سے گندم اور جو سے جو اوگتا ہی لیکن جب اُسکی طبیعت پر خبث کا دیو سوار ہوتا ہی
تو یہی سوچتا ہی کہ جو کچھ ہونا ہوگا دیکھا جائیگا دشمن پر ایک وار کیا ہی چاہیے ؎

شکست و فتح نصیبون سے ہی ولے اے میر	مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا

ہمارا ملک اسی نفسی نفسی اور کشاکشی سے موجودہ حد خرابی تک پہونچا ہی کہ ایک
دوسرے کو دیکھ نہین سکتا باڑھ کھیت کو کھاتی ہی اعضاے جسم ایک دوسرے کے
دشمن ہین اگر اُسکی موجودہ خصائل کو ترقی اور بقاے ہوئی تو آیندہ یہ ملک زیادہ
تر تباہ ہوگا - یورپ مین اسقسم رزائل و عادات مذموم کا کہین نشان نہین ہی وہان
فرد کی حمایت پر تمام قوم آمادہ ہوجاتی ہی اور ہر کسی کی کامیابی کو بعینہ قومی ترقی سمجھتے
ہین امر یہ سچ ہی کہ فرد فرد کی ترقی سے کوئی - عام قوم تمامہ ترقی پر پہونچ جاتی ہی اور قومی
ترقی سے ملکی ترقی متصور ہی -

اگر انسان ذرا سے غور کا محتاج نہو تو وہ ادنے ادنے اور ناقابل بُرائیون کا ہرگز عادی نہو
اور اُس بیتاب و پر اضطراب شی کو جو ایک دو قطرہ خون سے زیادہ نہین ہی رزائل کی جانب
مائل نہونے دے وہ صرف اس بات کو سوچے کہ دوسرے کا نقصان امر بے اختیاری ہی اور

یہ نقصان بعینہٖ اُسی کا نقصان ہی۔ رشک و حسد اور خبث سے اُسکی طبیعت مکدر اور ملول
ہوتی ہی اور فی نفسہ اس کدورت ملال کو اُسکی طبیعت پسند نہین کرتی تو اس خراب عادت کے
اختیار سے کیا حاصل پس ضرور ہی کہ جسوقت انسانی دل خباثت کی طرف رجوع کرے اُسکو بازجبر
و ملامت اُس طرف سے روکا جائے۔

درحقیقت انسانی دل ہی انسانی دشمن ہی نفس لعین اور شیطان کے نام کی برائیون سے
دنیا کی بیشمار کتابین بھری ہوئی ہین وہ درحقیقت اسی کی برائیان ہین یہ ننھی سی فطری
بلا انسان کو لیے لیے پھرتی ہی اور اس طرح اُسپر حکومت کرتی ہی کہ جو وہ چاہتی ہی انسان
بسر و چشم حاضر کرتا ہی۔ شیر۔ ہاتھی۔ پری۔ جن اور تمام زور آور قوتون کو انسان قابو مین
کر لیتا ہی مگر خود اپنے دل کے قابو مین ہو جاتا ہی ہان اگر کوئی بڑی قوت اور بڑی ہمت کا آدمی ہی وہ اندرونی
اور دیوزاد جانورون کی طرح اپنے دل کو بھی مسخر بنا لیتا ہی اور جب یہ مسخر ہو جاتا ہی تو جنون دیو
ن اور دیونون کی طرح انسان کو طرح طرح کے فائدے پہونچاتا ہی پس ایک دل کا قابو
مین لانا انسانی زندگی کے وسیع اور دشوار گذار ملک پر فتح حاصل کر لینے کے برابر ہی۔

مقدمہ بست و نہم

جب انسان نے اس حیرتکدۂ عالم مین چشم بصیرت کھولی اور گرد و پیش نظر کی تو اُسکو
یہ فکر و حیرت پیدا ہوئی کہ مین کون ہون کیا کرون کہان سے کدھر جاؤنگا۔ یہ کائنات
کیا ہی اِسکا موجد کون ہی۔ کاخ ہستی کس بناے پر ہی۔ روح کیا ہی۔ خدا کون ہی وہ کہان
رہتا ہی کیسا ہی کب سے ہی کب تک رہے گا۔ اسی جستجو ہی دریشہ اور کشاکش بیچ مین شب
روز شدر و حیران رہتا ہی قابل تسکین اُسکے سوال کا جواب یک بھی نہین ملتا۔
جبتک نطق و عقل کی نعمت سے بہرہ وافی نہین پاتا بیزبانون کی طرح صُمٌ و بُکمٌ رہتا ہی
اس حیرت افزا عالم کو طفلی یا بچپن کہتے ہین گو بچہ اپنی حاجات کو اشارون سے بخوبی ظاہر کرسکتا ہی
اور اسلیے اُسمین قوت ادراک کے شائبہ کا ثبوت ہی مگر بہتر اس سکوت کا سبب حیرت ہی اور
حیرتکدۂ عالم چونکہ ایک نیا تماشا گاہ ہی یہان تک موقع ہوتا ہی کہ قوت ادراک کا حصہ حیرت
مین جب جا جاتا ہی اسلیے تمام قوتین فعلیت سے معطل ہو جاتی ہین اور بتدریج نمو قبول کرتی ہی

ہین جب بصارت کے ذریعہ وہم و فہم تسکین پکڑتے ہین اور جان لیتے ہین کہ حقیقت مین ہمارا اصلی گھر اور وطن یہی ہی جسکو ہم جبر نکدہ سمجھتے ہین اور ہماری بود و باش کے لیے موزون مناسب یہی مکان ہی تو انسان قدیم حقیقی کیفیت بالکل بھول جاتا ہی اور اُسکی یاد مین نہین آتا کہ مین سابق کیا تھا اور کہان تھا کیونکہ بطن سے خروج کرتے ہی ہوا محیط عالم جسمین مایا سو ملا ہوا ہی اُسکی تمام اصلی قوت سلب کرلیتی ہی اور ایک ایسا اثر خاص ڈالتی ہی جس سے سابق از ین تھا بعض لوگ سوال کرتے ہین کہ مین دیکھتا ہون اِس جہان مین ہر ایک فرقہ اور ملت اور مذہب اور کفو کے لوگ ایک مُکتی یا نجات یا شانتی ذیشن کے عاشق ہین ہر ایک ہو جانتے یعنی بڑے صادق اور وافق۔ اور ایسا قدیم زمانہ سے ہوتا چلا آیا ہی مگر اُسکا پتہ نہین لگا ہی کہ وہ کیا چیز ہی اور کہان ہی اور اُسکی کیا شکل ہی کیا رنگ ہی کیا ڈھنگ ہی اور کسکو وہ ملی ہی اور کہان جا کر ملی۔ ظاہر آدمی یا حیوان کا جسم گرم رہتا ہی زندگی کہی جاتی ہی اور ٹھنڈا ہو جانا موت و اربعہ عناصر تو ضرور سمجھ مین آتے ہین اور برابر اُنھین دیکھا جاتا ہی پھر اُس سے آگے کچھ نہین فرمایئے تو یہ اسرار کیا ہی۔

کوئی کہتا ہی کہ بہشت دوزخ یا بیکنٹھ نرک ہین بعد مرنے کے روحون کو وہان جانا پڑتا ہی لیکن وجہ نہین معلوم ہوتی کہ روحین کیون نرک مین جائینگی انھون نے کیا قصور کیا ہی جو مرتکب نافرمانی و جُرم ہی وہ تو جسم ہی روح جسکو مانا بانئے وہ گرم رہنا جسم کا ہی پھر اگر بیکنٹھ مین روح پہونچی بھی تو ایک ہوا پہونچی وہ بیکنٹھ کی لذات و خطات سے کیا بہرہ اُٹھا سکتی ہی کیا اُسکو لطف مل سکتا ہی جیسا عالم رویا مین۔ مگر عالم رویا تو جسم ہی کو ہوتا ہی پھر عالم سفلی و علوی وغیرہ بہت سی حالات ہین اور نکات ہین جنکے سمجھنے ہی کو ایک زمانہ چاہیے عقل حیران ہی کہ ماجرا کیا ہی کچھ فرمایئے تو جس سے تسکین ہو دل بیچین ہی۔

مذکورہ بالا سوالات کا جواب گذشتہ صدیون مین لوگون نے مختلف طور سے دیا ہی روح کی صفات اور دوزخ و بہشت کی کیفیت ایک یقینی خیال سے واضح طور پر بیان کی۔ تمام مختلف صنائع کے لیے بعض قومون نے ایک خدا تسلیم کیا ہی اور بعضون نے اپنے عقیدہ مین تین خدا مفہوم کیے ایک وہ جو تمام صورتون کو بناتا اور عدم سے نمایشگاہ وجود مین لاتا ہی دوسرا وہ جو ایام حیات مین پرورش کرتا اور نمو دیتا ہی۔ تیسرا وہ جو تمام موجودات کو اُنکے وقت پر معدوم کرتا ہی۔ اور کسی نے نیکی و بدی کا خدا علیحدہ علیحدہ تسلیم کیا اور کسی نے ہر رنگ مین ایکسا ہی نور دیکھا۔ مولانا جامی کا عقیدہ ہی

یکے ہین و یکے دان و یکے گوی ٭ یکے خواہ و یکے خوان و یکے جوے ٭ وصالی کہتا ہی ؎

کہ بچشمان دل مبین جز دوست ٭ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

مگر بمقابلہ وسعت خیالات انسانی و صدور اعتراضات اہل تشویش و عدم تسکین محققین ان خیالات نے کافی عظمت و وقعت حاصل نہ کی گو نظر تعمق و وقت سے غور کرکے تمام دلائل متعلقہ ترتیب دلیل ہستی واجب تعالے سے قطع نظر کرکے صرف صنائع و بدائع سے ثبوت وجود صانع کرنا چاہا مگر بلحاظ اِن سوالات کے کہ وہ کون ہی کہان سے آیا کب آیا اور کب تک رہے گا کہان ہی بعضون کو علم کے عام پھیلاؤ کی حالت مین تسکین ہوئی آخرکار محققون نے قدرت پر علمی اصول کے ذریعہ سے غور کرکے خاموشی اختیار کی یا صرف یہ کہا کہ جہان علم کی حد ہی وہین اعتقاد کی بناے ہی کیونکہ اِن باتون کی تحقیقات تجربہ و توانائی انسانی سے خارج ہی یعنی اُنھون نے بہت کچھ چھان بین کی مگر راے صائب کے نزدیک اُنکی کوششین کامیاب ہوئین سعدی فرماتے ہین ؎

فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند ٭ سحر گہ خروشان کہ واماندہ اند
شب و روز در بحر سودا و سوز ٭ نہ دانند ز آشفتگی شب و روز

خیر ابھی نوشین خیال کا لطف اپنے موسم اور بہار پر نمودار ہوگا یہ موقع ایسا نہین ہی کہ روح کی صفات سے کنارہ کرین جو خاص نور خدا ہی ؎

ای نور خدا در نظر از روے تو ما را ٭ پیش آ کہ بر روی تو بینیم خدا را

بانیان علم اخلاق نے روح کو ایک جواہر بسیط قرار دیا ہی کیونکہ جتنی اشیاے ممکن الوجود ہین وہ سب جوہر ہین یا عرض۔ جوہر قائم بالذات شی کو کہتے ہین یعنی اُسکا وجود محتاج بالغیر نہو خلاف عرض کہ وہ بغیر دوسری چیز کے موجود نہین ہوتا پس انسان کی روح بسیط ہی کہ نہ وہ محتاج اپنی جسم کی اور نہ خود دو یا زیادہ چیز سے بنی ہی واحد لاشریک لہ ہی۔ جتنی چیزین عقل مین آتی ہین اُنکو وہ اپنی ذات سے جانتی ہی اور تمام اشیاے محسوسات جنکو حواس خمسۂ ظاہری و حواس خمسۂ باطنی سے معلوم کرتے ہین اپنے تابع آلات سے پہچانتی اور معلوم کرتی ہی اور یہ آلات وہی حواس ہین جو اوپر مذکور ہوئے۔ روح جسم خاکی سے الگ ہی جسطرح فانوس مین شمع۔ اور جب وہ جسم سے بے تعلق ہوتی ہی جسے اہل جہان موت کہتے ہین تب بھی باقی رہتی ہی لیکن بعد فنا جسم بھی ہمیشہ

تفریق ذرات معدوم نہین ہوتا کل اجزا اپنے مادہ مین مل جاتے- علم کیمیا سے ثابت ہی کہ دنیا مین ایکذرہ بھی لاشی یعنی معدوم نہین ہوتا صرف تبدیل اشکال و تغیر حالات عمل مین آتا ہی حکماء متقدمین کا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ جب کوئی شی جلائی جاتی ہی تو اُسکے بعض ارکان معدوم ہوجانے کے سبب سے اُسکے اصلی وزن مین کمی آجاتی ہی- زمانہ حال کے محققین نے تجربہ کیا ہی کہ جو اجزا غبار ہوکر مغرور ہوجاتے ہین اگر انکو بھی جمع کرکے مع پس ماندہ خاکستر کے تولا جائے تو کم ہونے کے برخلاف جلی ہوئی چیز کا وزن بڑھ جائیگا اور اُسکا سبب یہ ہی کہ جب کوئی چیز ہوا مین جلتی ہی تو وہ حموضیہ موجودہ ہوا سے مرکب ہوتی ہی اور جسقدر وزن بڑھ جاتا ہی وہ وزن حموضیہ کا ہی- اجسام کی حالتین مستقل نہین ہین بلکہ گرمی کی کمی و بیشی پر مدار ہے یعنی حرارت کی زیادتی سے جامد سے سائل اور سائل ہوا ہوجاتا ہی اور حرارت کی کمی سے ہوا سائل اور سائل جامد ہوجاتا ہی حالتون کی تبدیل کو استحالہ کہتے ہین- چونکہ اس قسم کے استحالے یعنی ایک صورت کو چھوڑنا جسکو فنا اور دوسری صورت کو قبول کرنا جسکو کون کہتے ہین دنیا مین ہر وقت ہورہے ہین- اسلیے دنیا کو حکماے قدیم عالم کون و فساد کہتے ہین- حکماے ہند جو تناسخ کے قائل ہین اُنکے دلائل و عقائد کا بڑا ثبوت یہی ہی کہ استحالہ قدیم اور دائم ہی-

حواس ظاہری مین باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ اور حواس باطنی مین حافظہ ذاکرہ متخیلہ واہمہ متفکرہ ہی- اللہ پاک نے روح کو تین قوتین دی ہین عقلی شہوی غضبی- بمشارکت روح یہ تینون قوتین مع اور دو صفتون کے جنکا نام تمیز اور ارادہ ہی تمام نیک اور بد فعلون کی فاعل ہین قوت عقلی کا کام ادراک کلیات و دریافت ماہیت ہستی ہی اور قوت شہوی کے متعلق لذائذ و نمونہ و تجسس بالاستیعاب فوائد- علی ہذا قوت غضبی تمام خوفناک امور اور شجاعتون سے تعلق رکھتی ہی-

روح نزد اطبا بخار لطیف ہی جو دل مین پیدا ہوتا ہی اور باعث حیات و حس و حرکت ہی اور نزد فقہا امر الٰہی کہ بفور ارادت و نفاذ حکم وارد ہوا- اہل کیمیا کہتے ہین کہ کل اجسام مادہ سے بنتے ہین مادہ اُسکو کہتے ہین جو بعض یا کل حواس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے- اور مادے دو قسم کے ہین اول مادہ آکسیریا العنصری یعنی جسکی ہر چیز کے واسطے ایک خاص لطیفہ

بقاے حیات یا نموے جسم کے واسطے مقرر ہو جیسے کہ نباتاتی اور حیوانی مادے ہین۔ دوم مادہ غیر آلیہ یا غیر اعضائی جیسا کہ حجریات فلزات ہوا وغیرہ ہین۔ حکماے متقدمین کی راے مین تمام اجسام کا مادہ ایک ہی ہے جسکو ہیولاے اولی کہتے ہین اور ہر جسم ہیولے اور صورت جسمیہ سے مرکب ہی اسطرح پر کہ یہ دونون ایک دوسرے مین حلول کیے ہوے ہین انمین سے صورت کو حال یعنی حلول کرنے والا اور عناصر اربعہ کو محل حلول کہتے ہین ہین۔ حکماے مذکور دنیا کے کل اجسام کو چار چیز یعنی آب آتش خاک باد سے مرکب سمجھتے تھے اور ہر ایک کو عنصر بولتے تھے لیکن حکماے ہند علاوہ اربعہ عناصر مذکورہ آکاش یعنی سُن کو بھی ایک عنصر سمجھتے ہین اور اُسکو اجسام کی ترکیب مین داخل جانتے ہین۔ اِس زمانہ مین فیلسوفان یورپ کے نزدیک تجربہ سے ثابت ہو چکا ہی کہ تمام اشیاے مادی بحر و بر کی اور اُن طبقات زمین کی جنکو کھود کر تحقیقات کے گئی اور اُس ہوا کی جو کرۂ ارض کو گھیرے ہوئی ہی اور کل اشیاے نباتاتی وحیوانی دو قسم کی ہین۔ بسیط یا مرکب بسیط جسم سے وہ جسم مراد ہی جو ابھی تک اجسام مختلف الصفات اور مختلف الخواص مین تقسیم نہین ہو سکا ہی اور نہ اجسام مختلف الصفات ومختلف الخواص کی ترکیب سے بن سکا ہی یعنی نہ مصدر ہی نہ مشتق۔ ایک شی قائم بالذات ہی یا یون کہو کہ ابھی تک یہ جسم دوسرے جسمون سے جو اُسکے غیر ہین بن نہین سکا ہی اور نہ اس جسم سے دوسرے جسمون کو جو اس جسم کے غیر ہین کچھ حاصل ہوا ہی کیونکہ یہ بات ممکن ہی کہ آئندہ زمانہ مین ان بسائط مین سے کوئی بسیط دوسرے نئی بسیطون کا یا بسائط موجودہ کا مرکب ثابت ہو جائے بر تقدیر اول بسائط کا عدد بڑھ جائیگا اور بر تقدیر ثانی گھٹ جائیگا۔

بعض کیمیا والے کہتے ہین کہ بسائط موجودہ ایک ہی شی کی مختلف صورتین ہین۔

الحاصل اس زمانہ مین چونسٹھ سے زیادہ چیزین ایسی ہین جو کیمیائی علوم کے معلوم طریقہ سے اُنکا غیر یا مرکب ثابت نہین ہو سکا ہی اور اُنھین کو بسیط یا عنصر کہتے ہین اور جس شی مین دو یا زیادہ چیزین ملی ہون اُنکو مرکب کہتے ہین۔ عناصر انسانی سے حکماے متقدمین کے نزدیک تین عنصر مرکب ثابت ہو چکے ہین اور چوتھا عنصر یعنی آتش ایک کیفیت یا مادہ غیر قابل الوزن ہی اور یہ کیفیت اکثر کیمیائی ترتیب سے ترکیب کی حالت مین واقع ہوتی ہی یعنی اکثر

کیمیائی ترکیب کے ساتھ حرارت اور روشنی پیدا ہوتی ہی اور اسی کیفیت کو آتش یا جلنا کہتے ہین
حکماے متقدمین کے عناصر مرکب ثابت ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عنصر جسم مرکب
کو کہتے ہین بلکہ بسیط ہی کو عنصر بولتے ہین کیونکہ کل اجسام مین ترکیب کی ابتدا بسائط ہی اور جب
حکماے مذکورنے آب و آتش خاک و باد کا نام عنصر رکھا تھا تب وہ انکو بسیط سمجھتے تھے۔

بعضون کا عقیدہ ہی کہ شکتی یا قدرت کاملہ یا روح یا مایا ایک ہی چیز ہی جو ست است سے
بری اور یہ حرکت معکوس دنیا ہوگئی ہی امور خارج العقل کر دکھاتی ہی نمودی ہی وجودی نہین تجھ
مین مجھ مین اسمین اُسمین اور کل اشیاے محسوس مین وہی وہ ہی جیسا کہ پرہلادنے ہرناکس سے
کہا تھا کہ تجھ مین مجھ مین کھرگ مین کھمبہ مین موجود ہی وہ رام ہی سب جگہ رما ہی سرب بیاپک ہی

ز ارض تا بفلک ہر کجا کہ می نگرم ۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

لیکن بعضون کی تسکین نہین ہوتی وہ کہتے ہین کہ جو شی وجودی نہین قابل پرستش نہین
خیالی پلاؤ پکانا لاحاصل ہی اور یہ بھی کہتے ہین کہ جب وہ سرب بیاپک ہی تو ایک مٹی کے
ڈھیلے کو آفتاب کے مرتبہ پر کیون نہین مانتے کل اشیا کی پرستش تھی نہ صرف پتھر اور آگ
وغیرہ کی۔ مگر اس تعریض کا جواب فوراً ملتا ہی کہ اگرچہ کل اشیا نور الٰہی سے مملو ہین لیکن عقل
نے فرق کیا قوت ور چیزون کو جو ایک اعلیٰ نمونہ قدرت ہین ضعیف اشیا پر بالفطرت
فوق دیا عقل باور نہین کرتی کہ ایک ہنڈیا مین چراغ رکھین اور اُسکی روشنی ہنڈیا سے
خروج کرے البتہ شمع کی روشنی کانچ کی ہانڈی پھیلا سکتی ہی یہی حال دل کا ہی کہ دل روحانی
روشنیون سے متمتع ہوکر اظہار صفات روح کرتا ہی بس ظرف گلی و ظرف فلزی مین یہی
ایک امتیازی فرق ہی اور فرق مقصد و اصلی کے مقصود پر قادر نہین ہی۔
بعض کہتے ہین کہ ایشر لازوال اور دنیا ساری مایا ہی ہمارا وجود اور ہماری روح اور کل چیزین
شکست سے پیدا ہوئین وجود مٹجاتا ہی اور روح شکست مین ملجاتی ہی۔ دنیا اس لیے عالم خواب
وخیال ہی کہ انسان اپنی ہستی کی اغراض اور صحیح حقائق سے بیخبر اور غافل ہوجاتا ہی۔
خیال اگرچہ اہل خیال ہی کے لیے صانع اور فیاض ہی لیکن فی الواقعہ دنیا باوجود موجودی
عالم خیال ہی صرف باعتبار مایا موہ اور بیشمار بھرم جالون کے۔ پس انسان اپنی انسانیت کی

تحقیقات مین معروف رہسکتا ہو اگر اُسے تحقیق ہستی کی تمنا ہو سکو اپنی تلاش مین بہت دور نہ جانا چاہیے وہ اپنے جسم سے تمام مقصود تحقیقات حاصل کرسکتا ہو ۔

دل کے آئینہ مین ہو تصویر یار | جب ذرا گردن جُھکائی دیکھ لی

مقدمۂ بست و دوم

خیال ہو کہ جب قادر ذوالجلال عناصر متضاد سے وجود بشر بنا چکا تو خواہش ہوئی کہ اِس ہیولاے خاکی مین حکمت بالغہ کا کوئی کرشمہ ہونا چاہیے جو اغراض ہستی کو بخوبی پہچانے اور صانع کی ذات پر پہنچ جائے لامحالہ وجود کو قدرت یا شکت سے (کیونکہ اُسکی خواہش مین تمام اشیا موجود ہین) روح اور روح کو نفس اور نفس کو نطق بخشا اسلیے انسان اشرف المخلوقات مشہور ہوا اور حیوان ناطق کہلانے لگا (کیونکہ کل جاندار وجود حیوانات مین شامل ہین) نفس انسانی نے جب نعمت نطق سے کامیابی حاصل کی تو نفس ناطقہ کہلایا ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ نطق فی نفسہ کیا شی ہو اور اُسکی ترتیب و تقسیم کے کیا اصول ہین ظاہر ہو کہ گویائی نفس کی ایک ضرب شدیدہ ہو جو کشش و صعود نفس پر منحصر بالآخر اس ضرب کا نام آواز ہوا ۔ آواز کیا ہو دو شی متفرقہ جب باہم سختی سے متصل ہوتی ہین یا دو شی متصلہ جب آپس سے فصل قبول کرتی ہین تو بباعث تحرک و تموج ہواے محیط ایک کیفیت خاص پیدا ہوتی ہو جسکو ۔ آواز کہتے ہین ۔ بباعث تعرض کیفیات دیگر بنظر امتیاز مطلب خاص اِس آواز کی تقسیم لازم آئی تقسیم سے یہ مُراد نہین کہ آواز کی تبعیض یا تنصیف ہو بلکہ کیفیت ضربیہ نفس کے حصول بالتنسیق منصوب کرنا لازم آئے کیونکہ نظام عالم آفرینش کا کوئی امر ناحق اور بے اصول نہین ہو چونکہ زبان آلہ نطق ہو بس اسی آلہ کی تہذیب پر سائر اصول نطق منحصر ہوئے

اب یہ خیال کرنا چاہیے کہ روح ایک ہوا ہو اور کترہ سی پیدا ہوتی ہو اور اپنے موسم پر گرم و سرد ہو جاتی ہو بالفطرت ہوا کے ساتھ خواہشات پیدا ہو جاتی ہین جیسے آفتاب کے ساتھ دُھوپ اور روشنی ۔ انھین خواہشات مین روحانی حواس ملے ہوئے ہین یا یون ہوکر ایک مجمع سے کل اعضاے بجاے خویش ایک جز کہلائے اور اُن جزون کا نام عقل ہوش وہم فکر وغیرہ جیسا کہ اخلاقی کتابون مین مشرح گذرا ہو قرار پایا ۔ مگر نطق ہوا کی

حرکت ہی کیونکہ ہوا بالخواص ساکن نہین رہسکتی ہمیشہ بنام نہاد دم یا سانس زیروبالا جایا کرتی
ہی جسکا رشتہ اتحاد آکاش سے ملتا ہی اور وہ حکماے متقدمین ہند کا پانچوان تت ہی - اوپر آنے
والے نفس سے انسان بولتا ہی اور فرو جانے والے سے تفریح پاتا ہی - ہنگام تکلم اوپری
نفس رُک جاتا ہی اگر دم کو ضبط کرین دل و دماغ کو صدمہ پہونچے بیتاب ہو جائین گھبرائین
تفریح زائل ہو - اور غور کے وقت چونکہ دم کو ایک قسم کا سکوت ملتا ہی اس لیے دماغ مین حرکت
معلوم ہوتی ہی اور وہ بجانب معنی مطلوبہ کے متوجہ ہو کر اُسے حاصل کر لیتا ہی -

دل ایک عضو ہی متحرک اور ہمین چونکہ یہ سینہ مین مرکز ہی اور خواہشات پر حکومت کرتا ہے
اسلیئے دل کو ہر خواہش کا باقی قرار دیتے ہین جسطرح عقل و وہم وغیرہ حواسون کا نظر آنا امر
محال ہی اور مجسم شی نہین اسی طرح یہ بھی مجسم ہی اور نہ نظر آسکتی ہی مگر خیال ہی کہ کوئی ہمارا پیدا ر
کرنے والا ضرور ہی جسنے کرۂ ہوا اور کرۂ خواہشات پیدا کیا اگر ہم خود با خود ہوتے تو اپنی خواہشات
پیدا کیا اگر ہم خود با خود ہوتے تو اپنی خواہشات پر ضرور قدرت رکھتے اسلیے کہا جاتا ہی
کہ تجھ آزاد نہین بلکہ غلام ہی جو منتظر حکم غیر رہتا ہی - تمام کرے نہر کے ببون کی طرح ایک
دوسرے سے قریب تر اور لاحق تر ہین جن مادون سے ہمارا وجود ہی کرۂ ہوا اُنسے متصل اور
متحد ہی ادھر وجود بنایا گیا کہ اُدھر ایک حصہ ہوا کا دم کیا گیا قُم بِاِذنِ اللہِ -

بعضون کے نزدیک کل روحین ایکبار پیدا ہوئین اور بدستور تعیش اپنے اپنے قالب
مین ممتاز دکھلائین لیکن بعضون کا سوال ہی کہ بعد ترک قالب روح کہان جاتی ہی گور
مین وجود کے ساتھ موجود کیونکر رہتی ہی اگر وجود مین جاتی ہی تو مردہ گور سے کیون نہین
نکل آتا یہ امر قابل غور ہی کہ نور بے شمع - دھوپ بے آفتاب - اور سایہ بے جسم کیونکر
ہوتا ہی بالفرض روح یعنی ہوا اگر کرہ مین ملجاتی ہی تو روز محشر قبرون سے کون اُٹھیگا اور
صور اسرافیل کی آواز کون سنے گا - بس ظاہر ہو وہ قدیم تحقیقات قابل ترمیم ہی
علم کمسٹری کے نزدیک کوئی شی معدوم نہین ہوتی اسلیے شاید روحون کے دو
کہتے ہین ایک وہ جہان سے اجسام کو تقسیم ہوتی ہین اور دوسرا وہ جہان اپنے
اپنے وقت پر پہونچتی ہین لیکن سزا و جزا کسلیے الٰہی ہر روح تو قالب کا ایک آلہ مثل جسم

ہ اور جو گمراہ کرتا ہی انسان کو وہ اُسکی خواہشات بد مین قالب مرگیا روح اپنے گرہ مین ہو بجی جزا کو پائیگا اور اگر روح نور خدا ہی تو ممکن نہین کہ خدا اپنے آپکو ایذا مین ڈالے اور اور نہ یہ ممکن ہی کہ نیکی خدا کرے اور بدی بندہ جیسا کہ کہا ہی ؎

تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ۔۔۔ کہ بد در حوالت بخود کردہ ام

اگر بندہ بدی کرنے والا ہی تو یہ عقیدہ غلط ہی ع بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت ۔ بشر کو اگر کسی اختیار سے منسوب کیا جائے تو لاریب نیکی و بدی دونون کا ارادۃً فاعل ہی اور اگر وہ بے اختیار محض ہی تو اسمین شک نہین کہ بدی کا محرک بھی کوئی اور ہی یا تو خدا دو ہین ایک محرک نیکی دوسرا محرک بدی کیونکہ روح نور خدا ایک ہی جو کل کام اپنی مرضی پر کرتا ہی نہ سزا ہی نہ جزا ۔ نہ دوزخ ہی نہ بہشت ۔ لو فرضنا یہ کل باتین سہی تو آیا ممکن ہی کہ ہمارا خدا آج کا کام کل پر چھوڑے روح کو اُسکے افعال کی جزا فوراً نہ دے یہ امر تو خلاف از انصاف ہی کہ ہم صرف تین قرن گنہ کرین لیکن ہزارون لاکھون برس انتظار سزا و جزا مین بیتاب پڑے رہین اللہ جل شانہ جبکہ منصف اور رحیم ہی تو فوراً اُکو اُس کا پھل دے سکتا ہی لیکن تعجب یہ ہی کہ سزا و جزا کا سزاوار کون ہی کیونکہ عالم ممکنات مین تمام چیزین وہی ہین جو اُنکی اصل ہین ۔

بعضون کا خیال ہی کہ روح تا بقیام زمین و آسمان ہزارہا قالب بدلتی ہی اور یہ بات سالکان طریقت نے بڑے غور و فکر سے دریافت کی ہی جیسا کہ حضرت سعدی فرماتی ہین

اگر طالبے کین زمین طے کُنے ۔۔۔ نخست اسپ باز آمدن پے کُنی
تامل در آئینۂ دل کُنے ۔۔۔ صفائے بتدریج حاصل کُنی

اور ایک سالک اپنی دھن مین کہتا ہی ؎

مثل سبزہ بارہا روئیدہ ایم ۔۔۔ ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ایم

کبیر کا عقیدہ ہی ؎

مرنا مرنا سب کہین مرجانی نا کوے ۔۔۔ ایکبار جیتا مرے پھر مرنا نہین ہوی

نفس کو مارنا اور خودی سے گذرنا ہی ایک معنی ہی جو اسپ باز آمدن کے قوی کاٹتا ہی

ہندوؤن کا نرک بیکنٹھ کہان ہی؟ شمال مین ایک پہاڑ ہی اور وہ صرف ایک چیز ہی دو شکل کی نیکوکارون کو مفرح اور گنہگارون کو مُقْمَتِع سے ۵

گلستان کند آتشے بر خلیل | گروہے بآتش برد زآب نیل

جب بُرائی نرک یا بیکنٹھ مین جاتا ہی تو جیون مرن کیسے ہی تیر دیو کون ہوتا ہی اور جب یہ مانا جاتا ہی کہ اعمال کی جزا دنیا ہی مین مل جاتی ہی دنیا مین برائی طرح طرح کی مصیبت پاتا ہی اور یہی ایک نرک ہی تو یہ امر ماننا فضول ہی کہ شمال مین نرک بیکنٹھ ہی اور پھر جب کہ قالب خاکی دنیا مین مصیبت جھیل چکا ہی تو خوف عاقبت کیا۔ آیا ایک گناہ کی دو سزائین جائز نہین کیا چوراسی بھوگنے کو نرگ کہتے ہین؟ لیکن یہ نہین معلوم کہ نرک مین کون جائیگا روح یعنی آتما تو پرمیشر ہی وہ خود نرگ باسی کیونکر ہوگا۔ رہا قالب وہ ایک مٹی کا ڈھیر تھا جو کچھ نہ کر سکتا تھا مرت کال مین دھول ہوگیا۔

یہ خیال غلط ہی کہ روح سے جسم گرم رہتا ہی روح خود بیخواص ہی نہ گرم نہ سرد گرمی اور سردی اس شی مین ہوتی ہی جسمین کئی اجزا ملے ہون جسم کا گرم رکھنے والا صرف خون ہی روح اگر ہوا ہی تو موسم کے خواص پر گرم و سرد ہوتی رہتی ہی۔ روح کے ساتھ خواہشات مثل سایہ با جسم یا نور با خورشید ہین خواہشات ہی کا نام اچھا اور بُرا کام ہی قوا ابصارت و سماعت وغیرہ اقسام خواہشات ہین کاغذ ایک بیجان چیز ہی لیکن گنبد کا غذی ہوا کی رخ پر ضرور متحرک اور پرآن ہوتا ہی ہوا کی طاقت ایک بیجان چیز کو متحرک کرتی ہی۔ حقہ مین کیا بولتا ہی؟ دم اور پانی کا الصاق۔ پس نطق النسانی سب چیزون کا وجود مین ہوتا ہی۔ علم تشریحات و طبیعات سے اسکا بخوبی پتہ ملتا ہی کلون کے زور سے اگر مٹی کی ایک مورت ہوا بھر دین تو وہ ہرگز متحرک نہوگی کیونکہ جو ہوا ہمارے جسم مین ہی وہ روزمرہ کی ہوا نہین ہی بلکہ قدرتی کُرہ سے جسکا نفوذ و خروج صرف اسی کی خواہش پر ہی ان ہواؤنکے کھیتے بھرے ہین

مسئلہ روح مین سقراط کا ایک دلاویز بیان شنیدنی ہی۔ میرے دوستو مین یہ بات نہین چاہتا ہون کہ تم میری موت یا دفن کرنے کے وقت کسی قسم کا رنج و ملال ظاہر کرو اور کہو کہ ہائے ہم کو اس طرح پر قبر مین لٹا رہے ہین یا اس طرح سے کفن پہناتے ہین میرے

خیال مین ہرگز افسوس اور غم کو دخل نہ دو کیونکہ جھوٹے الفاظ خود ہی خراب نہین بلکہ اپنی برائی کا اثر روح پر بھی ڈالتے ہین پس رنج والم کو دور کرکے دل کو تسکین دو اور یہ کہو کہ ہم لوگ صرف سقراط کے مردہ جسم کو (نہ کہ خود سقراط کو) دفن کرتے ہین اور اُس نقش کے ساتھ وہی سلوک کرو جو عمدہ معلوم ہو

خیال ہی کہ ہمارا جسم افعال پر اختیار نہین رکھتا جبتک کہ اُسکا محرک آمادہ نہو خواہشات ہی محرک ہین جنکو سزا جزا کا دھڑکا لگا ہی اگر ہماری خواہشات عاقبت بین ہوتین اور کسی ذی اختیار جج کے تازیانۂ تعزیر سے خوف کرتین تو بُرے کامون کی طرف اُنکا رجحان ہرگز نہوتا۔

مرت لوک کی ہوا مین ایک ایسی تاثیر مخلوط ہی کہ خواہشات کو اصل مطالب کی راہ سے گم کردیتی ہی اس زمین سے جو پیدا ہو مجنون ہوا یہ نہین کہہ سکتے کہ جنون کا راستہ کدھر ہی ؎

نہالے کز زمین عشق سر برداشت مجنون شد		ہمہ نخل بیابانی نشاند باغبان اینجا

خواہشات ہی کو سزا و جزا کی زنجیر لگا رکھی ہی اور بالیقین وہ مفید ہونگی اگر ایسا نہوتا تو ہمکو سزا و جزا کا کبھی خیال بھی نہ گذرتا۔ چور کو تاریک شب مین خوب سوجھتا ہی دماغ و اجسام کو ضرب لگتی ہی۔ روح راحت و رنج سے بری ہی۔ نیچر کی آزادی مسلم الثبوت ہی اور یہ بڑی قوت والا ہی جیسا کہ بعض وقت گھمنڈ سے کہا جاتا ہی کہ انسان سب کچھ کر سکتا ہی کوئی امر نہین جو غیر ممکن الحصول ہو۔ ہمکو صرف اپنا پہچاننا ہی دشوار ہو رہا ہی و میدان صاف ہی فلاسفر اور حکیم انسان کی ماہیت اور وجود کو اسی وقت خوب دریافت کر سکتا ہی جبکہ وہ جانتا ہی کہ مین بھی آدمی ہون اور میری اصلیت کیا ہی۔ پوپ کہتا ہی کہ آدمی کی سچی تعلیم آدمی ہی یا آدمی خود اپنا معلم ہی پس یہ بات بھی سچ ہی کہ انسان کی اصلیت اور ماہیت کو انسان ہی خوب جانچ سکتا ہی کیونکہ اسکے سوا دوسرا چارہ کار ممکن نہین ہی۔ ہمارا نیچر آلۂ خوردبین سے تو دریافت بھی نہین ہو سکتا اور نہ علم ریاضی کے قواعد سے اور نہ کسی کیمیائی ترکیب اور تجربہ سے اُسکی ماہیت کی تحقیق اور آزمایش ہو سکتی ہی۔

روح بہشت مین اور دماغ خواب مین ہم حالت و ہم صورت نہین ہین عالم متغیر و مختلف ہین کل عالمون کی کیفیت سے روح کو خبر ہونا ضرور ہی جسطرح دماغ بیداری مین

کوئی اور عالم دیکھتا ہی اور عالم رویا مین کوئی اور عالم۔ اِسی طرح روح کے لیے بھی جُدا جُدا عالم اجسام مین اگر وہ مقید ہی تو عالم روحانی مین آزاد۔ لیکن یہ نہین ہو سکتا کہ کسی عالم مین خواہش نجات سے آزاد رہے۔ شمع ہر جسم مین جلتی ہی لیکن سچی تسکین اُسکو کرہ بادین پہونچ ملتی ہی۔

نجات روح مختلف قالب اور مختلف مقامات کی بود و باش سے آزاد ہونیکو کہتے ہین جس آفتاب سے یہ نور پیدا اسمین جبتک کہ نہ جا ملے ساکن نہین ہو سکتا اسی اتصال کو سالکان طریقت نے بلفظ وصال شاہد حقیقی تعبیر کیا ہی

طائر دولت اگر باز گذاری بکند
یار باز آید با وصل قراری بکند
دوشش گفتم بکند لعل لبش چارۂ دل
ہاتف غیب ندا داد کہ آری بکند

ایک کیفیت خاص کے عالم مین حافظ کہتا ہی ؎

طایر گلشن قدسم چہ دہم شرح فراق
کہ درین دامگہ حادثہ چون افتادم
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
آدم آورد درین دیر خراب آبادم
سایۂ طوبیٰ و دلجوئی حور و لب حوض
بہ ہوای سر کوی تو برفت از یادم
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چہ کنم حرف دگر یاد نداد اُستادم
کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت
یارب از نادر گیتی بچہ طالع زادم

اس آخری شعر مین ننجر کی گتھیون کو کیسے اُلجھاؤ مین ڈالدیا ہی جنکا سلجھنا مشکل ع کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت ؛ سبحان اللہ۔ ہم خود اپنے آپکو نہین پہچان سکتے آیا کون ہین اور جب کبھی چشم خیال ننجر کے دیدار پر پڑ جاتی ہی تو بے اختیار کہ اُٹھتے ہین۔

مخمسہ

الا مرغ بودی طہارت سرشت
بود آشیانت بباغ بہشت
درینجا گرفتی عجب خوی زشت
چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

لیکن جانتے ہین کہ آزادی ورضا مندی کی طاقتین ہمکو عطا کی گئی ہین (ہم کالفظ خواہشات پر دلیل کرتا ہی حقیقتاً روح کی طرف قصداً و فطرتاً اشارہ نہین) ہر ایک کا ردوائی

کا نشش کی ہدایت اور دور اندیشی کے مطابق کرتے ہین۔ یہ تفاوت اسی زندگی تک محدود نہین ہی جسمین ابھی وہ زندہ پایا جاتا ہی بلکہ آیندہ زمانہ تک اُسکا اثر پہونچتا ہی کیونکہ کرہ ہوا برقرار ہی اور عام اثر کتب خانہ ہوامین منقوش رہتے ہین اس غنچہ سربستہ کی کامل شگفتگی بعد مرگ حاصل ہوتی ہی۔

بعضون کا قول ہی کہ انسان ٹھیک خدا کی شکل و صورت پر پیدا ہوا ہی (وہ انسان جو جینے مرنے سے آزاد ہی) پس انسانی نیچرل کی باریک راہین چشمہ ظلمات کی راہون سے بھی زیادہ تر باریک اور صعب گذار ہین۔

مقدمہ بست و سوم

جب تک انسان پختہ خیال نہین ہوتا خام خیالی سے کچھ کا کچھ سمجھتا ہی کیونکہ یقین کرنے کی خواہش اب تک اُسکے خیال مین پیدا نہین ہوئی اور یہی وجہ خام خیالی ہی۔ خوشنما بتون مین وہ چیز نہین ہی جسکو ہم عالم خیال مین موجود قرار دیکر بتون کا سجدہ کرتے ہین۔ جبتک کہ پایۂ یقین درجۂ کمال پر نہ پہونچے اور خیال پختگی نہ پکڑے صورت پرستون مین ہرگز یقین کرنیکی خواہش پیدا نہین ہوتی وہ تو ایک لکیر کے فقیر ہین اور بتون کو پتھر سمجھتے ہین حالانکہ معبود قرار دیتے ہین۔ کتھلک والے اس بات کے قائل ہین کہ اصلی خوبی کسی حکمت کی ایک زبردست خیال اس بات کا ہی کہ یہ منجانب اللہ ہوتی ہی لیکن کوئی اسبات کو باور نہین کرسکتا کہ جتنی حکمتین بظاہر خوشنما ہین وہ سب کی سب سچی ہین کوئی متنفس جنت کے ہرے بھرے کھیتون پر یقین نہ کریگا جبتک کہ آنکھ سے نہ دیکھ لے اگرچہ اول سے آخر تک سب نے وجود کا اقرار کیا ہی ؎

دل کے خوش کرنے کو غالبؔ خیال اچھا ہی	ہمکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن

یقین بنفسہ ایک تسلی بخش اور دل کی بہلانیوالی شی ہی لیکن اُسکا حاصل کرنا دشوار ہے اور بے یقین کوئی انسان کامیاب نہین ہوتا یقین مورث خیال اور منبع تشویش ہے ایک برہمن کو تشویش پیدا ہوئی کہ "گو بندگی گت گو بند جانے"۔

اس جملہ کے کیا معنی ہین برسون اسی خیال مین مشوش رہا آخر خیال نے کہ دست فیض قدرت
ہی پختگی حاصل کی اور لب دریا عالم خیال مین قالب چھوڑ اکسی شہر کے ساہوکار کے ہان جنم لیا
چونکہ ہنوز ساہوکار کا مکان بے فرزند۔ خانہ بےچراغ اور دل رنج و غم سے پرداغ تھا دیدار فرزند
سے محظوظ اور شادمان ہوا ہزارون روپیے اس خوشی مین لٹا دیے ہنگامہ رقص و سرود بہجت
و نشاط چند مدت تک گرم رہا رفتہ رفتہ طفل مذکور دس بارہ برس کی عمر پر پہونچا اپنے پیشہ کے
طور و طریق اور علم سے بہرہ ور ہو کر ایک قابل اور شائستہ خلف نمایان ہوا دکانداری کے سارے
کام بذاتہ طے کرنے لگا کیونکہ جلد فنا ہونے والے لڑکون کا یہی حال ہی۔ ایک روز دو جوگی
آنکلے انھون نے ساہوکار زادے کو دو سو اشرفیان دیکر کہا کہ یہ رقم امانت رکھیے ہم منزل
مقصود سے واپس آکر لیجائینگے اُسنے کیسۂ دینار اپنے پلنگ کے پایہ تلے مدفون کر دیا اور
بعد چلے جانے جوگیون کے چند روز بعد راہی ملک اولین ہوا صراف کے محلون مین کہرام
مچ گیا سارا جہان نظرون مین شب دیجور دکھلایا غرضکہ قالب اولین مین آکر بدستور عبادت کرنے
لگا اور اس کیفیت خیالی پر بڑا متحیر اور ششدر رہنے لگا یہان ابھی دوپہر بھی نہین ڈھلی
اور وہان بارہ برس کی میعاد کاٹ آیا اتفاقاً وہ دونون جوگی واپس آکر ساہوکار سے
طالب زر امانت ہوئے اور پوچھا کہ طفل جوان بخت کہان ہی عرض کی اُسے مرے ہوئے برس
گذر گئے آپ کا زر امانت کسی بہی اور بیاض مین درج نہین ہی اور نہ یہ پتہ لگتا ہی کہ وہ اشرفیان
دکان مین آکر کہان گئین مین مجبور ہون اور اگر آپ سچے ہین تو مجھسے دیگر دو سو اشرفیان
لیجائیے لیکن امانت جمع ہونے کا اقرار نہین کر سکتا جوگی بولے کہ نہین بابا ہمکو ایسے دینار
لینا منظور نہین جن پر تیری بدگمانی ہی تیرا لڑکا گیا افسوس ہی ہماری اشرفیان گئین کچھ
غم نہین "گوبند کی گت گوبند جانے" جوگی چلے اور اُسی راہ سے گذرے جہان کہ برہمن زادہ
لب دریا مصروف عبادت تھا دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو وہی ساہوکار زادہ ہی پوچھا کہ ای
طفل تو یہان کیونکر آیا ہماری اشرفیان کہان ہین عرض کی کہ میرے آجانے کی کیفیت
نہ پوچھیے "گوبند کی گت گوبند جانے" لیکن آپ کی اشرفیان میرے پلنگ کے پایہ تلے دفن
ہین چلیے اور دے آئیے جوگی پھرے اور دکان پر آئے کہا کہ ای ساہوکار جہان تیرا بیٹا سوتا

تھا اُس مقام پر پلنگ کے پایہ تلے دینار مدفون ہین گھود کر نکال دے۔ ساہوکار نے اس مقام کو کھدوا
دیکھا کیسہ زر موجود ہی اشرفیان گنین پوری نکلین جوگیون کو خوشی سے واپس دین اور پوچھا
کہ تمھین یہ راز مخفی کیونکر معلوم ہوا جوگی بولے کہ ہمارا زر امانت خوشی سے کیون واپس دیا
حجت و تکرار کی ہوتی ساہوکار بولا کہ شی امانت کے واپس دینے مین رنج و غم حجت و تکرار یعنی چہ
جوگی بولے کہ جب تجھ مین اتنی عقل ہی تو بیٹے کے مرجانے پر کیون رنج کرتا ہی بھگوان کی امانت
تھی واپس لی۔ جوگیون نے اپنی راہ لی۔ ساہوکار کو حیرت و تشویش نے گھرا ناچار
دیدار فرزند کی اُمید مین سایہ کی طرح جوگیون کے پیچھے چلا۔ لب دریا آئے برہمن زادہ سے
کہا کہ ہم اپنی امانت بجنسہٖ واپس لائے رسید آ اطلاع کرتے ہین ساہوکار کہ ردیف مین موجود
فرزند کو مار کر بے تحاشا چمٹ گیا اور زار زار رونے لگا ای بیٹا تو کہان ای مجھ بوڑھے کو دغا
دیکر چلا آیا تو مرا نہین بلکہ روٹھ آیا ہی ای نور چشم گھر چلو اور بتاو کہ یہ عالم اسرار کیا ہی ہاے مین نے
تو تیری نعش جلادی تھی اب تو مجسم کیونکر ہی برہمن زادہ عجیب بلا مین پھنس گیا اب
کیا کے ساہوکار کے ساتھ کیونکر جاے شور ہوا جوق جوق خلق جمع ہونے لگی برہمن
نے سُنا کہ تیرے بیٹے کو ایک ساہوکار لب دریا تنگ کر رہا ہی اور زبردستی اپنے گھر کو کھینچتا
کہتا ہی کہ بیٹا میرا ہی برہمن اور اُسکے لواحق سراسیمہ دوڑے اور دریا پر آئے دیکھا کہ لڑکا ہیر
بلا ہی ساہوکار چمٹا ہوا اپنے گھر کھینچے لیے جاتا ہی برہمن بھی چمٹ گیا اور کہا کہ واہ یہ تو بیٹا
میرا ہی طرفین سے مخلوق جمع ہونے لگی ایک خلقت کا بیان ہی کہ یہ لڑکا ساہوکار کا ہی
اور دوسری خلقت باعلان کہتی ہی کہ نہین صاحب یہ لڑکا برہمن کا ہی غرض کشمکش مین
برہمن زادہ کی حالت متغیر ہونے لگی بڑی ضد و کد اور شور و فساد کی حالت مین ایک جوگی رہتا
جنگلین پیدا ہوا اُسنے کہا کہ سُنو بھائیو آپسمین جنگ و فساد مت کرو ہم تصفیہ کرتے ہین فی الحال
بات اطمینان سے سُنو لڑکے کا ایک بازو برہمن پکڑے اور دوسرا بازو ساہوکار۔ اپنے اپنے بازو
کو اپنی اپنی طرف کھینچو اور ایک زبان ہوکر باواز بلند کہو گوبند کی گت گوبند جانے"۔
غرضکہ دونون باپ نے ایسا ہی کیا خدا کی قدرت سے وجود پھٹا اور ہی شکل و صورت کے
دو لڑکے بنگئے بیر عاجب یا مظہر العجائب۔

ساہوکار اور برہمن ایک ایک بنیا لیکر گھر گئے لیکن مخلوق دریاے حیرت و تعجب مین گویا غرق ہوگئی کہ یہ کرشمہ کیا ہوا ایک وجود سے دو وجود ہمشکل کیونکر بنگئے سچ ہی گوبند کی گت گوبند جانے جس مقدمہ کی سماعت و تجویز حیطۂ اختیار سے باہر گوئی جج ایسا حکم اخیر نہین دے سکتا سچ یون ہی کہ کارخانجات آلہی کے راز سوا اُسکے اور کون جانتا ہی اللہ کا علم محیط ہی ہمارے ہرقسم کے خیالات بھرم جال اور گور کھ دھندے سے زیادہ وقیع نہین۔

ہمارا محدود خیال وہان تک پہونچ سکتا جہان کہ کچھ نہین ہی اور سب کچھ ہی جو چیز کہ ہمنے نہین دیکھی خیال مین نہین آسکتی۔

اگرچہ مسئلہ وحدت الوجود ایسا دلچسپ اور دلکش مسئلہ ہی کہ بالطبع انسانی رغبت اُسکی جانب لگی رہتی ہی جیسے زنبور گل خوشبو پر جن لوگون کو اس مسئلہ کا مذاق لگگیا ہی وہ اُسی کے ہو رہے ہی جیسے مکھی شہد مین پھنس رہتی ہی نہ دنیا و مافیہا سے خبر نہ اہل دنیا سے تعلق اُنھون نے زاویۂ عزلت و گوشۂ تنہائی مین زندگی بسر کی ہی اور چونکہ جوئندہ یابندہ ایک مشہور بات ہی محنت کرنے والے اپنا ثمرہ پالیتے ہین اسلیے وہ لوگ ناکام اور محروم نہ رہی جو کچھ نتائج مذاق حاصل ہوئے وہ وہی خوب جانتے ہین بیان کی طاقت اُنکی زبان مین نہین اور نہ اُنھین عقل و ہوش ہی کہ صحیح بات بیان کرین۔ ؎

اگر سالکے محرم راز گشت ‏ ‏ بہ بندند بروے در باز گشت
کسے را درین بزم ساغر دہند ‏ ‏ کہ داروی بیہوشیش در دہند
یکے باز را دیدہ بر دوخت است ‏ ‏ دگر باز را بال و پر سوخت است
کسے رہ سو گنج قارون نبرد ‏ ‏ وگر بردرہ باز بیرون نبرد
بمردم درین بحر دریاے خون ‏ ‏ کزو کس نبردست کشتی برون

خوب غور سے ثابت ہوا ہی کہ مسئلہ وحدت الوجود محبت پر مبنی ہی اور محبت ہی کے جوش نے اس مسئلہ کو موجودہ حالت تک پہونچایا ہی محبت اور خیال کی پختگی خالق مخلوق عبد معبود اور علت معلول کو ہمرنگ بنا دیتی ہی۔ ہندوستان کی وحدانیت مین حسن پرستی کا ذکر ہی جس سے دنیاوی حسن ناکمل کے سبب سے ماوی کمال کا خیال کیا جاتا ہی لیکن بنیاد اس کی

کی حسن مجازی پر ہی مجازی حسن کے ذریعہ سے عشق حقیقی اور فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔
صوفیوں کے خیال میں چونکہ خود روح خدا کی ذات کا مظہر ہے پس جسقدر روح کو خدا سے قربت ہوگی اسیقدر
روح کو زیادہ کمال ہوگا اور جسقدر دور ہوگی اسیقدر نقص ہے پس اُنکے نزدیک اعلیٰ ترین مقصد انسانی
یہ ہے کہ روح اپنی اصل میں پھر مل جائے خالق اور مخلوق کی تفریق جاتی رہے۔
صوفی اپنی وجدانی حالت میں صفا کہتے ہیں مگر چونکہ ہم ویسے نہیں ہیں سمجھ نہیں سکتے کہ کیا ہے وجد و حال والوں
کو جو کچھ نظر آتا ہے اور بحالت غشی جو کچھ کہ جاتے ہیں ہم اُنکی نشاء الانشا کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے حافظ کہتا ہے

آواز پر مرغ طرب بشنوم — با نفحۂ گلزار ادب بشنوم
یا باد حدیثے ز لبش میگوید — القصہ حکایتے عجب می شنوم

چونکہ یقین صورت خیال ہے اسلیے عالم تصور میں کوئی خیالی شکل چاہیے جیسی مقرر
کر لیں لیکن یقین کرنا محال ہے اختلاف آرا کی حالت میں کوئی فیصلہ اخیر نہیں ہو سکتا
ہاں ایک بڑے گروہ نے اس بات کو مان لیا ہے کہ انسانی ہستی ایک نہایت ناچیز اور بے قیمت
شے ہے خدا کے کارخانوں میں دست اندازی کی صلاحیت نہیں رکھتی اور یہ ہستی ایک
رسی میں بندھی ہوئی ہے باندھنے والا جتنی مہلت دیتا ہے انسان ہاتھ پاؤں نکال لیتا ہے
آزادی سے کچھ نہیں ملتی نیکنامی و بلند پروازی کی توقع رکھتا ہے لیکن ایک ہمسایہ بھی اُسکے
حال سے واقف نہیں پر اوہیں سپنے سکھونا ہیں۔ جب ہمکو کل کام دوسرے کی مرضی
پر کرنا پڑتے ہیں جو ہماری پس پشت موجود ہے تو کیونکر خود مختاری و آزادی کی دھن میں
مست ہیں۔ سعدی نے توانائی کو ایک محدود شے بتلایا ہے بلکہ تمام بلند نظر اسلاف نے
بوستان کے یہ اشعار عمدہ خیالات کا ثبوت ہیں۔ ؎

بشر ماورائے جلالش نیافت — بصر منتہائے کمالش نیافت
نہ بر اوج ذاتش پرد مرغ وہم — نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم
نہ ادراک در کُنہ ذاتش رسد — نہ فکرت بغور صفاتش رسد

لیکن یہ گروہ اُن خیالات بلند سے بہت دور ہے جو مسئلہ وحدۃ الوجود
میں مستغرق اور اصلی مقصود انسانی کے قریب تر ہیں مذکورہ بالا خیالات

کی حد مائی و توی تک اور ثبات عقل و حواس تک ہی لیکن خود سے گذرتے ہی ہمہ اوست نظر آنے لگتا ہی - سچ ہی جب پردہ ہی درمیان نہین تو تجلیات ربانی کیا دوا ہین ؎

بدر و یقین پردہای خیال	نماند سرا پردہ الا جلال

تم اگر کسی طریقہ کے پابند ہو تو تمھارے لیے وہی طریقہ رہنمائی کو کافی ہی تم یقین نہین کر سکتے اُس بات پر جسکی گنجایش قیاس مین نہو لیکن جب تمھارا معمولی طریقہ تمکو زیر حکومت رکھتا ہی تو لا محالہ جبراً قہراً یقین کے عادی ہو جاتے ہو مگر یہ یقین ایک لا وارث شی اور عارضی خواہش ہی - یہ قاعدہ کی بات ہی کہ اگر مین کسی شی کی صحت کے لیے مشوش ہونگا تو مین اپنے آپکو اُسکے یقین کرنے مین بہ نسبت مستعدی و تیزی کے کاہلی و سستی مین زیادہ گرفتار پاؤنگا -

اسلاف جس قول کو غلط قرار دیتے ہین وہ قول اس زمانہ مین قرین صحت و راستی پایا جاتا ہی آدمی اُس شی پر یقین کرتا ہی جو اُسکی دل اُبھانے والی ہوتی ہی دیدہ بہ مقابلہ شنیدہ کے فوراً یقین جمتا ہی کیونکہ حقیقت دیدہ مین شک کی ایک رتی بھی نہین ہوتی اگر ہم دنیا کی نمایش گاہ مین عجائب و غرائب اشیا کا تماشا نہ کرتے جو ایک بڑے بازیگر کے دست قدرت کے شعبدے ہین تو البتہ ہم خدا کی ہستی پر یقین نہ لاتے کیونکہ ایک شنیدہ بات ہو جاتی نہ کہ دیدہ - لیکن یقین کا مرتبہ علی العموم یکسان نہین ہی بعضون کا یقین غلط اور بعضون کا صحیح ہوتا ہی یقین گو بظاہر خوشنما اور دل کی لبھانے شی ہی لیکن حقیقت مین کوئی شی جسپر بالفعل ہم یقین کر چکے ہون صرف ہمارے یقین سے اصلی شی نہین ہو سکتی مثلاً -

ایک پتھر کو اگر ہم سونا یقین کرین تو ہرگز وہ پتھر سونا نہین ہو سکتا یہی یقین کی غلطی ہی ایک طبیب کو کافی یقین تھا کہ اُسکی دوا سے عموماً شفا حاصل ہوتی ہی اُسنے درد سر والے سے پوچھا کہ اب تو میری دوا سے درد باقی نہ رہا ہوگا کہا کہ باقی ہی طبیب بولا کہ غیر ممکن ہی میری دوا سے درد سر جاتا نہ رہا ہو تم یقین کرو اور مان لو کہ اب درد سر نہین ہی اگر تمنے ایمانداری سے میری دوا کا استعمال کیا ہی -

ہر چند کہ امید امین نا تجربہ کاری و نا واقفیت کے سبب انسان مشوش و متردد رہتا ہی لیکن جب اُسے اصلی حقیقت پر علم حاصل نہین ہوتا اور سر ٹپک کر رہجاتا ہی تو بالآخر

یقین ہی ایک شی ہی جو اُسکے مضطرب بے آرام دل کو تسکین دیتا ہی انسان سے جب کچھ نہین بن پڑتا تو یقین کرتا ہی جس طرح تدبیر کے بعد تقدیر پر صبر۔

انسان اپنی فطری توانائی کی ضدین درمیان رہ کر ایک عجیب کشمکش اُٹھاتا ہے کیونکہ وہ اُن دونون سے کسی ایک کا بھی دوست نہین وہ لوگ تسکین اور آسودگی سے زندگی بسر کرتے ہین جو صراط المستقیم پر قائم ہین وہ نہین جانتے تشویش و حیرانی کیا چیز ہی وہ تو صرف یقین کی مدد سے منزل کی راہ پر چلے جا رہے ہین جو آخر کار اختیار سفر اور قطع مراحل کا نتیجہ سمجھتے ہین کیونکہ اُنکو اپنی بازو اور محنت کی صداقت اور حقیقت پر یقین ہی یہ ایک فطری خواص ہی کہ عقلمند آدمی گرم جوش اور مستعد ہوتا ہی اور مشکوک مزاج کاہل۔ جو لوگ صرف شکوک کے ہاتھ بکے ہوئے ہین اور اس لیے ایک متزلزل حالت مین رہتے ہین وہ مرتے دم تک اپنے عقائد کی تصدیق کے لیے انتظار مین رہتے ہین۔ مذہبی یقین کرنے والے اشخاص اس قسم کے عمیق خیالات نہین رکھتے اور نہ تشویش اُنکی طبیعت مین واسطے ادراک حقیقت راستی کے ہوتی ہی بس یہی ایک انسان کا کام ہی اور عقائد کی مضبوطی خیالات کی پختگی ہی انسانیت کے نام سے موسوم ہی۔

لیکن خلاصہ زندگی کے تمام کوششون کا یہ ہی کہ انسان کو بامید آسودگی کسی خاص مذہب کا پابند اور کسی خاص شریعت کا مقلد ہو رہنا چاہیے جب تک کسی مذہب کی پابندی نہین ہوتی اندھون کی طرح آدمی بھٹکتا پھرتا ہی مذہب اگر کوئی قدرتی نور ہی یا کوئی زہر ہی تو صرف اندھون ہی کے لیے ہی۔ انسانی فطری وحشت و جہالت پر نظر کرنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ فطری اعمی ہی اسی لیے مذہب کی روشنی اُسکے فایدہ کے لیے قدرتی طور پر واقع ہوئی ہی وہ اگر اس سے مستفید ہو تو گویا وہ روز پیدائش سے روز وفات تک اندھا ہی رہنا چاہتا ہی

مقدمۂ بست و چہارم

یہ دنیا جو کشتی کی طرح جانداروں کا کھیوا لاتی اور لیجاتی ہی ایک تماشاگاہ اور کارخانۂ طلسم سے زیادہ مرتبہ نہین رکھتی ہر ملک اور ہر قوم کے اکابر اسی تجسس و سرگردانی مین رہے

اور آخر ناکام چل بسے کہ دنیا کا حال معلوم کرین لیکن آج تک کوئی متفق نہوا کہ اصل کیا ہی اس امر پر البتہ اتفاق ہی کہ عجیب تماشا ہی اچھا خاصہ سوانگ ہی جسکی کوئی بات سمجھ مین نہین آتی وہ بازیگر جسنے اس تماشاگاہ مین نئے نئے حیرت انگیز تماشے دکھلائے قیاس سے دور اور نظر سے اوجھل ہی اُسکے وجود کا ثبوت یہی کھیل تماشے ہین جو ہمکو حیرت مین ڈالتے ہین سے

	ز لوحِ خشت چون این حرف خوانی چو دیدی کار رو در کارگر آرا	ز حالِ خشت زن غافل نمانی قیاس کارگر از کار بردار	

عمرین اسی تلاش مین گذر گئین کہ ماجرا کیا ہی یہ جو ہم پیش نظر طرح طرح کے سوانگ مشاہدہ کر رہے ہین فی نفسہ اُنکی اصلیت کیا ہی گردوڑے کہ گرے ڈوبے کہ نہ اُبھرے عقل قوت کی حد تک بہت کچھ زور مارا اور کوششون کے پہاڑ قائم کر دیے مگر آخر بے سود مطلب برگز ہبود۔ ناکامی کی حالت مین کوئی ایسا ذریعہ تلاش کیا جو اُنکی تسکین کا سبب تھا کیونکہ یہ ایک فطری عادت ہی کہ ہر شخص کسی چیز کو آخر کار اپنا اصل مقصود مان لیتا ہی لامحالہ محسوسات اور بدیہیات کے اعتبار پر اپنے خیال مین ایک صحیح مقصود کل قرار دیکر صاحب یقین و با تسکین ہو بیٹھے اور اسی مقصود کو اپنا معبود تصور کرنے لگے اور نہ صرف اپنے تئین بلکہ آیندہ نسلون کے لیے بھی یہی راستے صحیح قرار دیگئے اور اپنی اضطرابی حالت اور کوششہای اشد کی کیفیت کا اسلیے اعلان مناسب جانا کہ آیندہ زمانہ مین پھر کوئی اسطرح اُنکی طرح حماقت مین نہ پھنسے۔ لیکن کوششین بے سود اور ناحق نہین کیجاتین بلکہ ارادت ہی داخل حمق ہی

	نہ سگ زاین کاروانے در رید	اگہ دہقان نادان کہ سگ پرورید	

اس زمانہ کے لوگون نے اپنے آپکو دو گروہ پر بالطبع تقسیم کیا ہی ایک وہ جو بر اُنکی تحقیق و تفتیش پر صبر کرکے بیٹھ رہا اور ایک وہ جسنے اپنی عقل کے گھوڑے دوڑائے گو یہ آخری گروہ اپنے خیال مین کچھ اور ہی سمجھا تھا مگر رسوائی سے اپنے تئین نہ بچا سکا تاہم غور سے معلوم ہوتا ہی کہ بہ نسبت کاہل گروہ اولین کے اس آخری گروہ نے صرف اپنے ہی قوت بازو پر بھروسہ کیا اور اندھون کی طرح بیدست و پا ہو کر نہ بیٹھا اسکا صحیح خیال یہ ہی کہ ہر زمانہ مین قوت تخیلہ متغیر و متبدل ہوتی رہتی ہی نہ ایکسی حالت برقرار زمانہ ہی اور نہ ایک

صورت پرسکون خیالات جب نیچر مین انسان کا مرتبہ مساوی ہی تو زوال و کمال دونون ہم
یعنی چہ۔ کوئی شخص جو سلیم الطبع اور پختہ خیال ہی وہ انقلاب دوران کا قائل نہین اس صورت
پر کہ جو کچھ ہو گیا اب ہونا محال ہی بلکہ انکے خود فروش اور پر جوش خیالات مین زمانہ کو
روز بروز ترقی حاصل ہو رہی ہی انسان جب ہر زمانہ اور ہر موسم مین صاحب قوت ہی
تو ناتوانون اور اپاہجون کیطرح اپنی قوت کو معطل نہین رکھ سکتا۔ یہ آخری گروہ پہلے گروہ
کو نہ صرف نابینا بلکہ بت پرست اور اعجوبہ گرین کہتا ہی۔

مگر مین خیال کرتا ہون کہ ایسے خیالات کا اعلان اس زمانہ مین مناسب نہین کیونکہ
نہ زمانہ موافق ہی اور نہ خیال بلندی صحیح۔ بلند پروازی صرف فطری امنگ کی طفلانہ
قوت کا تلاطم ہی جسے ہم غلطی سے بڑی قوت خیال کرتے ہین۔

یہ بات مان لینے کے قابل ہی کہ کوئی قوت فی نفسہٖ معطل اور بےحس نہین رہ سکتی
مگر اسکی حرکات و نمایشات کے طریقے جدا ہین اسکی آزمایش کا معیار اور ہی ہی۔

پروانہ حسن و ہوا شرربار | پرواز چہ گل کند درین گلزار

آسمان وہی ہی زمین وہی ہی اور آفتاب وہی ہی جو افلاطون اور لقمان کے وقت مین
تھا لیکن نیچر کے بعض خواصون مین باعتبار تغیر آب و ہوا کچھ نہایت باریک فرق آگیا ہی
جو طبائع مین بالفطرت پیدا ہو کر ایک بڑا بھاری اثر ڈالتا ہی ہر چند کہ نیچر کا اثر امر ثابت ہی
اس صورت مین کہ ہم نیچر کی اصلی کیفیت اور ماہیت سے بیخبر ہون۔

افلاطون اور لقمان نے اپنے زمانہ مین نیچرل قوت کی آزمایش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور
یہ بات اُنکے کارنامون سے پیدا ہی لیکن انجام کو دیکھنا چاہیے کیا ہوا جب ہم اپنے سے آگے چلنے والے
کو بےاختیاری کی حالت مین ٹھوکر کھا کر گرتا ہوا دیکھتے ہین تو بالضرور اپنے تئین اس ٹھوکر سے بچانے کی کوشش کرینگے

پیشوایان را بلاہا در قفاست | وای بر فردے کہ سر دفتر بود

ہم صرف اُسی بات کو مان سکتے ہین جو ہمارے فایدہ کی ہو۔ دولت کا ایک خزانہ ہمارے
سامنے رکھا ہوا ہی لیکن ہم مین اسقدر طاقت نہین کہ ایک اور خزانہ پہلے خزانہ کا نظیر
مہیا کر سکین تو لاریب اس خزانہ پر ہاتھ ڈال سکتے ہین۔ صرف بامید اس بات کے

کہ ہم بھی کسی زمانہ مین اس لائق ہونگے کہ ایسا ہی ایک خزانہ جمع کرین اُسوقت آسودگی و راحت سے بسر کرینگے فاقہ کشی کرنا اور سختیان اُٹھانا صریح حمق ہی میری رائے مین با وصف دست داد دولت۔ مصائب کا جھیلنا کوئی شخص گوارا نہ کریگا ؎

المجد گرسنہ در خانہ بر خوان چہ رسد　　عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

غالباً تمام دانا و فہیم لوگ اس بات پر متفق ہونگے کہ کم و بیش زیر و زبر نشیب و فراز کا وجود ازل سے ہی جیسا کہ ہم اسوقت آنکھون دیکھ رہے ہین اور یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ ہر کثرت قلت پر غالب آتی ہی بس اس خیال کے ساتھ اتفاق نکرنا کہ جو کچھ ہو گذرا ایسی طرح اور طریقت ہی کیسی غلطی کی بات ہی مین کہہ چکا کہ پہلے دولت کو ہم تصرف مین لا سکتے ہین جیسا کہ ویسی اور دولت کے پیدا کرنیکا مادہ ہم مین نہین ہی۔

فرض کرو جبکہ مین کسی مقام کو جانا چاہتا ہون اور منازل و مراحل سفر سے محض بیخبر ہون تو مین اُس پیشوا کے نقش قدم پر چلونگا جو مجھسے دو قدم آگے اسی مقام کی راہ پر چل رہا ہی اور یا اُس ہدایت پر کاربند ہونگا جو ایک شخص نے مجھے اُسی مقام سے واپس آتے ہوئے کی ہی اور بتلایا ہی۔ کہ فلان راہ پر جانا فلان مقام پر گھومنا کیونکہ وہ نشیب و فراز راہ سے واقف ہی ضرب المثل ایک حقیقت بیان کرتا کرتا ہون شنیدنی ہی ایک شخص کو تردد ہوا کہ شعر حافظ مندرجہ غزل اول دیوان حافظ کا کیا مطلب ہی اور وہ شعر یہ ہی ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید　　کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

وہ سمجھا کیا در اغنہ شرابخانہ کے کہنے سے شراب پی لینا چاہیے۔

اس شعر کے معنی فہمی کو ہر چند اپنے تئین تلاش و جستجو کے حوالہ کیا لیکن قابل تسکین نتیجہ نہ نکلا۔ یوم عقد آیا برات لیکر چڑھا بیاہ ہوا دولھن پاکر گھر لوٹا رہزنون نے راستے مین مار دھاڑ مچائی برات والے منتشر ہوگئے قزاقون نے تمام مال و اسباب لوٹا اور دولھن کو لیکر چلدیے کسی شہر مین ایک پیر فرتوت اعجوزہ کے تردامن کے ہاتھ فروخت کیا اور چلے گئے دولھا بیچارہ آفت کا مارا کتاب دیوان حافظ بغل مین دبا کر بادیہ پیمائے جادہ غربت ہوا نہ یار نہ دوست نہ خویش نہ بیگانہ کوڑی پیسے کو محتاج روٹی کپڑے کا حاجتمند چلتے چلتے

سی شہر مین پہونچا جہان وہ وطن فروخت ہوئی تھی چونکہ اسے شعر حافظ کے معنی تلاش کرنے کا
دل سے شوق تھا اسلیئے آفات روزگار اور اُفتاد وقت کا تمام رنج والم بھول گیا شہر مین
معنی تلاش کرنے کو نکلا چلتے چلتے ایک پیر روشن ضمیر کی خدمت کا بابرکت مین جا نکلا مشرف
ہوا حضرت سمجھ گئے کہ شیدا ے معنی ہی فرمایا کدھر سے آئے کیا کام کدھر جاؤگے کیا نام
حضرت مقصود یہ ہی کہ شعر حافظ کے معنی بخوبی سمجھ مین آئین فرمایا بندے تامل کرو دیر آید
درست آید۔ اتنا کہکر اُسے اور باتون مین اُلجھا دیا اور انتظام نان و پارچہ کرکے روز دوم
سے مشاغل علمی مین مصروف کیا چندے برین برآمد پیر بے نظیر صاحب کشف و
کرامات نے فرمایا ای آفت زدہ نور چشم خانہ نشینی سے انسان کا دل متوحش اور مضطر
ہوتا ہی جاؤ بازار کی سیر کرو گلزار و چمن کی ہوا کھاؤ خدا کی عجائب چیزون کا تماشا کرو
اور اس سیر و بہار کا معمول ہمیشہ رکھو۔ جوان خجستہ بخت بازار کو گیا سیران ادھر اُدھر
نظر کرنے لگا قضارا اُس خاتون یوسف لقا کے جمال بہین پر نظر پڑی جو اُسکی ہنگو جہ
تھی اور فراقون سے ایک بڑھیا کے ہاتھ فروخت کی تھی۔ نظارہ کی دیر تھی کہ آتش عشق سینہ مین بھڑک اُٹھی

خط
گل چہرہ وہ کیا نظر سے گذرا | ایک تیر نظر جگر سے گذرا

بیتابانہ واپس آیا حواس باختہ وحشت پرداختہ۔ حضرت پیر نے صورت حال ملاحظہ
فرمائی سمجھ گئے کہ کچھ آج کیفیت ثانی ہی پوچھا کہ ای فرزند کیسی طبیعت ہی کیسا انتشار ہی
عرض کیا کہ ای صاحب کیا عرض کرون ایک پریچہرہ پر نظر کیا پڑی عقل و ہوش ہی سے
بیگانہ ہو گیا نہ جانون دل پر کیا صدمہ ہی جو گھلا جاتا ہی مین ضبط نہین کر سکتا جو اضطراب
قلب پر ہی شاید اُسکو مرض لاعلاج کہینگے۔
فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین عشق و محنت انسان ہی کے لیے ہی جاؤ اور اُس خاتون سے
ملاقات کرو۔ اتنا سُننا تھا کہ باچھین کھل گئین تقدیر کو موافق خواہش پاکر افتان و خیزان
چلا در معشوقہ پر پہونچا دستک دی خادمہ آئی اور باتواضع و تکریم بالاخانہ پر لیگئی ایک
جگہ خاتون اور خاتون پسند کو بٹھالا عین حالت اضطراب مین جوان جگر افگار نے
پوچھا کہ ای سرمایۂ ناز نذرانہ کیا ہی فرمایا کہ ہزار دینار۔ عرض کیا کہ بس رخصت صرف اتنا ہی

پہنچنے کو آیا تھا اگر مواصلت سر نوشت ہی کل حاضر ہونگا - چلا اور پیر صاحب کے پاس آیا پوچھا کہ کیون بھئی صاحبزادہ عجلت کیسی - عرض کیا کہ یا حضرت نہ یکہزار دینار پاؤنگا نہ وصال لُبتا ہر رعنا سے حظ نفسانی اُٹھاؤنگا فرمایا کہ داد چہ غم یہ ایک ہزار دینار موجود ہین لے اور کام مین لا جوان طناز سراپا ناز کیسۂ دینار لیکر چلا اور خدمت معشوقہ مین پہونچا تھیلی آگے رکھی اور کہا کہ یہ نذرانہ ہی اب کیا حکم ہوتا ہی - کیسہ دیکھ کر خاتون حیا پرور عصمت شعار یکلخت بے اختیار رونے لگی اور ایسی روئی کہ گویا چشمۂ اشک خالی ہوگیا کیونکہ ڈالی رو سے رولی تھی سہ

اشک از دیدہ مجو شید ز دل مے آید
از گس از بیدلی خویش خجل مے آید

جوان دلدادہ کے قلب مین رحم و رقت نے ایسا جوش مارا کہ بے اجازت وہان سے اُٹھ بھاگا اور پیر خرد ورسے سب کیفیت واقعی عرض کی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین یہ ہزار اور لو کل پھر جانا اور بے نیل مرام واپس نہ آنا دوسرے روز نیا کیسہ لیکر خدمت ناطورہ پاکدامن مین پہونچا اور پوچھا کہ کل کی گریہ وزاری کا سبب کیا ہی چونکہ مجھے خود آپکے رونے پر رقت آگئی لہذا بے تامل واپس گیا اب یہ کیسۂ ثانی حاضر ہی - عورت باچشم نمناک ایک نرم پیرایہ مین کہنے لگی کہ ای عزیز آج تک اللہ تعالے نے میری عصمت و عفت کا دامن الوائث مکروہہ سے پاک رکھا اور اسی لیے مین نے ہزار دینار مقرر کئے تھے کہ نہ کوئی اس قسم کا امیر پیدا ہوگا نہ میری پاک دامنی مین فرق آئیگا - لیکن قدرت ربانی سے ایک تو ایسا مالدار نظر آیا کہ ہزار دینار نذرانہ حاضر لایا مین سمجھی کہ بس آج میری عصمت کا خاتمہ ہی مین کیا کہون کون ہون - ای میرے شوہر کے مشابہ شخص !! مین ساہوکار زادی ہون - میرا شوہر تھا وہ بڑے طنطنہ و جاہ و حشم سے مجھے بیاہ لیجاکر گھر کو جاتا تھا کہ قزاقون نے برات پر ڈاکہ ڈالا تمام مال و اسباب لوٹ لیا مجھے یہان لاکر اس بوڑھی کھوسٹ کے ہاتھ جسے تم سامنے والے کمرے مین پلنگ پر لیٹا ہوا دیکھ رہے ہو کوڑیون کے عوض بیچا - روز اول سے مین بفضل کریم اپنے ننگ و ناموس کو بچائے ہوئے ہون الا آج تیرے ہاتھ منقسم الناموس ہوتی ہون بس اسی ایک خیال نے مجھے آٹھ آٹھ آنسو رولایا مصرعہ

دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین رولائے کیون

یہ تعجب انگیز حقیقت سُنکر جوان شدّت خوشی سے اُچھل پڑا اور نہایت جوش شادمانی سے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ عروس پاک دامن کو مرحبا کہتا ہوا آغوش محبت مین لیا گویا بلبل نے گل تازہ پایا ؎

شادی سے ملے ہم وہ ایسے صفحہ خط تو امان کے جیسے

سر کے بل دوڑا اور پیر روشن ضمیر کی خدمت عالی مین ماجرائے عجیب عرض کیا حضرت نے ارشاد فرمایا ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بس تیری اُلجھن کو تار تار سلجھا دیا۔ جس معنی کی تلاش مین تو سرگردان تھا آج معلم ازل نے حکمت بالغہ کے پیرایہ مین تیرے سامنے موجود کیا اب رخصت ہو جوان عورت لیکر رخصت ہو گیا۔

میرے دوستو!! مذہب خوب ہی کوئی ہو مذہب اچھی راہ لیجاتا ہی مذہب دھوکہ نہین دیتا مذہب ایک بڑے مطلب اور گہرے معنی پر مبنی ہی۔ مذہب کا اصول خداشناسی ہی انسان جبلی وحشی اور ازلی جاہل ہی مذہب رفتہ رفتہ اُسے آدمی بناتا ہی۔ انسان کو مذہب ایسا ہی جیسے اندھون اور بوڑھون کو عصا۔ مذہب کے سہارے انسان عمدگی سے زندگی بسر کرسکتا ہی اور تمام قدرتی حکمتہائے حیرت انگیز کے نظارۂ تردد خیز سے مطمئن اور صابر ہو بیٹھتا ہی۔ کوئی مذہب جسطرح خدا کی باتون سے خالی نہین اسی طرح کوئی بندہ بے خدا نہین۔ پیدا کرنے والا اِن تمام چیزون کا ضرور ہی اور پیدا کرنے والا تمام چیزون کا ہی وہی ہمارا خدا ہی [illegible] معبود ہی وہی قادر توانا ہی۔ ہر شی مادہ سے پیدا ہوتی ہی اور ہر مادہ باشی ہوتا ہی [illegible] صحیح امر پر یقین دلاتا ہی۔ مذہب والون نے خوب تحقیقات کی ہی۔ مذہب والون نے [illegible] کوئی کام نہین کیا تحقیق و تفتیش مین عمرین گذراندین اللہ مین [illegible] [illegible] ایا جو ہماری عبودیت اور موافق ہمارے مزاج ہستی کے ہی۔ [illegible] زندگی بدین وجہ کہ اِسکا رشتہ ہماری خیالی مضبوط عظمت سے [illegible] انسانی الام اور خطرات کی تعداد بہ نسبت عیش و آرام

موجودہ کے بحالت نکوکاری زیادہ ہی کچھ ہی کیون نہو آیندہ کی خوشیون اور راحتون [illegible]
آنے والی زندگی کو موجودہ مصائب سے بہتر سمجھ لیتا بحق ایک ایسی طبیعت سے جو موجودہ حالت پر مطمئن [illegible]
ہی بہ نسبت اسکے کہ پچھلے تجربون کی تکرار کیجائے جسکے اخیر مین ہلاکت آجاتی ہی وہ ہلاکت جسکی بغل مین ملامت و رسوائی کی [illegible]

بچہ اُس شخص کو پہچانتا ہی جسکے بطن سے پیدا ہوا خواہ وہ نہایت کم عمر ہو - وہ شخص بچہ سے
بھی زیادہ بیوقوف ہی جو اپنے آفریدگار کو نہین پہچانتا بے خالق مخلوق کا وجود ناممکن ہی جس طرح
بے چراغ نور اور بے جسم سایہ - اللہ نے کل چیزون کو اپنی ذات سے پیدا کیا با خواہش سے
نہ کسی قدیم مادہ سے کیونکہ مادہ کے لیے مکان اور مکان کے لیے مکان لازم آتا ہی اور اس طرح تسلسل
بڑھتا جاتا ہی حق قدیم ہی اور وہ کوئی چیز نہ رکھتا تھا کانَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ فَلَا شَیْئَ - الا جب اپنے
خلق کو پیدا کرنا چاہا ایک آن مین با مادہ پیدا کیا صرف اپنی خواہش سے - اللہ لامکان ہی اس
دلیل سے کہ عالم نیز لامکان ہی کیونکہ جو مکان ہی داخل عالم ہی بس مکان معدوم ہوا جو کچھ کہ عالم
ہی اور مکان عالم متصور نہین یہ ایک وجود قرار پایا اور جب ایک وجود ہی تو کچھ وہی ہی ہر آئینہ
مکان خدا نہین ہی کیونکہ بے وجود ہی اور مکان وجود کے واسطے ہوتا ہی نہ کہ بے وجود کے لیے پس
جب مکان معدوم ہوا ثابت ہی جو کچھ ہی مکین ہی اور مکین وہی خدا ہی جو سب سے پہلا تھا اور سب سے پیچھے رہیگا -

جس شی کو آدمی روح کہتے ہین یا جسکو بلقب مطلب اعلی الملقب کرتے ہین سو فنہور نے اُسکے
دو ٹکڑے کئے ہین یعنی خواہش اور فہم - لیکن فہم کو وہ بہت کم وقعت سمجھتا ہی بدین لحاظ کہ صرف
یہ ایک تماشا گاہ عجائبات ہی جو وابستہ بہ سلسلہ نظام جسمانی کا ہی - اور خواہش جو ہمارے
پیکر کا اندرونی اصول ہی حقیقت مین وہ ذاتی نہین صرف یہ ایک اظہار مجموعی خواہش کا ہی
اسیواسطے اُسکے نزدیک مطالعہ فن محض فضول ہی کیونکہ اسمین کوئی شی بجز خواہش اور
عجائبات کے نہین ہی بلکہ تمام غور و فکر مورث خیال و مبدع خواہشات ہین -

نجات کے باب مین کچھ کہنا نہین ہی سوا اسکے کہ خودکشی یا النفس کشی ذریعہ
خواہشین کہ ہماری روح کے ساتھ پیدا ہوئین انکا معدوم ہونا ہی نجات
خواہشات کا اثر ہی دنیا مین نئے نئے قالب پاتے رہینگے - رنج و خوشی
ہماری نظر مین یکسان ہو اور کل چیزین یک وزن اور ایک [illegible]

[illegible]آواگون سے چھوٹ سکتے ہیں جب تک ہم جینے جی نہیں مرجاتے اور مائی و توای کو نہیں بھولتے [illegible]نجات نہیں پاسکتے اصل مین ملجانا روح کا اور دور رہنا قالب سے اصلی نجات ہی۔

تقریظ من نتائج طبع لاثانی منشی عبد العزیز صاحب اعجاز رقم سہسوانی

دانا دل منشی کامتا پرشاد اخلاص منزل آفرین صد آفرین تحسین ہزار تحسین - ان ممنون [illegible]ب نے یہ حقائق جنس حیوانی و دقائق شرالف نوع انسانی کیا خوب کتاب بے قسم کی ہی [illegible]شاء اللہ چشم بد دور حذاقت ذہنی و طلاقت لسانی کی داد دی ہی - خیالات عالیہ خالی از [illegible]لطافت و بلاغت نہیں۔ ابکار افکار رسینہ و عرائس طبیعت راسخہ پر کس ہنرمند سعادت پیوند حقیقت [illegible]پسند کو رغبت نہین ہو [illegible] اول سے آخر تک نبظر عداوت دیکھا کہین حرف گیری کا موقع دلا [illegible]جار ہر فقرہ بروم اخلا[illegible] [illegible]را - اردو عبارت سلیس مطالب نفیس خاطر انیس ایک ایک فقرہ ہی [illegible]یک ایک کتاب کا مضمون [illegible] ہی لفظ لفظ سے طوفان لآلی آبدار اُبلتا ہی - سبحان اللہ تحقیقات النسانی نام ہی [illegible]سکا ہر ہر مقدمہ شراب روان افزای معانی کا جام ہی - مینا [illegible]ر کنار دیکھنے سے آنکھون میں نور سرور آئے تماشا نشاء لطافت سے مخمور کیا چکنا چور ہو جائے [illegible]نتہ آفرینی عبارت پر بار یک بینان دقیقہ سنج کا صاد ہی لطافت گزینی فقرات جمند بر لطیف طبعان گزیدنیش [illegible]واتا دہوے وصفش بہ زبان قلم راست نیاید، ہر انچہ گویم صفتش باید و شاید [illegible]صہ مختصر مطلب لکھنا کیشر ذو فرصیت کمتر مناسب کہ قطعۂ تاریخ لکھون یادگار یادگار ہون

قطعہ تاریخ

کامتا پرشاد بحر علم و عقل | خوش رقم ردا این کتاب لاجواب
[illegible]تاریخ آن اعجاز گفت | بجبر حسن آما کتاب مستطاب

[illegible]المعظم منشی جانکی پرشاد صاحب مد ظلہ العالی اہلمد محکمہ مال ریاست گوالیار

تحقیقات انتہائی ہی ہر معاملہ موشگافی اور تفحص سے [illegible]
[illegible]ر زندگانی کی تحقیقات ہی اسکا سلسلہ چھڑنے سے [illegible]

گے ہی کو طول پکڑتا جاتا ہی یہ قصہ زلف معشوقون کی طرح بہت دراز ہی یہ داستان الف لیلہ سے بھی بڑھی ہوئی ہی - یہ مقدمہ وہ مقدمہ نہین ہی جسکی تحقیقات پر کوئی جج قادر ہو سلف سے خلف تک ہر شخص نے اس مقدمہ مین انسانی توانائی و دسترس کے اعلےٰ کرشمے دکھلائے لیکن کچھ ہوا منزل دور اور بندہ مجبور - دن بھر چلے شام کو جہان سے تہان آگئے - فراز ہمت پر بلند خیالی کے پر لگا کر اُڑے لیکن آفتاب اسرار نے اُنکے پرون کو جھلس دیا -

برادر عزیز منشی کامتا پرشاد نے بھی اِس راہ صعب مین قدم رکھا اور کچھ ہمت کے حوصلے دکھلانا چاہے لیکن باوجود اس سب کچھ لکھنے کے کچھ بھی نہ لکھ سکے ہان انسان کے خیالات روشن کرنیکے لیے جو کچھ لکھا ہی نہونے سے کسی چیز کا ہونا ہی اچھا ہی - مین افسوس کرتا ہون کہ جو اوراق اس عجیب کتاب کے گم ہو گئے اُنمین اعلیٰ درجے کے مضامین اور خیالات تھے گویا اُنکو انسانی نیچر کا فوٹو کہنا چاہیے اگر وہ بھی اسمین شامل ہوتے تو ایک غور طلب کتاب ہوجاتی ہارے موجودہ حالت مین بھی قابل قدر تنا ہی حق اللہ تعالےٰ عزیز شائستہ تمیز کو ایسے ہی خیالات عجیبہ و غریبہ کا شیدا رکھے کہ زمانہ نا غنیمت ہی خاندان کی عظمت ہے -

رباعی کتاب اچھی ہوئی تصنیف تحقیقات انسانی	بلاغت اور فصاحت در لطافت ہی لاثانی
بشر کو چاہیے جو کچھ وہ سب موجود ہی اسمین	کہ ہی نوع بشر افضل ترین جسم حیوانی

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ اس زمانہ برکت اقتران مین کتاب نایاب منتخب لاجواب بیکہ رموز شناسان فضل و برتری ہادی گم گشتگان کوے بے خبری پند آموز صغیر و کبیر دلہاے برنا و پیر یعنی نظیر و لاثانی موسوم بہ تحقیقات انسانی جسمین نہایت فصاحت و بلاغت سے حقائق جنس حیوانی اور ذات نوع انسانی مفصل درج ہین اور انسانی زندگی کی تحقیقات بوجہ اتم کی گئی ہی حق تو یون انسانی نیچر کا فوٹو کہین تو بجا ہی اور اگر معلم خصائل محمود سمجھین بجا ہی پیر مصطبیہ حقیقت خضر بادیہ طریقت بلند حوصلہ عالی نژاد منشی کامتا پرشاد و بواری لال صاحب ساکن قصبہ دادو گنج حسب تحریک سعادت ... واقع کانپور مین باہ مارچ ۱۸۹۰ع باہتمام حسن ...

اعلان

حق تصنیف اس کتاب کا بحق ...

Presented to the Library of
McGill University
by
Dr. Casey Wood.